مجالسِ شبیرؒ

مجموعۂ تقاریر

حافظ الحدیث مولانا شیخ شبیر حسین نجفی مرحوم

پیش لفظ

مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کوپا گنج ضلع اعظم گڑھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں کے دینی مدارس میں حاصل کی پھر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نجف اشرف تشریف لے گئے۔ چھتیس برس تک باب مدینہ العلم کے زیر سایہ علم دین کی تبلیغ و ترویج کرتے رہے۔ آپ کی علمی کاوشوں کو دیکھتے ہوئے آیت اللہ سید محسن الحکیم اعلیٰ اللہ مقامہ نے آپ کو اپنا وکیل خاص مقرر فرمایا۔ جس کی پاداش میں صدام نے آپ کو زندان میں ڈالا اور کئی مرتبہ زندان میں مولانا کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن باب مدینہ العلم کو آپ سے دین کی خدمت لینا مقصود تھی۔ لہٰذا ایسے اسباب مہیا فرمائے کہ آپ معجزانہ طور پر عراق سے بچ کر اقلیم امامت کے آٹھویں تاجدار امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ تقریباً ۲۳ برس تک آستانہ قدس رضوی کے مقام حر عالمی میں دین کی ترویج کرتے رہے اور دنیا بھر کے زائرین کے لئے مجالس امام مظلوم برپا کرتے رہے۔ آپ کے ہزاروں طلباء نجف اشرف اور مشہد مقدس سے فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے مختلف مقامات پر دین محمدؐ و آل محمدؐ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کی علمی کاوشوں کو دیکھتے ہوئے حکومت ایران نے آپ کو ایک خاص مقام اور مجتہد کا درجہ دیا۔ عربی' فارسی اور اردو زبان میں آپ کے علمی دروس مشہد مقدس میں بہت سے طلباء کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ کی لائبریری ہندوستان' نجف اشرف اور مشہد مقدس میں موجود ہے۔ جس میں ایسی نادر و نایاب کتب بھی موجود ہیں جو کہ کسی بھی لائبریری میں موجود نہیں۔ مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم نے ستر کی دہائی میں پاکستان آنا شروع کیا۔ پہلی بار آپ عراق سے تشریف لائے پھر کوپا گنج اور اس کے بعد مشہد مقدس سے تشریف لاتے رہے۔ تقریباً چودہ برس تک آپ نے عزا خانہ گلستان زہراء میں مجالس عزا سے خطاب فرمایا۔ اس کے علاوہ پاکستان کے

دوسرے شہروں میں بھی خطاب فرمایا۔ ہر سال آپ کا قیام عام طور پر دو اڑھائی ماہ رہا کرتا تھا اور لاہور ہی کو مرکز رہائش قرار دیتے تھے اس دوران آپ مسلسل درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور ہزاروں مومنین آپ سے فیضیاب ہوتے۔ مولانا مرحوم کا مجالس پڑھنے کا اپنا ایک خاص انداز تھا جو کہ زیادہ تر دروس پر مشتمل ہوتا تھا۔ فضائل و مصائب کے بیان کے ساتھ ساتھ اعمال و مسائل دینیہ پر بہت زور دیتے۔ نماز' روزہ' تلاوت قرآن اور اہمیت حصول علم دین ان کا خاصہ تھا۔ مولانا مرحوم نے کبھی بھی محافل و مجالس کے لئے معاوضہ طے نہیں کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بعض جگہ یہ دیکھتے ہوئے کے کسی مومن کی معاشی حالت درست نہیں اور اس وجہ سے وہ مجالس نہیں کروا رہے تو ان کو خود اصرار کر کے عشرہ پڑھا اور کوئی معاوضہ اگر دیا بھی گیا تو خوش اسلوبی سے واپس کر دیا۔ ان کے کافی دروس کی ریکارڈنگ میرے پاس محفوظ ہے۔

مومنین کے اصرار پر ان کا ایک عشرہ مجالس شائع کیا جا رہا ہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جو کچھ اور جس طرح آپ نے بیان فرمایا بعینہ اس کو پیش کیا جائے تاکہ مومنین اس سے استفادہ کر سکیں۔ اگر اس کوشش نے مقبولیت حاصل کی تو انشاء اللہ باقی مجالس کو بھی پیش کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ جناب علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مرحوم کے مجموعہ تقاریر کا نام کفایت الواعظین مولانا شبیر حسن نجفی مرحوم نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ مولانا مرحوم کی تقاریر کو ٹیپ سے تحریر میں لانے کے لئے مولانا سید ابو رضا زینبی نے جو کاوشیں کیں وہ آپ کے سامنے ہیں میں ان کا انتہائی ممنوں ہوں۔ نہ صرف تحریر بلکہ پروف ریڈنگ اور درستگی میں بھی آپ نے بہت محنت کی اس کا اجر تو سرکار جناب سیدہؑ سے ہی ملے گا۔ لیکن پھر بھی اگر کمپوزنگ میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو دامن عف میں جگہ دیں۔

۱۹۹۵ء میں ہمارے اہل خانہ اور کچھ دوست احباب زیارات عراق و ایران کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر مشہد مقدس میں مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت اصرار کرنے پر آپ نے عشرہ محرم گلستان زہراء میں پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن افسوس وقت

نے وفا نہ کی۔ ہمارا قافلہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۵ء کو واپس لاہور پہنچا۔ چند ہی دنوں کے بعد آلہ آباد سے مولانا رضوان حیدر رضوی صاحب نے فون پر مولانا کے انتقال کی رو فرسا خبر دی۔

حکومت ایران نے مولانا مرحوم کی میت کو ہندوستان سے مشہد لے جانے کا انتظام کیا اور آپ کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ صحن امام رضا علیہ السلام میں پورے اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔ چالیس روز تک مجالس برپا ہوئیں اور قرآن خوانی ہوتی رہی ۔ میرے بڑے بھائی خلیفہ سید حیدر مہدی اور چھوٹے بھائی خلیفہ سید سجاد مہدی جنازے میں شریک ہوئے اور خلیفہ خاندان کی نمائندگی کی ۔

مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم کو حافظ الحدیث بھی کہا جاتا ہے ۔ نجف اشرف اور مشہد مقدس ہی نہیں بلکہ کہیں بھی جب مومنین یا علماء کو حدیث و نہج البلاغہ کے مسائل در پیش ہوتے تو وہ آپ سے رجوع کرتے۔ ان کی مجالس کا طرہ امتیاز اقوال و احکامات آئمہ طاہرین و معصومین علیہ السلام تھا اور اس پر بجا طور پر فخر فرماتے تھے۔ نجف اشرف کے چھٹنے کو بار ہا یاد کرتے اور اکثر آبدیدہ ہو جاتے تھے مولانا مرحوم اتنے علم و قابلیت کے باوجود انتہائی سادہ اور منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے۔ مومنین کو محافل و مجالس میں آنے والے حالات سے آگاہ کرتے رہتے تھے ۔ ان کے حلقہ میں بلا تخصیص ہر فرقہ کے لوگ تھے۔ برادران اہلسنت بھی ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔

آخر میں ملتمس ہوں کہ مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ توحید تلاوت فرمائیں۔

والسلام

محتاج دعا

خلیفہ سید حسن مہدی

مجلس اول

الحمد للہ العلی العظیم حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی یا یبلغ ۔لایبلغ مدحته القائلون ولا یحصی نعماء ہ العادون ولا یودی حقه المجتهدون الذی لاید رکه بعد الهمم ولا یناله غوص الفطن الذی لیس لصفته حد محدود ولا نعت موجود ولاوقت معدود ولا اجل ممدود فطر الخلائق بقدرته و نشر الریاح بر حمته ووتد بالصغور میدان ارضه والصلاۃ والسلام علی العبد الموید الرسول المسدد المصطفیٰ الامجد المحمود الاحمد حبیب اله العالمین ابی القاسم محمد واله الطیبین الطاہرین المعصومین و لعنت الدائمه الباقیه علی اعدائهم اجمعین من الان الی یوم الدین اما بعد فقید قال اللہ سبحانه تبارک و تعالیٰ فی محکم کتابه و مقتن خطابه و قوله الحق ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنه یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدہً علیه حقا فی التورته والانجیل و القران

خداوند زمین و آسمان کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس سال پھر ہمیں نصرت فرزند بنت الثقلین کی عزاداری اور ماتم داری کی توفیق عطا کی۔ یہ قرآن کریم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی آیت کے بارے میں ۔ کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے ہر ہر پہلو پر روشنی پڑ چکی ۔ اس کے تمام گوشے بیان ہو چکے اب کوئی گوشہ باقی نہیں

ہے یہ قرآن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی آیت کے بارے میں یہ کبھی بھی نہیں کہا جا سکتا اور وقت نزول سے الی یومنا ھذا آج کے دن تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔

اب ظاہر ہے کہ امام حسین علیہ اسلام کا ہر مسلمان اور ہر مومن پر۔ یہ دس روز یہ عشرہ۔انشاء اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ موضوع ہو حسین اور اصحاب حسین اور انشاء اللہ اس کے متعلق بیان ہو گا۔ سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیجئے یہ جان لیجئے اور اس امر سے آگاہ ہو جایئے۔ سب سے پہلے خداوند کریم زمین و آسمان بندوں سے دین چاہتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ میرا ہر بندہ دین دار ہو۔ وہ دین چاہتا ہے وہ مذہب چاہتا ہے لادینی کو دوست نہیں رکھتا۔ لامذہبیت کو وہ دوست نہیں رکھتا اور دین دار کو وہ دوست رکھتا ہے۔ کیسا دین چاہتا ہے۔ کس طرح کا دین چاہتا ہے۔ وہ خالص دین چاہتا ہے۔ بندوں سے دین چاہتا ہے۔ اور خالص دین چاہتا ہے وہ دین جو خالص نہ ہو وہ اس کا دین نہیں ہے۔ اور اس کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے وہ تو خالص دین چاہتا ہے اعلان کرتا ہے الا للہ دین الخالص یہ قرآن ہے اس میں اعلان ہو رہا ہے کہ خالص دین میرا ہے الا حرف تنبیہ یہ آگاہ کرنے کیلئے۔ جب کوئی مطلب اہم ہوتا ہے اور کسی مطلب کی طرف متوجہ کرنا اور منظور کروانا ہوتا ہے اس موقع پر یہ الا استعمال ہوتا ہے کہ کوئی اہم مقصد ہے۔ جیسے حضورؐ نے غدیر خم میں پہلے خطبہ آپ نے دیا۔ حمد و ثناء کے دریا بہانے کے بعد۔ جب اصل مطلب بیان کرنا چاہا تو اس سے پہلے آپ نے فرمایا الا آگاہ ہو جاؤ۔ خبردار فمن کنت مولاہ پہلے الا تو جب کوئی اہم مسئلہ ہوتا ہے کسی اہم مسئلے کی طرف توجہ مبزول کروانا مقصود ہوتی ہے تو اس پر الا استعمال ہوتا ہے۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ۔ خالص دین میرا ہے وہ اللہ کا دین ہے اور جو خالص نہ ہو وہ اللہ کا دین نہیں ہے۔ اللہ کا دین کونسا دین ہے جو خالص ہو۔خالص دین کے

کیا معنی ہیں خالص دین کسے کہتے ہیں خالص دین کیا ہے یعنی خالص عبادت' خالص عمل' یہ دین خالص کو کہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے جو بات بھی کہوں گا وہ آیت ہو گی ۔بغیر آیت کے نہیں ہو گی فعبد اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کرو اللہ کی مخلصین لہ الدین دین کو اس کیلئے خالص رکھتے ہوئے ۔ صرف ہمارے نبی حضرت ﷺ سے ہی اللہ خالص دین نہیں چاہتا بلکہ انبیا سلف کی امتوں سے بھی وہ خالص دین چاہتا تھا۔ سورۃ بینہ پڑھیئے ارشاد ہوتا ہے وما تفرق الذین اوتو الکتاب الا من بعد جائتہم البینہ وما امروا الا لیعبدواللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلاۃ ویوتوا الزکوۃ وذالک دین القیمہ یہ اہل کتاب فرقہ فرقہ نہیں ہوئے الا من بعد ماجاء تہم البینہ مگر دلیل آنے کے بعد۔ قرآن آنے کے بعد۔ بینہ یعنی دلیل آنے کے بعد فرقہ فرقہ ہوئے وماامروا الا لیعبدوا اللہ انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا مگر اس چیز کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ مخلصین لہ الدین دین کو اس کیلئے خالص رکھتے ہوئے وہ خالص دین چاہتا ہے خالص عبادت اور جو خالص نہ ہو وہ عبادت اللہ کو نہیں چاہئے ۔ سب سے پہلے عبادت میں جو ملاوٹ آئی یہ کس نے کی۔ اہل کتاب نے کی۔ یہود و نصریٰ نے ومامروا الا لیعبدو اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء باطل سے ٹکرا کر یہ حکم دیا گیا نماز قائم کرو

الحاصل خداوند زمین و آسمان دین چاہتا ہے ۔ کونسا دین' خالص دین' غیر خالص اس کا دین نہیں ہے آیت ہے الا للہ دین الخالص وہ خالص دین اس کا ہے اس نے صاف صاف کہہ دیا ہے خالص دین یعنی خالص عبادت' خالص عمل فعبد اللہ مخلصین لہ دین خالص دین' خالص عبادت کیا ہے خالص عبادت وہ جو خلوص سے ہو جو اخلاص سے

ہو خالص عبادت یعنی جس میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ نہ ہو خالص عبادت جو خلوص اور اخلاص سے ہو خالص ہو کیا مطلب یعنی جس معبود کی عبادت کر رہا ہے ازرو اخلاص ہو یعنی اسے لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرے ۔ مستحق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت کرے۔ یہ ہے خالص عبادت۔ صلوات

یعنی کوئی اور غیر اس میں شامل نہ ہو کوئی مقصد اس میں شامل نہ ہو اصلاً" ۔ مستحق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا۔ لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا یہ ہے خالص عبادت۔ اگر جہنم کے ڈر سے عبادت کرے تو یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ جہنم کے خوف سے جہنم کے ڈر سے کہ اگر میں عبادت نہیں کروں گا تو جہنم میں مجھے ڈال دیا جائے گا۔ اس لئے عبادت کرے تو یہ بھی عبادت خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ اس کا فرض ہے اس عبادت کو اس نے باطل قرار نہیں دیا۔ عبادت ہے اور صحیح ہے مگر خالص نہیں ہے۔ یعنی جہنم کے ڈر سے عبادت ہو تو عبادت صحیح ہے۔ مگر خالص نہیں ہے ۔ یہ تو اس کا فضل ہے ۔ یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے اسے صحیح قرار دیا۔ اس نے قبول کر لیا مگر خالص عبادت نہیں ہے یہ عبادت جہنم کے ڈر سے عبادت اپنے نفس کی سلامتی کیلئے ہے اپنی حفاظت کیلئے ہے۔ اگر کسی ذریعے سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جہنم میں نہیں داخل کرے گا۔ تو یہ عبادت بھی نہیں کرے گا سمجھ رہے ہیں آپ ۔ یہ عبادت بھی نہیں کرے گا۔ یقین ہو جائے کسی ذریعے سے کسی طریقے سے کہیں سے یہ معلوم ہو جائے کہ جناب ادھر سے برات نامہ دے دیا گیا ہے۔ نماز بھی نہیں پڑھے گا۔ روزے بھی نہیں رکھے گا اور بھی کوئی عبادت نہیں کرے گا۔ لیکن یہ عبادت یہ تو نوکروں کی سی عبادت ہے ۔ جیسے بادشاہ کا نوکر ہے ۔ بس کسی آدمی کا نوکر ہے ۔ یہ خدمت کرتا ہے بادشاہ کی ۔ سلطان کی خدمت کرتا ہے کیا اسے مستحق خدمت سمجھ کے

وہ اس لیئے خدمت کرتا ہے کہ اگر میں خدمت نہیں کرتا تو اندیشہ ہے کسی نقصان کے پہنچنے کا۔ لہٰذا وہ ظاہری محتمل کے دفعیہ کیلئے وہ خدمت کرتا ہے وہ خالص اسے مستحق خدمت سمجھ کر کہ یہ سلطان یا حاکم مستحق خدمت ہے ۔ اس لیئے خدمت نہیں کرتا وہ تو اپنے مفاد کیلئے اپنی حفاظت کیلئے یہ کرتا ہے۔ لہٰذا جہنم کے ڈر سے جو عبادت ہو وہ عبادت اگرچہ صحیح ہے ۔ وہ درست ہے بری الذمہ ہو جائے گا۔ اسے عذاب نہیں دیا جائے گا مگر وہ خالص عبادت نہیں ہے۔ لہٰذا اس طرح کی طمع میں لالچ میں حور و غلمان کی لالچ میں جنت کی طمع میں عبادت ۔ یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے یہ عبادت تو اپنے فائدے کیلئے ہے ۔ اگر کہیں سے یہ معلوم ہو جائے کہ عبادت کریں یا نہ کریں بہر حال جنت ہمیں ملے گی تو وہ چھوڑ دے گا ۔ وہ نماز کے قریب بھی کبھی نہیں جائے گا۔ روزے کے قریب بھی نہیں جائے گا۔ حج کے قریب نہیں جائے گا اور دوسری عبادتوں کے قریب بھٹکے گا بھی نہیں۔ اگر علم ہو جائے کہ مجھ کو بغیر زحمت بغیر مشقت جنت مل جائے گی تو وہ کوئی عمل نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس کی بھی یہ عبادت خالص نہیں ہے جنت کی طمع میں حورو غلمان کی طمع میں انواع و اقسام کے میووں کی طمع میں لالچ میں عبادت یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ صحیح ہے۔ خالص عبادت وہ ہے جو مستحق عبادت ہے لائق عبادت سمجھ کے عبادت کی جائے۔ صلوات

لائق عبادت مستحق عبادت سمجھ کے اگر عبادت کی تو وہ ہے خالص عبادت۔ جو اللہ کا دین ہے جو وہ چاہتا ہے جو اسے پسند ہے جو وہ چاہتا ہے وہ خالص عبادت چاہتا ہے خالص دین چاہتا ہے لالچ میں تو ایسے ہو گی۔ جس طرح کوئی بڑے آدمی کی تعظیم تکریم کرے کسی مقصد کیلئے۔ بہر حال خلوص اور اخلاص کا مظاہرہ کرے ۔ ہاتھ بھی چوم لے مصافحہ بھی کرے ۔ کس لیئے کوئی اپنا مقصد نکالنے کیلئے ۔ اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے ۔ کوئی مقصد ہے مثلاً

دیکھانے کیلئے کر رہا ہے تاکہ اس سے کوئی مقصد کوئی فائدہ حاصل کرنا ہے اس لئے وہ خدمت کر رہا ہے۔ یہاں بھی ایسے ہی جنت کی طمع میں عبادت کر رہا ہے۔ یاد رکھیئے میں آپ کو دھوکا دے سکتا ہوں آپ کو دیکھانے کیلئے کر سکتا ہوں اپنا مطلب نکالنے کیلئے۔ آپ تو دھوکے میں آ جائیں گے مگر وہ قادر مطلق جس پر کوئی شہ مخفی نہیں ہے۔ یعنی دل میں جو خیال آتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے۔ صلوات

للّٰہ ما فی السموات وما فی الارض جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمینوں میں ہے سب کچھ اسی کا ہے وما فی صدور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ خواہ تم اسے ظاہر کرو یحاسبکم باللہ اللّٰہ اس کا حساب تم سے لے گا یعلم ما فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء ان اللّٰہ لا یخف علیہ شی فی الارض ولا فی السماء کوئی شہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے ہر شہ کا علم ہے عالم بھا قبل ابتدائھا امیرالمومنین کا ارشاد ہے وہ اشیاء کو خلق کرنے سے پہلے تمام اشیاء کو جانتا تھا اس سے کوئی شے مخفی نہیں نہ زمین میں کوئی شے اس سے پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں کوئی شے اس سے پوشیدہ ہے ہر شے کا اسے علم ہے۔ لہٰذا وہاں اگر دیکھانے کیلئے یا کسی اور مقصد کیلئے تو وہ اس کے علم میں ہے اگر ذرہ مثقال بھی عمل میں کہیں سے شائبہ ہو وہ اپریشن کر کے نکال لے گا۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی تو خالص عبادت جو جنت کی طمع میں ہو وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ جہنم کے ڈر سے وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ ریاءاور دیکھانے کیلئے یا سنانے کیلئے کوئی بھی عبادت خالص نہیں ہے خالص عبادت وہ ہے جو لائق عبادت سمجھ کے مستحق عبادت سمجھ کے کرے۔ یعنی مستحق عبادت سمجھ کے چاہئے جنت دے یا نہ دے۔ جہنم میں لے جائے یا نہ لے جائے وہ لائق

عبادت ہے ۔ مستحق عبادت ہے ۔ اس کی عبادت ہونا چاہئے ۔ یہ ہے خالص عبادت صلوات۔

خالص عبادت یہ ہے لیکن کب اور کس وقت ۔ یہ عبادت تابع ہے محبت کے خلوص خالص اور غیر خالص یہ موقوف ہے کس پر محبت کے اوپر ۔ اس لئے کہ محبت کی خاصیت ہے یاد رکھئے محبت کی خاصیت ہے کہ محبت محب کو محبوب کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے ۔ اگر محبت ہے تو یہ محبت اسے کھینچ کر لے جائے گی اور محب کو نہ اپنے فائدے کا خیال ہوتا ہے۔ محبت میں نہ ضرر کا خیال ہوتا ہے بلکہ خود اس کو اپنا خیال بھی نہیں رہتا محبت میں صلوات

یہ ایک ایسی چیز ہے کہ خود محب کو اپنا خیال نہیں رہتا کہ وہ کس عالم میں ہے۔ اس کے پیش نظر تو صرف محبوب ہے اس کی نظر صرف محبوب پر ہے اور کسی چیز پر اس کی نظر نہیں ہے مثال سے سمجھ لیجئے دیکھئے خداوند عالم نے اولاد کی محبت دی ہے والدین کو دیکھئے اولاد کی محبت میں ماں باپ کتنی زحمتیں اٹھاتے ہیں کتنی تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ کتنی مشقتیں برداشت کرتے ہیں اولاد کی محبت میں ۔ ماں کو دیکھئے بیٹے کی محبت میں ساری رات جاگ کر گزار دیتی ہے۔ باپ کتنی زحمتیں کرتا ہے کیا کیا کرتا ہے اولاد کی محبت میں وہ آپ کے پیش نظر ہے۔ آپ انصاف سے بتلائیں کبھی بھی آپ کے دل میں ماں کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ اولاد آگے چل کے مجھے فائدہ پہنچائے یا مجھے نقصان پہنچائے گی ۔ یہ کوئی خیال نہیں آتا وہاں تو صرف اس اولاد کا وجود مطلوب ہے ۔ اس اولاد پر نظر ہے کہ وہ اولاد بچ جائے تمام تکلیفیں برداشت ہو رہی ہیں کبھی خیال نہیں آتا کہ کیا ہو رہا ہے ۔ آئندہ چل

کے یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ اچھا سلوک کرے گا یا نہیں کرے گا یہ لڑکا کبھی خیال نہیں آتا۔ محبت میں اس طرح کا خیال نہیں آیا کرتا یاد رکھیئے گا کہ جب اللہ کی محبت دل میں آ کر راسخ ہو جائے تو وہاں کبھی یہ خیال ہی نہیں آئے گا کہ وہ جنت میں لے جائے گا یا جہنم میں۔ وہ تو لائق عبادت سمجھ کے عبادت کرے گا اس لئے خیال ہی نہیں آئے گا دل میں وہ تو مستحق عبادت ہے۔ دل میں خیال ہی نہیں آتا کہ وہ جنت میں لے جائے یا جہنم میں یہ ہے محبت۔ محبت خدا اللہ کی محبت ایک بہت بڑا مرتبہ ہے جو میں آگے بتاؤں گا انشاء اللہ۔ یاد رکھیئے گا کہ محبت قلبی صفت ہے یہ نام ہے کیفیتِ قلبیہ کا قلبی کیفیت کا نام ہے محبت قلبی صفت ہے لہٰذا اس میں شدت بھی ہے ضعف بھی ہے۔۔۔ محبت شدت اور ضعف دونوں سے متصف ہوتی ہے محبت کے درجات میں مراتب ہیں۔ ظاہر ہے آپ کے انبیاء کو جو اللہ سے محبت ہے ظاہر ہے کہ جو ہم گناہ گاروں کو جو محبت ہے انبیاء کو وہ ہم سے کہیں زیادہ ہے بلکہ اس محبت کا ہم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ نبیوں کو جو خدا سے محبت ہے آئمہ طاہرین کو جو خدا سے محبت ہے اس کا اندازہ لگایا نہیں جا سکتا کہ کتنی محبت ہے۔ جس طرح اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ اس کو ان سے کتنی محبت ہے۔ صلوات۔

یہ کوئی سمجھ نہیں سکتا لہٰذا خود مناجات میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ انت ربی کم احب تو میرا رب ہے ویسا جیسا میں دوست رکھتا ہوں فجعلنی کما تحب اور تو مجھ کو ایسا اپنا بندہ بنا لے جیسا تو دوست رکھتا ہے صلوات۔

یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہے جیسے ان کے درجات ان کے مقامات ان کے کمالات' فضائل و مناقب ان کا اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے اسی طرح اس محبت کا۔ ہاں ہم گناہ گاروں کی محبت کا اس کے کچھ علائم میں اس کے کچھ آثار ہیں۔ صفات ہیں ان کے ذریعے سے ہم

سمجھ سکتے ہیں ۔ اگر وہ علائم ہم میں پائے جاتے ہیں تو سمجھ لیجئے ہم سے محبت ہے اور اگر وہ علائم نہیں ہیں تو محبت نہیں۔

تو اگر واقعی اللہ کی محبت ہو گی اگر یہ محبت خدا ہے تو وہاں کوئی سوال ہی نہیں ہے نہ طمع ہے نہ خوف ہے جہاں محبت نہیں ہو گی وہاں یا جنت کی طمع میں یا جہنم کے خوف سے تمام عالم امکان میں آپ جائزہ لیں نظرڈالیں کہیں خالص عبادت آپ کو نہیں ملے گی خالص عبادت کہاں ملے گی۔ آپ جائزہ لیں تو عبادت جنت کی طمع میں ہو گی یا جہنم کے خوف سے ہو گی یا ریاء یا کوئی اور مقصد ہو گا۔ خالص عبادت آپ کو نہیں ملے گی لیکن میں آپ کو بتاؤں میرے علم میں ہے میں جانتا ہوں 14 مقامات ہیں جہاں آپ کو خالص عبادت ملے گی وہ ہیں محمد آل محمد صلوات۔

خالص عبادت کہاں ملے گی صرف محمد و آل محمد کے پاس تشہد میں آپ پڑھتے ہیں اشھد ان لا الہ الا للہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد ہیں و رسولہ اور اس کے رسول ہیں مرتبہ عبودیت کو سمجھیں ۔ رسالت سے پہلے ذکر فرمایا معراج پر جب بلایا ہے۔ براق سواری بھیج کر۔ جب اپنے حبیب کو بلایا ہے یہ نہیں کہا کہ میں اپنے حبیب کو بلا رہا ہوں۔ اس لفظ عبد کو استعمال فرمایا سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا صلوات۔

عبودیت سے یہ کہیں آپ کو نہیں ملے گا یہ مناجات ہیں صرف آل محمد کے سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا ارشاد گرامی ہے الھی ما عبد تک طمعاً فی جنتک ولا خوفا من نارک بل وجدتک اھلاً للعبادۃ فعبدتک اے میرے معبود میں جنت کی طمع میں تیری عبادت نہیں کرتا جہنم کے خوف سے تیری

عبادت نہیں کرتا بل وجدتک اھلا للعبادہ مجھ کو جنت اور جہنم سے کیا مطلب ہے میں نے تجھ کو لائق عبادت پایا ہے مستحق عبادت پایا اس لیئے میں تیری عبادت کرتا ہوں صلوات۔

تو خالص عبادت اس کا مطلب یہ ہوا کہ نجات صرف محمد و آل محمد کیلئے ہے۔ نجات ان کیلئے کیوں اس لیئے کہ اس نے خلقت کی غرض ہی بتلایا۔ ما خلقت الجن والانس الا یعبدون جن اور انس کو عبادت کے لیئے خلق کیا اور عبادت کیسی چاہئے فعبد اللہ مخلصین لہ الدین خالص عبادت مطلوب ہے تو خالص عبادت کہیں نہیں سوائے محمد و آل محمد کے۔ تو نجات صرف محمد و آل محمد کے لیئے اور ان کے علاوہ کسی کے لیئے نجات نہیں ہے۔ بیان سے معلوم ہوا لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے کہ محمد و آل محمد کے علاوہ اور اپنے بندوں کو جنت میں لے جائے۔ ان کی نجات چاہتا ہے۔ تو اس نے کیا کیا۔ جہاں خالص عبادت تھی۔ ان ہی میں سے جن کے پاس خالص عبادت تھی۔ ان کی روح اور نفس اور جان کو اس نے خرید لیا۔ صلوات۔

وہ لے جانا چاہ رہا ہے اس نے خریدا محمد و آل محمد میں سے کہ جہاں خالص عبادت ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ذریعہ ہونا چاہئے اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی تھی۔ نجات کی۔ محمد و آل محمد کے علاوہ غیر محمد و آل محمد کے کوئی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہو سکتی تھی کہ جو خالق ارض سماء نے تدبیر نکالی۔ محمد و آل محمد کی جان نفس روح اس نے خریدا ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم یہ آیت ہے اگر آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو کم سے کم جیسے چاہئے میں طالب علم ہوں اپنی جہالت دور کرنے کے لئے آج بھی مولٰی کے دربار میں ایک علی کے پاس سے دوسرے علی کے پاس ہوں۔

سمجھ رہے ہیں آپ میں کئی کئی گھنٹے کے حساب سے اس کے اوپر تین چار عشرے پڑھ سکتا ہوں تو آپ بتلائیں جب مجھ جیسا جاہل طالب علم چار عشرے پڑھ سکتا ہے تو وہاں کے علماء جو عالم دین ہیں جن کے پاس علم ہے۔ صلوات۔

اشتریٰ لفظوں کے معنی سمجھ لیجئے آپ ان اللہ اشتریٰ من المومنین ان عربی زبان میں حرف مشبہ بالفعل یقیناً د۔یکھئے اللہ کے اور بھی بہت سے نام ہیں یہ نہیں کہا ان الرحمن ان الرحیم بلکہ کہا اللہ اسم ذات ہے۔ اللہ یعنی وہ ذات کہ جس کی طرف کل مخلوق جب ہر طرف اسباب ختم ہو جائیں۔ جس کی طرف خود مخلوق متوجہ ہوتی ہے وہ ہے اللہ ان اللّٰہ یعنی جامع جمیع صفات کمالیہ کسی بھی صفت کمال کو اس سے سلب نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی صفت نقص کی طرف اس کی نسبت دی جا سکے۔ د۔یکھئے خریدنے والا کون بے عیب ذات ان اللہ یقیناً اللہ نے اشتریٰ یہ فعل ماضی ہے اس نے خریدا یہ کب خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے خریدا یعنی قرآن نازل نہیں ہوا۔ ان اللہ اشتریٰ اور بعثت رسول سے پہلے اللہ نے خریدا کس سے خریدا من المومنین کب خریدا کوئی ذکر نہیں ہے بلاواسطہ خریدا یا بلاواسطہ خریدا جبرائیل کے توسط سے خریدا یا جبرائیل کے پیدا ہونے سے پہلے خریدا ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین انفسھم یقیناً اللہ نے خریدا من المومنین مومنین سے خریدا کیا چیز خریدی انفسھم ان کی جانوں کو خریدا واموالھم اور ان کے مالوں کو خریدا صلوات۔

یہ گرمی جو آپ تھوڑی دیر کو برداشت کریں گے یاد رکھیئے اتنی ہی قیامت کی گرمی دور ہو گی وہاں کی گرمی انشاء اللہ اس سے نجات حاصل ہو گی۔ جتنی دیر آپ بیٹھے رہیں گے آپ یہ نہ سمجھئے میں نے ویسے ہی کہہ دیا۔ خطابت ہے' خطابت وغیرہ نہیں ہے میرے

سامنے جب تک ممبر پر ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں یہ معصوم کا فرمان ہے تو قرآن اور اہل بیت سے ہٹ کر میں کوئی بات نہیں کہتا صلوات۔

ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم مومنین سے خریدا کیا چیز انفسھم انفس جمع ہے نفس کی۔ ان کے نفسوں کو خریدا اور کیا چیز واموالھم اور ان کے مالوں کو خریدا سب لے لیا۔ دیا کیا اس کے بدلے میں جب خریدا ہے کس قیمت میں خریدا ہے بان لھم الجنہ یہ عوض اس بدلے میں کہ ان کیلئے جنت قرار دی ہے۔ دیکھئے یہ لام ہے یاد رکھیئے لام لتملیک ملکیت کیلئے آتا ہے--- بان لھم الجنہ کیوں جناب جب آپ کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس چیز کے آپ مالک ہوتے ہیں۔ اور اس قیمت کا مالک کون ہوتا ہے صاحب بیچنے والا۔ ان کی جانوں کا مالک کون خدا اور جنت جو قیمت ہے اس کے بدلے میں اس کے مالک یہ ہیں۔ عربی میں ہے بان لھم الجنہ ان کے لیئے جنت ہے المال لزید کیا معنی ہوا۔ مال زید کی ملک ہے لام تملیک مالک بنانے کیلئے بان لھم الجنہ اللہ نے ان کے کیلئے بدلے میں کیا دیا ہے۔ جنت دی۔ تو یہ اب مالک ہیں اللہ نے اس کے بدلے میں ان کی جانوں کو خریدا مال کو خریدا تو جنت کس کی ملک ان کی ملک ہے اور مالوں کا اور جانوں کا مالک اللہ جنت میں جانا چاہ رہے ہیں ناں ۔ اب جنت جن کی ملکیت ہے جن کو چاہے جنت دے جن کا مال ہے صلوات۔

مالک تو یہ ہیں قرآن کہہ رہا ہے عربی زبان ہے مالک کسے کہتے ہیں۔ جس کو اس نے تصرف کا حق دے دیا ہے۔ اب یہ جنت ہے پورا تصرف کا حق کس کو ہے محمد و آل محمد بھی نہیں ہیں یاد رکھیئے گا پورا حق کس کو ہے یہ بتلانا چاہتا ہوں مومنین وہ کونسے مومنین ہیں۔ جن سے اللہ نے ان کے جان و مال کو لیا مومنین سے مراد کونسے مومنین۔ ان کی علامتیں

بتائیں ایسی آیت میں ان کی علامتیں بیان کیں ان کی پہلی علامت کہ یقاتلون فی سبیل اللہ یہ فعل مضارع ہے۔ اللہ کی راہ میں وہ لڑیں گے۔ جن مومنین سے ان کے نفسوں کو اور مال کو خریدا ہے ان کی ایک صفت یہ ہے یقاتلون فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں وہ لڑیں گے۔ کب پیغمبر کے معبوث ہونے کے بعد۔ یہ لڑیں گے جہاد کریں گے قتال کریں گے۔ منافقین کو قتل کریں گے۔ فیقتلون وہ قتل کریں گے دوسری صفت اور تیسری صفت کہ ۔یقتلون اور پھر اللہ ہی کی راہ میں میدان جنگ میں قتل ہو جائیں گے۔ یہ تین صفتیں ہیں اللہ کیلئے لڑیں گے اللہ کی راہ میں قتل کریں گے اور اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں گے۔ اب آپ دیکھیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ان میں سے کوئی بھی اس آیت کا مصداق نہیں ہے۔ اولا تو انبیاء میں اکثروبیشتر وہ ہیں کہ جنہیں موقع ہی نہیں ملا ۔ لڑنے کا جہاد کرنے کا اور جو لڑے تو وہ میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے۔ تو خاتم النبین بھی نہیں ہوئے۔ خاتم النبین نے جہاد کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے جہاد کیا کفار مشرکین منافقین مگر میدان جنگ میں خاتم النبین قتل نہیں ہوئے۔ امیر المومنین بھی نہیں امیرالمومنین نے جہاد کیا۔ مگر امیرالمومنین میدان جنگ میں نہیں۔ اللہ کی راہ میں جنگ میں نہیں قتل ہوئے لہذا اس آیت کا مصداق امیرالمومنین بھی نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ اللہ کی راہ میں مسجد میں شہید ہوئے۔ امام حسن وہ بھی نہیں۔ انہیں ملا موقع لڑنے کا۔ امام زین العابدین بھی نہیں ہیں۔ امام محمد باقر بھی نہیں ہیں۔ یہ تمام آئمہ کوئی بھی نہیں ہیں۔ جو میدان میں لڑے مگر میدان جنگ میں شہید نہیں ہوئے یہ آیت مخصوص ہے حسین اور اصحاب حسین علیہ السلام کے ساتھ... سمجھ رہے ہیں آپ۔ یہ آیت حسین اور اصحاب حسین کے ساتھ مخصوص ہے اور مجلسوں میں بتلاؤں گا آپ کو۔ تو جنت کا مالک کون..... جنت کس

کی ملکیت ہے یہ حسین کی ملکیت ہے۔ جنت کے مالک حسین ہیں توجہ خریدا اللہ نے تاکہ جو حسین سے متمسک ہو جائے۔ ایک بات عرض کرنا چاہ رہا ہوں غور سے سنئے گا۔ اب وقت نہیں دیکھئے خالص عبادت اللہ چاہتا ہے خالص دین، خالص عمل، خالص عبادت، خالص عمل، نماز عبادات میں بہت اہم عبادت ہے۔ کسی حالت میں ساقط نہیں ہے۔ لیکن دو رکعت نماز کوئی خالص پڑھے۔ تو وہ لوہے کا چنا چبانا ہے نماز پڑھے گا۔ کبھی وہ بازار میں ہو گا۔ سارے وہ خیالات جو کبھی نہیں آتے وہ سارے نماز میں آئیں گے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ عبادت نماز پڑھی اور خیالات آ گئے۔ خالص عبادت جس میں کوئی نہ جنت کی طمع نہ جنہم کا ڈر اور نہ ریاء۔ کونسی عبادت وہ ہے حسین مظلوم پر گریہ اس گریہ میں کچھ نہیں۔ یہاں سامنے مصیبت۔ سامنے کیا ہوتی ہے۔ رونے والے کے یہ مصیبت سناتا جاتا ہے اس لیئے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا من ذکر مصائبنا امام فرماتے ہیں جو ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور ان مصائب کو یاد کر کے جو مصائب ہم پر پڑئے جو مظالم ہم پر ہوئے روئے ویکی تو کان معنا فی در جتنا یوم القیامہ تو وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہو گا۔ آپ نے مطلب نہیں سمجھا۔ کیا مطلب ہے سامنے کی چیز ہے نور کی خاصیت ہے۔ یہ نور جس کا ہو چراغ کا نور۔ چراغ کے ساتھ ہو گا چراغ صحن میں ہو گا تو اس کا نور بھی اور اگر کمرے میں چراغ کو لے جائیں تو نور اس کے ساتھ ساتھ۔ آفتاب جب نکلے گا تو اس کا نور بھی ہو گا۔ غروب تک۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ آفتاب نکلا ہو اور نور نہ ہو۔ کبھی ایسا ہوا یا آفتاب غروب کر گیا اور نور باقی ہو۔ وہ نور ساتھ جائے گا۔ ایک حدیث پڑھے دیتا ہوں۔ معصوم نے فرمایا کہ شیعہ کو شیعہ کیوں کہتے ہیں انما سمیت شیعہ شیعہ کو شیعہ کیوں کہتے ہیں کہ یہ ہماری متابعت کرتے ہیں۔ ہماری مشابت

کرتے ہیں۔ ہمارے پیچھے پیچھے آتے رہتے ہیں خلقوامن شعاع نورنا یہ ہماری نور کی شعاع سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو بتایئے جہاں شعاع ہو گی وہاں یہ ہوں گے۔ تو جہاں یہ ہوں گے کان معنا فی درجاتنا یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کا تتمہ ہے حضرت نے فرمایا کہ من ذکر مصائبنا و بکی و ابکی لم تبک عینہ یوم تبک العیون جو ہماری مصیبتوں کو بیان کرے اور خود روئے اور دوسروں کو رولائے تو کیا ہو گا لم تبک جس دن ساری آنکھیں رو رہی ہوں گی اس دن اس کی آنکھ نہیں روئے گی کل عین باکیہ یوم القیامہ الا عین بکت علی الحسین فانھا ضاحکہ مستبشرۃ بنعیم الجنہ ہر آنکھ روز قیامت کے دن گریہ کرے گی سوائے اس آنکھ کے جو دنیا میں امام حسین پر روئی ہے ۔ وہاں یہ خوشحال ہو گی۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا من جلس مجلسا یوحی فی امرونا لم یمت قلبہ یوم تموت القلوب اور جو اس مجلس میں بیٹھے جس مجلس میں ہمارے اوامر بیان کیے جاتے ہیں تو اس کا دل مردہ نہیں ہو گا جس دن دل مردہ ہوں گے۔ یعنی جس مجلس میں ہمارے اوامر زندہ کیئے جاتے ہیں وہاں اسے آب حیات پلا دیا جاتا ہے۔ اوامر سے کیا مراد ہے۔ اوامر کیا ہیں۔ اس کی شرح جو بیان کی گئی ہے وہ تین چیزیں ہیں مسائل شرعیتہ ۔ اوامر آئمہ سے مراد یعنی آئمہ طاہرین کے اوامر سے مراد مسائل شرعیہ۔ دین کے مسائل؛ مسائل دین دو قسموں میں منقسم ہیں ایک کا نام ہے اصول یعنی وہ بنیادی عقائد جن کو مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ توحید ہے عدل ہے نبوت ہے امامت ہے قیامت ہے اس کے بعد فروع دین۔ مسائل شرعیہ دوسرے فضائل معصومین اور تیسرے مصائب معصومین تو جس منبر پر یہ تینوں چیزیں بیان ہوں وہ ہے منبر اور جو منبر ان تینوں سے خالی ہو تو وہ منبر نہیں ہے۔وہ ہے

لکڑی۔ جیسے امام زین العابدین علیہ السلام دیکھئے منبر پر آنے والے کا یہ فریضہ ہے۔ یہ تینوں چیزیں بیان ہونا چاہیں۔ مسائل دین، توحید، اصول و فروع فضائل و مصائب امام نے کیا فرمایا تھا ایک موقع پر ویللک ایھا الخاطب اشتریت صرصات المخلوق بسخت الخلق فتبوا مقعدک من النار آپ نے فرمایا تو نے اللہ کی ناراضگی کے بدلے میں مخلوق کی خوشی کو خریدا تو نے ان کو خوش کیا اللہ کو ناراض کیا تو اپنی جگہ جہنم میں ڈھونڈ لے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں تیری جگہ جہنم میں ریزرو Reserve ہو گی۔ اس کے بعد امام فرماتے ہیں یزید سے اے یزید اتا زن لی حتی اصعد علی ھذہ العاواد ما تکلم بکلام اللہ فیہ رضا و لھولاء الجو لسافیہ اجر و ثواب امام فرما رہے ہیں۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ گلے میں خار دار طوق ہے اور خطیب کو ٹوک دیا۔ آپ نے یزید سے فرمایا اے یزید اجازت دیتا ہے تو مجھ کو کہ میں ان لکڑیوں پر چڑھ کے کچھ تقریر کروں ھذہ العاواد عود کی جمع ہے اسے منبر نہیں کہتے جو خالی ہو ان تین چیزوں سے وہ لکڑی ہے منبر نہیں ہے اور جس پر یہ چیزیں بیان ہوں وہ چاہے کجاوہ کیوں نہ ہو وہ منبر ہے صلوات۔

حضرت نے فرمایا کہ میں ان لکڑیوں پر چڑھ کے تقریر کروں ایسی کہ جس میں اللہ کی رضا اور یہ جو سامعین بیٹھے ہوئے ہیں ان کیلئے اس بیٹھنے کا اجر اور سننے کا ثواب ہو۔ تو معلوم ہوا کہ کچھ بیان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ نہ سامعین کو اجر ملتا ہے اور نہ اللہ خوش ہوتا ہے۔ معصوم جیسے چاہتے ہیں اگر عمل ہوا ہوتا تو آج جو بہت سی مشکلیں آپ کے سامنے آرہی ہیں ان میں سے کوئی مشکل نہ آتی صلوات۔

اگر یہ کلام معصوم پر آپ اترتے کیا بیان ہونا چاہئے۔ حضرت کا قول ہے کہ ایک دور

ایسا آئے گا آخری زمانے میں قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک علامت حضرت نے بتلائی ہے وقود الصبیان علی المنابر منبر پر بچے بیٹھیں گے۔ بچوں سے مراد یعنی بچے عقل کے لحاظ سے بچے۔ تجربے کے لحاظ سے بچے ہوں گے۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ منبر پر کیا بیان ہونا چاہئے۔ ایسے لوگ آئیں گے اس کے اثرات کیا ہیں منبر پر بچے آئیں گے جو اس جگہ کے اہل نہیں ہوں گے۔ وہ آئیں گے منبر پر الحمد للہ ابھی تو کوئی نا اہل نہیں آ رہا ہے۔ منبر پر مگر جب حضرت نے بتلایا ہے تو وہ دور بھی آئے گا صلوات۔

تو میں نے عرض کیا خالص عمل جن مجلسوں کو امام دوست رکھتے ہیں وہ بھی سن لیجئے ایک حدیث امالی میں ہے حضرت صادق آل محمد فضیل سے فرما رہے ہیں اے فضیل اتجلسوا وتحدثوا فضیل کیا تم لوگ بیٹھے ہو اور ہماری حدیثیں بیان کرتے ہو مجلسوں میں قال نعم فضیل نے کہا مولی جعلت فداک ہم آپ پر قربان ہو جائیں ہم بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان تلک المجالس احبھا میں ان مجلسوں کو دوست رکھتا ہوں جن میں ہمارے کلام بیان ہوتے ہیں۔ یہ معصوم کا کلام ہے یہ دل میں اتر جائے گا لیکن افسوس ہے کہ اب معصوم کا کلام بیان ہی نہیں ہوتا آج منبر سے خطیب بولتا ہے معصوم نہیں بولتا۔ قرآن نہیں بولتا۔ اس کے بعد کہا اے فضیل ہمارے اوامر زندہ کرتے رہنا اس کے بعد دعا کی رحم اللہ من احیی امرنا خدا رحمت نازل کرے ان لوگوں پر جو ہمارے اوامر زندہ کرتے ہیں اس کے بعد امام فرماتے ہیں۔ اے فضیل من ذکر نا جو ہمارے ذکر کرے اور روئے ہمارے مصائب یاد کرکے۔ اگر مکھی کے پر کے برابر بھی اس کی آنکھوں سے ہماری مصیبت کو یاد کرکے آنسو نکل آئیں تو اللہ اس کے سارے گناہوں کو

بخش دیتا ہے۔ آپ معمولی نہ سمجھئے گا ایسے عزاداری کے نکتے کی بات سمجھ لیجئے نوافل نماز' نوافل صبح 'مغرب' عشاء یہ نوافل کس لیئے ہیں اگر واجب نمازوں میں کوئی کسر رہ جائے تو یہ نوافل سے پوری کر دی جاتی ہے۔ یہ امام حسین پر رونا یہ آپ جانتے ہیں کہ تمام عبادات جہاں جہاں عبادتوں میں کسر رہ جائے گی اس کے ذریعے سے پوری کر دی جائے گی۔ اور یہ صرف آپ ہی نہیں معلوم ہے آپ کو ذرا دل کے کانوں کو کھولیئے آپ دیکھئے ذرا بقیع کی طرف آپ اپنے دل کے کانوں کو لگائیں وہاں سے کسی کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ اللہ اکبر مجلس میں رونے کی آواز آ رہی ہے ۔ کربلا سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ اور امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ خالص عبادت یہ گریہ ہے ۔ اس میں کوئی شائبہ نہیں ہے۔ رونے والوں کی نظروں کے سامنے وہ تو حسین کو مستحق گریہ سمجھ کر رو رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حسین مستحق گریہ ہیں۔ جنت نہ ملے جنہم اسے کوئی فائدہ نہ ہو۔ حسین مستحق گریہ ہیں اس لیئے حسین نے فرمایا تھا انا قتیل الابر آء میں کشت گریہ و جفا ہوں آدم کے سامنے ذکر آگیا آدم رونے لگے۔

کچھ نام ایسے ہیں جو رقت خیز ہیں جن سے دل پر چوٹ پڑتی ہے۔ میں نام لوں آپ کے سامنے جس سے دل پر چوٹ خود بخود پڑے۔ تو سمجھ لیجئے مسی نے خود کتنی مصیبتیں اٹھائی ہوں گیں کتنے مظالم اٹھائے ہوں گے نام لیتا ہوں میں کربلا ـــــ آپ نہیں سمجھے کربلا جب علی کی بیٹی زینب نے سنا کہ حسین کا گھوڑا رک گیا پوچھا اس کا کیا نام ہے کہا نینوا کہا کوئی دوسرا نام کہا اسے غاوریہ کہتے ہیں۔ کہا کوئی اور نام کہا ارض کرب و بلا سب سے پہلے حسین گھوڑے سے اترے اس کے بعد جب خیمہ نصب ہوا تو حسین نے زینب کو اتارا اور خیمے میں زینب کو لے گئے۔ جب خیمے میں علی کی بیٹی وارد ہوئی پوچھا بھیا سے کونسی زمین ہے

جب سے میں نے اس پر قدم رکھا ہے۔ اجرکم علی اللّٰہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے کوئی غم نہ دے رونے اور رولانے والوں میں شمار کرے یہ صحابہ برابر نہیں ہیں۔ زخمی ہونے کے اعتبار سے آپ کہیں کہ زخمی ہونے کے اعتبار سے سب برابر ہیں جی نہیں یہ سب برابر نہیں ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے معلوم ہے وہ کونسا شہید ہے وہ لیلی کا چاند -- حسین کا جوان بیٹا علی اکبر اجرکم علی اللہ اور ان ہی شہدا میں ایک شہید وہ ہے کہ جس کی لاش گھوڑوں کے ٹاپوں سے پامال ہو گی بتاؤں وہ کون سا شہید وہ حسن کی یادگار حسین کا بھتیجا قاسم اجرکم علی اللہ آپ کو ہر ایک پر رونا ہے۔ دیکھئے ان میں سے ہر ایک پر رونے کا عنوان الگ الگ ہونا چاہئے ان ہی شہدا میں ایک شہید وہ ہے کہ جیسے حسین نے شہادت کے بعد فوراً دفن کر دیا آپ تیار ہیں نام لوں کون ارے وہ رباب کا پارہ جگر علی اصغر اجرکم علی اللہ رباب کو علم ہوا کہ میرا پارہ جگر علی اصغر تیر سہ شبہ کا نشانہ بنا دیا گیا اور حسین نے دفن کر دیا تو رباب خیمے سے نکلی اور جہاں کوئی بلندی نظر آئی تو قبر علی اصغر سمجھ کر اپنے کو اس پر گرا دیا اور کیا زبان پر ہے امثلک ینحر بیٹا تجھ جیسا بچہ بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ اجرکم علی اللّٰہ جعلکم اللّٰہ من الباکین خدا آپ سب کو رونے اور رولانے والوں میں قرار دے 70 مقامات پر رباب نے اپنے آپ کو گرایا ہے۔ بتاؤں ان ہی شہدا میں ایک شہید ہے دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے کہ علی کی بیٹی زینب نے جب وہ شہید وارد سرزمین کربلا ہوا تو علی کی بیٹی نے سلام کہلوایا کس کے ذریعے سے۔ فضہ کے ذریعے سے اور جب فضہ نے سلام کو نقل کیا ہے تو جانتے ہیں علی کی بیٹی کے سلام کا جواب کون وہ حبیب ابن مظاہر علی کی بیٹی کے سلام کا جواب حبیب نے کیسے دیا جس وقت فضہ نے آکر کہا ہے کہ علی کی بیٹی نے سلام کہا

ہے آپ یقین مانیئے حبیب نے منہ پر تماچے مارنا شروع کیئے اور زمین سے خاک اٹھا اٹھا کر سر پر ڈالنا شروع کی ہائے اختلاف زمانہ۔۔۔اجرم کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں رولائے ان میں ہر ایک پر رونے کیلئے ضروری ہے کہ اس طرح سے رویئے دیکھیے اصحاب پر اس طرح سے رویئے جیسے حسین کے اہل بیت روتے تھے حسین کے جوان بیٹے پر رونا ہے تو کیسے رونا چاہئے جسے لیلہ روتی تھی۔ وہ اکبر اور عباس کو یوں رویئے جیسے ام کلثوم اور حسین پر کیسے جیسے زینب ہلال کہتا ہے کہ لا انسی زینب بنت علی کہ میں علی کی بیٹی کا تڑپنا بھول نہیں سکتا وہ بلند آواز سے حسین پر ندبہ کرتی تھی جب قتل گاہ میں وارد ہوئی ہیں دیکھا ایک لاش منہ کے بل پڑی ہے اور تیروں سے چھلنی ہے۔ پہلی نظر میں زینب نے نہیں پہچانا کہ یہ میرے بھائی کی لاش ہے نظر جمی ہوئی تھی دفعتاً" دیکھا زینب نے کہ فرات کی طرف سے دو کبوتر آئے ان کی منقاروں میں پانی ہے وہ آئے اور کٹی ہوئی گردن پر پانی بہایا اور فرات کی طرف چلے گئے۔ اب زینب متوجہ ہوئی کہا یہ تو میرے بھائی کی لاش ہے۔ تعجب سے کہتی اء انت اخی کیا تو ہی میرا بھائی ہے۔ کیا تو ہی میرا بھائی ہے اسلام علی المظلوم من القضاء سلام ہو اس مظلوم پر جو پس پشت گردن سے ذبح کر دیا گیا۔ یوں رویئے حسین پر جیسے امام زین العابدین رویا کرتے تھے امام علی رضا علیہ السلام جب کوئی ان کے پاس آتا تھا تو امام فرماتے تھے ابن شبیب آگئے تو کہا ابن شبیب جب تمہارا موڈ کبھی رونے کا ہو۔ دل چاہے رونے کو۔ تو میرے جد امجد حسین علیہ السلام پر رونا کیوں فانہ ذبح کما یزبح الکبش اس لیئے کہ میرے مظلوم حسین اس طرح ذبح کر دیئے گئے جیسے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے آپ مطلب نہیں سمجھے۔ اگر امام کے کلام کا مطلب آپ سمجھ لیتے تو آپ کبھی خاموش نہ رہتے اچھا اب رونا نہ آئے تو نہ رویئے گا

لیکن مطلب سمجھ لیجئے امام کے کلام کا کہ اس طرح ذبح کر دیئے گئے جیسے جانور ذبح کر دیا جاتا ہے مطلب سمجھئے امام کیا کہنا چاہ رہے ہیں آپ کو بھی اتفاق ہوا ہو گا دیکھیے جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں گزر جاتے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ تم کیوں ذبح کر رہے ہو۔ کہا اس طرح سے فرزند فاطمہ ذبح ہو رہا تھا اور سب کھڑے دیکھ رہے ہیں کوئی نہیں کہتا ارے فرزندے زہرا کو کیوں ذبح کر رہے ہو انا للہ وانا الیہ راجعون

مجلس دوم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الخ

کل کی مجلس میں عرض کیا تھا کہ خداوند رحمٰن و رحیم خدا وند زمین و آسمان اپنے بندوں سے خالص دین چاہتا ہے وہ دین جو خالص نہیں ہے وہ اللہ کا دین نہیں الا للّٰہ الدین الخالص آگاہ ہو جاؤ خبردار خالص دین اللہ کا ہے اور غیر خالص وہ دین اللہ کا نہیں ہے۔ وہ خالص دین چاہتا ہے اور یہ بھی کل میں نے اجمالاً بتایا تھا کہ خلوص اور اخلاص دین خالص یعنی خالص عبادت اللہ چاہتا ہے خالص ہونا یا خالص نہ ہونا یہ موقوف ہے محبت پر اور عدم محبت پر محبت خلوص اور خالص کے معنی بھی بتلایا تھا کہ دین خالص کے معنی کیا ہیں دین خالص یعنی خالص عبادت یعنی جو اخلاص اور خلوص سے کی جائے یہ بھی بتلایا تھا کہ جنت کی طمع میں جنت کی خواہش میں جنت کے خیال سے عبادت کی جائے تو وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ وہ عبادت صحیح ہے باطل نہیں۔ جو جنت کی طمع میں ہو وہ بھی صحیح ہے اس کا بھی اجر ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جنت ملے گی اگرچہ آپ جنت کے ارادے سے کیجئے مگر وہ خالص عبادت نہیں ہے ھکذا اس طرح جہنم کے ڈر سے وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ وہ بھی صحیح ہے اس پر بھی اثر مترتب ہو گا۔ ثواب ملے گا۔ لیکن وہ عبادت جو باقصد ریاء ہو دیکھانے کیلئے ریاء کے ارادے سے قصد ہو دیکھانے کا کہ لوگ سنیں گے اور کہیں گے کہ بڑا مقدس ہے اس ارادے سے اس خیال سے سنیں کہ لوگ بڑا نمازی ہے بڑا مقدس ہے بڑا عبادت گزار ہے اس نیت سے عبادت کرے۔

ایک غلط فہمی ہے انسان جو کچھ کرتا ہے اس کے علم میں ہے اس کو اپنے سارے اعمال و افعال کا علم ہوتا ہے اس کے سامنے ہے لیکن پھر بھی اپنے کو مقدس سمجھتا ہے کیوں اس

لیئے کہ لوگ اسے اچھا کہتے ہیں لوگوں کے اچھا کہنے کی وجہ سے وہ بھی اپنے بارے میں یہ عقیدہ یہ غلط فہمی رکھتا ہے۔ ایک مثال سے سمجھا دوں یہ نائی کی زوجہ کو نائن کہتے ہیں یہ صحن خانہ سے گزر رہی تھی کہ دیکھا کہ بیگم صاحبہ ناک سے نتھ اتار کر منہ دھو رہی ہیں یہ رسم ہے نتھ کب اتارتے ہیں جب بیوہ ہو جائیں بیوہ ہوتے ہیں تو نتھ اتار دیتے ہیں۔ یہ نائن نے دیکھا کہ وہ منہ دھو رہی تھیں وہ دوڑ کر اپنے شوہر نائی کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ یہاں اطمینان سے تشریف فرما ہیں جلدی صاحب کو خبر کر دیجئے کہ ان کی بیگم بیوہ ہو گئی میں نے دیکھا کہ انہوں نے نتھ اتار دی ہے یہ نائی دوڑ کر آیا کہ صاحب آپ یہاں اطمینان سے تشریف فرما ہیں۔ خوشی منا رہے ہیں وہ آپ کی بیگم بیوہ ہو گئیں۔ یہ سن کر اب رونا شروع کیا احباب دوست جمع ہو گئے گریہ کا سبب کہنے لگے بیگم بیوہ ہو گئی کہا ابھی آپ زندہ ہیں بیوہ کیسے ہو گئیں۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں زندہ ہوں۔ لیکن یہ خبر دینے والا یہ بیان کرنے والا نائی یہ بڑا معتبر ہے۔ میں اسے کیسے جھٹلا سکتا ہوں بالکل وہی حالت ہماری ہے سارے اعمال ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں کہ ہم نے کیا کیا گل کھلائے ہیں اپنی زندگی میں لیکن لوگ چونکہ ہمیں اچھا سمجھتے ہیں اس لیئے میں مقدس ہوں صلوات

ہر شخص کو اپنے اعمال و افعال کا علم ہے وہ جانتا ہے' سمجھتا ہے' لیکن غلط فہمی میں لوگوں کے کہنے سے۔ دیکھانے کیلئے کہ لوگ سنیں گے یہ بھی شرک خفی ہے۔ قیامت کے روز جو اس نیت سے اس ارادے سے اس قصد سے کوئی بھی عبادت کرے دیکھانے کیلئے تو قیامت کے روز اس سے کہا جائے گا کہ جس کو دیکھانے کیلئے تم نے عبادت کی تھی اسی سے اس کا اجر لے لو۔۔ بہر حال یہ ریاء یا سمعا کہ لوگ سنیں گے کہ بڑا مقدس ہے تو ریاء اور سمعا یا خوف یا طمع یہ کب اور کس وقت یہ امور اس وقت جب محبت نہ ہو۔ محبت

میں اس قسم کا کوئی خیال نہیں آتا۔ والدین کو اللہ نے اولاد کی محبت دی ہے۔ تنہائی میں ماں بیٹھی ہوتی ہے کسی نے آکر خبر دی کہ لڑکے کا ایکسیڈینٹ (Accident) ہو گیا۔ مر گیا وہاں کوئی نہیں ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی وہ روئے گی چیخے گی۔ دیکھیں کبھی بھی اس کے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا کہ اسے روتے ہوئے کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ وہ کتنی مہربان ماں ہے۔ بیٹے کے مرنے پر کس طرح سے رو رہی ہے اپنے کپڑے پھاڑ رہی ہے کوئی ہو یا نہ ہو وہ روئے گی وہاں اس طرح کا خیال آتا ہے جہاں ریاء یا سمع ہو ۔ محبت میں اس طرح کا کوئی خیال نہیں آتا صلوات۔

یہ زور کیوں دیا گیا اللہ کی محبت پر جب محبت ہو گی تو عمل بھی خالص ہو گا۔ محبت ہو گی تو عبادت بھی خالص ہو گی۔ اس میں کوئی خیال ویال نہیں آئے گا۔ اس کو مستحق عبادت سمجھ کر عبادت کرے گا۔ اگر محبت ہے یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ محبت خدا بلند و بالا درجہ ہے سامنے کی بات ہے بہر حال اللہ کی محبت کا دعویٰ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ معمولی دعویٰ بھی بغیر دلیل کے قبول کرنے کے قابل نہیں ہے اتنا بڑا دعویٰ یہ کیونکر اور کیسے قبول کیا جا سکتا ہے ۔ یہ محبت خدا کی کچھ صفات اور علائم ہیں۔ اگر علائم ہیں موجود تو آپ یقین کر لیجئے کہ اللہ کی محبت ہے اور اگر وہ علائم نہیں ہیں۔ وہ علامتیں نہیں ہیں تو آپ یقین کر لیجئے کہ محبت نہیں ہے۔ محبت کے کچھ صفات ہیں محبت کیفیت قلبیہ کا نام ہے لہذا اس میں شدت بھی ہے اور محبت میں ضعف بھی پایا جاتا ہے ۔ یہ بدیہی ہے سامنے کی بات ہے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ اولیاء اور اوصیاء اور آئمہ طاہرین کو جو محبت اللہ سے ہے وہ زیادہ ہے۔ اس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا جیسے ان کے درجات ان کے مراتب ان کے کمالات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ان کے علم کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ان کی شجاعت ان کی سخاوت

اور ان کے اخلاق اس کا اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے اس طرح اس محبت کا کہ جو ان کو اللہ سے ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کتنی محبت ہے ان کو اللہ سے اور اللہ کو کتنی محبت ہے ان سے یہ کوئی بتلا نہیں سکتا اس کے درک کرنے سے ہماری عقل عاجز ہے۔ ہم نہیں بتلا سکتے کہ ان کو اللہ سے کتنی محبت ہے اور اللہ کو ان سے کتنی محبت ہے۔ محبت ضرور دونوں کو ہے ان کو اللہ سے اللہ کو ان سے مگر کتنی مقدار ہم نہیں بتلا سکتے۔ اس کے بتلانے سے ہم قاصر ہیں لیکن بہر حال واقعات میں تدبر تفحص۔ اجتهاد۔ تلاش۔ جستجو۔ واقعات میں غور و فکر سے یہ مسئلہ کہ اندازہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو بے انتہا چاہتا ہے زبدۃ الکارم کتاب کا نام یاد رکھئے گا اس میں دیکھا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ آپ کو وحی ہوئی کہ اے میرے حبیب مجھ کو تمہاری ثنا اچھی لگتی ہے تم میری حمد و ثنا کرو۔ تمہاری حمد و ثنا مجھے بہت زیادہ پسند ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اور ساری مخلوق مل کر تیری حمد و ثنا کریں جب بھی ہم عاجز ہیں۔ یہ پیغمبر فرما رہے ہیں کہ ہم عاجز ہیں بہر حال اسی حدیث میں ہے کہ پیغمبر جیسے کہہ کر خطاب کر رہے ہیں تو ادھر سے وہی کلمہ دھرایا جاتا ہے ادھر سے بھی حبیبی اے میرے حبیب یہ بھی کہہ رہے ہیں اے میرے حبیب وہ بھی فرما رہا ہے۔ اے میرے حبیب کہا جتنی تعریفیں لوگ و مخلوق میری کر رہے ہیں۔ تعریف۔ توصیف تم بھی ان تعریفوں کی سزاوار ہو تم بھی اس کے لائق ہو دیکھئے خداوند کریم نے قران مجید میں ایک طرف کہا الحمد للہ جمیع اقسام حمد اللہ کیلئے مختص ہے یہ کہہ کر تمام تعریفوں کو اپنی ذات کے ساتھ مخصوص کر لیا کہ الحمد للہ پر الف لام استغراق کا یعنی جملہ اقسام حمد یہ ملک ہیں اس ذات کیلئے ہے۔ جس سے کسی صفت کمال کو سلب نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی صفت نقص کی اس کی جانب نسبت دی جا سکتی ہے۔ جمیع اقسام حمد مختص ہیں اللہ کی ذات کے ساتھ یعنی صرف میری تعریف

اس قابل ہے کہ اس کو حمد کہا جائے اور دوسروں کی تعریف وہ حمد نہیں ہے۔ مدح ہے' سمجھ رہے ہیں۔ یعنی حمد میں اور مدح میں فرق ہے صرف میری تعریف حمد ہے اور میرے سوا جتنے ہیں ان کی تعریف مدح ہے لیکن جب اپنے حبیب کا نام رکھنا ہوا تو اس نے اپنے نام سے نکالا و شق لہ من اسمہ لیجلہ فی العرش محمود وھنا محمد پیغبر کے دو ہی نام ہیں ذاتی ایک احمد اور دوسرا محمد زمینی نام محمد ہے آسمانی نام احمد ہے۔ خود آپ نے فرمایا کہ اسمی فی السماء احمد و فی الارض محمد میرا آسمانی نام احمد ہے تو اپنے حبیب کا جب نام رکھنا ہوا تو اپنے نام سے نکالا۔ یعنی حمد سے نکلا احمد اور محمد تحمید سے ہے اور تحمید کا مادہ بھی حمد ہے حمد سے کیوں نکالا یہ بتلانے کیلئے کہ جس طرح میری تعریف ہے۔ جیسے میں لائق حمد ہوں اسی طرح میرا حبیب بھی لائق حمد ہے صلوات۔

میرا حبیب لائق حمد ہے سزاوار حمد ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا جب نام رکھنا ہو اپنے ناموں پر ان کے ناموں کا قیاس مت کیجئے گا ہمارے نام تو بغیر معنی کے مناسبت کے ہیں آنکھ بند کر کے نام رکھ دیتے ہیں ۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں تو ہمیشہ سے ایسا ہوتا آیا ہے علم سے بھی واقف نہیں ہیں۔ نام محمد فاضل صاحب فاضل اسے کہتے ہیں دین کیلئے ننگ ہیں عار ہیں سب کچھ ہیں اور نام ہے فخر الدین ہے کہ نہیں ایسا۔ اور ستم بالاستم مولانا فخر الدین حالانکہ دین کیلئے ننگ تو کوئی مناسبت نہیں ہے د یکھئے ناموں سے کبھی حقیقت نہیں بدلا کرتی نام جو چاہئے آپ رکھ لیجئے القاب و خطابات آپ لاکھ دیجئے لیکن عالم العماء اگر میں عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں کیا میں اس نام سے عالم العلماء بن جاؤں گا جو لقب چاہئے آپ دے دیجئے جس کو چاہئے دے دیجئے کبھی بھی لقب حقیقت نہیں بدل سکتا سونے کو سب مل کر مٹی کہیں سونے کو لیٹرین میں ڈال دیجئے آپ سب مٹی کہیں آپ انصاف سے فرمائیے

کہ آپ کے کہنے سے سونا مٹی ہو جائے گا مٹی کو سب کہیں سونا تو کیا ہو جائے گا یہ سب مل کر کہیں لاہور کے سارے مومنین کہیں۔ پورے پاکستان کے مومنین کہیں۔ دنیا بھر کے مومنین مل کر مٹی کو سونا کہیں تو کیا ہو جائے گی۔ عربوں کو بھی ملا لیجئے عربوں میں قبیلہ قریش بھی ملا لیجئے قریش کو قبیلے بن ہاشم کو بھی آپ لے لیجئے۔ بنی ہاشم بھی حضور کے اصحاب کو بھی لیجئے آپ یہ سب مل کر مٹی کو سونا کہیں تو کیا سونا ہو جائے گا۔ اس لیئے کہ اس پر اجماع ہو گیا ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ سب مل کر کہیں مٹی کو سونا اب تو اجماع ہو گیا ہے۔ اس طرح لہٰذا اب تو یہ سونا ہو گیا ہے۔ سچ بتلائیں آپ مان لیں گے یہاں اس نکتے کو بھی سمجھ لیجئے گا کیوں کہ غیر معصوم کے اجماع کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ غیر معصوم کا اجماع کیوں حجت نہیں ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے کہ سارے غیر معصوم مل کر مٹی کو سونا کہتے رہیں مرجائیں پھر مٹی میں مل جائیں مٹی مٹی رہے گی سونا نہیں ہو گی لیکن اگر معصوم مٹی کو کہہ دے سونا یہ سمجھنا چاہئے۔ مٹی' مٹی ہے جو مٹی سے بنے ہیں فرق ہے مٹی میں مٹی کو عربی میں تراب کہتے ہیں فرق ہے تراب اور ابوتراب میں صلوات۔

الحاصل محبت ہونی چاہئے میں اب تک اپنا علاج نہیں کر سکا ایک بیماری مجھ میں ہے وہ مرض ہے اس کا علاج میں اب تک نہیں کر سکا آپ دعا کیجئے علاج ہو جائے اس کا بھی وہ یہ کہ میں پہلے سے تیار نہیں ہوتا اور جب تیار نہیں ہوتا لکھتا نہیں لکھ کر اسے یاد نہیں کرتا تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اب جو مطالب آنے لگتے ہیں تو میں کہیں سے کہیں چلا جاتا ہوں اگر پہلے سے لکھ لیا کروں۔ تو وہ ٹھیک ہو جائے اگر وہ نہیں تو پھر ادھر ادھر دیکھئے اگر کہیں آپ مجھے دیکھیں کہ میں موضوع سے کہیں ہٹا تو آپ کو میں اجازت دیتا ہوں کہ آپ مجھے متوجہ کر دیا کریں صلوات۔

یہ کوئی عیب نہیں ہے اگر آپ یہ مجھے بتا دیں تو کوئی حرج نہیں ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ محبت ہے۔ تو محبت میں کوئی خیال ہی دوسرا نہیں آتا محبوب مل جائے یا نہ ملے۔ لیکن غیر معصوم کی محبت یعنی ہمیں اللہ سے محبت۔ ہمارے دل میں اللہ کی کتنی محبت ہے۔ اس کے کچھ علائم ہیں ان علائم سے معلوم ہو گا ایک علامت دیکھئے۔ خدا کی محبت کی ایک علامت۔ اگر محبت دل میں ہے دل میں اللہ کی محبت ہے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ علائم سے صفات سے معلوم ہو جائے گا کہ دل میں محبت ہے اللہ کی ایک علامت ہے موت کی تمنا۔ یعنی تمنا موت محبت خدا کی ایک علامت ہے موت کی تمنا دلیل قرآن سورہ جمعہ کی آیت ہے قل یا ایہا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنو الموت ان کنتم صادقین اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ تمہارا یہ دعویٰ ہے۔ خیال ہے کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ہیں۔ یہودیوں سے خطاب ہے۔ اے یہودیو اگر تمہارا خیال ہے گمان ہے کہ تم ہی صرف اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ہیں تو الموت تو موت کی تمنا کرو ان کنتم صادقین اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ یہودی یاد رکھئے گا کہ یہودیوں کی گھٹی میں شرط ہے اسی طرح سے ان کے دلوں میں موت کا بھی بہت ڈر ہے سمجھ رہے ہیں آپ موت سے بہت گھبراتے ہیں اس سے سمجھ لیجئے آپ اگر ان کے مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے تو وہ بھاگ جائیں گے آپ کے سامنے کھڑے نہیں ہوں گے اگرچہ وہ بہت زیادہ ہیں مگر ان کا خیال ہے کہ ہم ہی اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سب پہلے سے قرآن نے بتلایا ہے کہ سب سے بڑا دشمن مسلمانوں کا یہودی ہے۔ یہودی یہ پیغمبر کے ذکر سے یہودی بہت جلتے ہیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ حضور کا ذکر کیا جائے تاکہ یہ جلیں صلوات۔

ایک علامت یہ ہے کہ موت کی تمنا نہج البلاغہ کا ابھی ابھی ایک جملہ نگاہوں کے سامنے آیا مولیٰ کا ارشاد ہے امیرالمومنین کا اور واقعاً سچ ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے پروا نہیں ہے کہ میں موت پر واقع ہو جاؤں یا موت مجھ پر واقع ہو جائے۔ موت کی تمنا وہ چاہے گی کہ جلد سے جلد ملاقات ہو۔ محبوب سے ملاقات کی تمنا ہے۔ دنیا اس سے کچھ نہیں۔ادھر علی علیہ السلام کا کلام تھا کہ مجھ کو پروا نہیں ہے کہ موت مجھ پر آئے آپ نے دنیا کو طلاق دی اور ایک مرتبہ نہیں تین تین طلاقیں جس کے بعد رجوع بھی نہیں ہو سکتا۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ تو علی نے دنیا کو طلاق دی کتنی مرتبہ تین مرتبہ اب وہ حلال نہیں ہے اب اگر کوئی چاہے کہ وہ حلال ہو تو اس کے لیے محلل کی ضرورت ہے یہ سمجھ لیجئے گا کہ ہمارے آئمہ طاہرین علیہ اسلام نے دنیا کو کیوں منہ نہیں لگایا۔ دنیا کی طرف کیوں نہیں نظر اٹھا کے دیکھا۔ یہ آپ سمجھیں یہ شرعی مسئلہ ہے یاد رکھیں کہ اگر جیسے طلاق دے دیں۔ وہ اولاد پر حرام ہے صلوات۔

باپ کی مطلقہ اولاد کے اوپر حرام ہے اور اسے اپنے عمل سے معصومین نے بتلایا بھی کہ دنیا ہمارے ہاتھ کا دھون ہے۔ بلخی کو وہ آیا تھا اس کی بیگم نے کہا کہ ہر سال مولیٰ کے پاس جاتے ہو وہاں سے بھی کچھ ملتا ہے۔ کبھی وہاں سے بھی کچھ چیز لے آیا کرو۔ کہا تو کیا سمجھتی ہے مولیٰ کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب وہ آیا اور جانے لگا مولیٰ نے کھانے پر بلا لیا۔ پانی آگیا کہا آؤ میرا ہاتھ دھو لاؤ اس نے کہا میں دھو لاتا ہوں۔ پانی ڈال رہا ہے طشت میں پانی گر رہا ہے کہا دیکھ کیا ہے یہ تو یاقوت نظر آ رہے ہیں۔ پھر پانی ڈالا کہا اب دیکھو اب زمرد اس کے بعد فرمایا اس کو لے جانا اور اپنی بیگم کو دے دینا۔ مقصد کہنے کا یہ

ہے کہ حضرت یونہی حکم دے دیتے پانی کو یاقوت ہو جاتا۔ یہ آپ نے اپنا ہاتھ دھلوایا یہ طریقہ اپنایا یہ سمجھانا چاہ رہے تھے کہ کیونکہ ہمارے باپ نے ہمارے دادا نے طلاق دی ہے ہم پر حرام ہے یہ ہمارے ہاتھ کا گھور ہے دنیا۔ صلوات۔

اور علماء کرام یہ بھی اولاد معنوی ہیں۔ یہ سادات یہ اولاد بنی جسمانی اولاد ہیں۔ لیکن علماء کرام یہ مومنین یہ اولاد معنوی ہیں۔ کیونکہ پیغمبر کا ارشاد ہے انا و علی ابوہ ھذہ الامہ میں اور علی دونوں اس امت کے باپ ہیں دیکھئے اس لئے علماء کرام بھی دنیا کے قریب نہیں جاتے۔ کیونکہ علماء یہ بھی اولاد معنوی ہیں۔ ان کو بھی دنیا سے زیادہ عقیدت نہیں ہونی چاہئے دیکھئے گا کہ عالم کو کیا دنیا سے لگاؤ ہے۔ مگر ایک حدیث ذرا آ جاؤں اپنے مطلب پر۔ سرکار دو عالمؐ کا ارشاد گرامی ہے یاتی من بعد ذالک علماء ینھدون فی الدنیا ولا ینھدون ویرغبون فی الاخراۃ ولا یرغبون وینھون الناس با دخل علی ھولاء یباعدون الفقراء ویقربون الاغنیاء اولئک الجبرون عدء اللہ رسولؐ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد علماء آئیں گے خیر ابھی تو نہیں ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ہے کہ بہر حال ایک دور آئے گا علماء آئیں گے لوگوں سے کہیں گے زہد اختیار کرو۔ زاہد بنو اور خود زاہد نہیں ہوں گے۔ یعنی دوسروں سے کہیں گے آپ زہد اختیار کیجئے دیکھئے امیر المومنین کی غذا دیکھئے امیر المومنین کا لباس دیکھئے اور خود ناشتے میں اگر بالائی نہ ہو تو میزبان کو کیا کیا کہہ دیا کہ آج میں کیا بیان کر سکتا ہوں۔ آج ڈھیلا ڈھالا بیان ہو گا۔ اس لیے کہ ناشتے میں آج بالائی نہیں تھی۔ الحاصل ایسا دور آئے گا لوگوں کو شوق دلائیں گے آخرت کا۔ آخرت میں خود آخرت کی طرف راغب نہیں ہوں گے اور لوگوں کو تو منع کریں گے وہاں نہ جاؤ اور خود وہاں ڈٹے ہوں گے۔ دعوت میں پہلے

آپ ہوں گے اور فقیروں کو اپنے سے دور کریں گے۔ ان کو قریب نہیں آنے دیں گے اور مال داروں کو قریب کریں گے آیئے جناب تعظیم تکریم اور اگر غریب بچارا آگیا تو کچھ بھی نہیں الحمد للہ ابھی تو وہ دور نہیں آیا ہے۔ لیکن ایک زمانہ آئے گا تو حضرتؑ فرماتے ہیں اولئک الجبارون یہ ہیں ظالم پہچان لو ان کو عدء اللہ یہ علماء اللہ کے دشمن ہیں دوست نہیں ہیں۔ صلوات۔

مجھے تعجب ہے کہ آپ اتنی خاموشی سے کیوں سن رہے ہیں۔ حالانکہ میں اپنے لیے بیان کر رہا ہوں تو آپ کو زیادہ خوش ہونا چاہئے۔ یہ نہ سمجھئے اس دل میں کیا ہے امیر المومنین کا نہج البلاغہ میں ارشاد ہے فی ارض عالمہا ملجم و جاھلھا مکرم مولیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے کیا بہلاتے ہو۔ میں تو ایک اسی سرزمین پر موجود ہوں کہ جس زمین پر عالم کی زبان میں لگام لگی ہوئی ہے۔ عالم بول نہیں سکتا۔ جس سرزمین پر جاہل کی عزت کی جاتی ہے یہ نہج البلاغہ ہے اس کا ایک جز۔ یہ رسم ہے کہ ہر مشہد مشرف سے آنے والا حج و زیارات سے مشرف ہو کر آنے والا زیارات سے آنے والا۔ وہ اپنے ہمراہ ہدیہ تحفہ لے کر آتا ہے اسے دینا چاہئے میں مولیٰ کی بارگاہ سے حاضر ہوا ہوں تو مجھ کو بھی کوئی ہدیہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہئے آپ کو دینا چاہئے اس سے بہتر کوئی ہدیہ نہیں ہے کہ میں امیر المومنین کا پیغام آپ کو بطور ہدیہ پیش کروں نعم الھدیہ و نعم الاعطیہ الموعظ والنصیحہ بہترین ہدیہ اور بہترین عطیہ موعظہ اور نصیحت ہے۔ یہ آپ علیہ السلام نے اس زمانے کا تعارف کرواتے ہوئے امیرالمونین فرماتے ہیں واعلمو رحمکم اللہ یقین کر لو خدا تم لوگوں پر رحمت نازل کرے۔ یہ کس کا کلام پیش کر رہا ہوں سر اللہ فی العالمین امیر المومنین کا اور یہ کہاں ہے۔ نہج البلاغہ میں اس کا ترجمہ اردو میں موجود

ہے دیکھئے گا واعلموا جان لو خدا تم لوگوں پر رحمت نازل کرے انکم فی زمان القائل بالحق قلیل تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو کہ جس زمانے میں حق کہنے والے کم ہیں اور وللنسان عن الصدق قلیل تم ایک ایسے زمانے میں ہو کہ جس زمانے میں زبان سچ بولنے سے خستہ ہو گئی ہے۔ سچ بولنے سے نفرت ہے۔ سچ نہیں ہے سب معلوم ہے واقع کیا ہے۔ حقیقت کیا ہے علم ہے مگر زبان سچ بولنے سے خستہ ہے۔ یہ عام ہے مولیٰ کا فرمان ہے یہ زبان قلم زبان مقال ہر ایک کو معلوم ہے حقیقت ہے جانتے ہیں لیکن زبان سچ بولنے سے خستہ ہے اور ولازم للحق ذلیل اور حق کا پکڑنے والا حق کا ساتھ دینے والا۔ اس زمانے میں ذلیل ہے حق بات کرنے والا ذلیل ہے اس کے بعد امیر المومنین فرماتے ہیں واھله معتکفون العصیان امیر المومنین کے کلام کے آئینے میں۔ آج کے معاشرے کا جائزہ لیجئے حضرت فرماتے ہیں اس زمانے کے لوگ اعتکاف کی وجہ سے۔ یہ جو مسجد میں اعتکاف کیا جاتا ہے لوگ نافرمانی پر گناہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ آخرت کا کوئی خیال نہیں اور آپس میں نفاق کی بناء پر صلح صفائی کیے ہوئے ہیں مل رہے ہیں۔ صاحب سلام صلح لیکن دل میں نفاق۔ ظاہر اور ہے باطن اور اس کے بعد جوان کیسے ہوں گے معاشرہ بناتا ہے قوم سے فتی ھم عار ان کے نوجوان بد اخلاق ہوں گے یعنی اخلاق نہیں ہو گا۔ جو منہ میں آیا اور جس کے بارے میں آیا وہ کہہ دیا۔ بڑوں کا کوئی احترام نہیں وشیخھم اثم اور بوڑھے لوگ گناہ گار چالیس پچاس سال کے بعد اب ادھر کی سوچنا چاہئے آخرت کی فکر توبہ استغفار پابندی سے مجلسوں میں حاضر ہوں گناہوں سے پاک ہوں اثم گناہ گار گناہ کرنے والے ابھی تو کم ہیں لیکن ایک دور ایسا آئے گا۔ شاید آپ نے نہ دیکھا ہو پچاس سال کی عمر ہے ساٹھ سال کی عمر ہے ستر ہے پچھتر سال کی عمر ہے۔ مگر گھر سے بھی نہیں نکلتے جب تک

کے چہرہ صاف نہ کرلیں کم سے کم اب یہ عمر ہو گئی ہے۔ معلوم نہیں سب زمانوں سے بدتر زمانہ ہے۔ معلوم نہیں کب اور کس وقت ادھر سے پیغام آ جائے لیکن بیٹھے ہیں۔ غیبت کر رہے ہیں۔ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ عمر ہے وعالمهم منافق جیسے لوگ ویسا زمانہ ہے ان کے عالم منافق۔ دل میں ان کے اور کچھ ہے ظاہر کچھ ہے یعنی ظاہر اور باطن یکساں نہیں ہے ابھی آئے گا وہ دور اور اہل منبر' واعظ' ذاکر' خطیب یہ کیسے ہوں گے قارئهم اہل منبر چاپلوس خوشامدی اور کن کی خوشامد بانی مجلس کی خوشامد مجمع کی خوشامد جس کی چاہا آ کر تعریف کر دی بابا آپ بڑے مومن ہیں۔ تعظیم کی توصیف کی ولا یعظمهم صغیر هم کبیر هم چھوٹے بڑوں کی تعظیم نہیں کریں گے اور مالدار فقیروں کو دیں گے نہیں۔ کہ مستحق ہیں فقیر۔ مگر جن کے پاس ہے وہ دیں گے نہیں۔ روک لیں گے۔ یہ تو حضرت نے فرمایا تھا اور غدیر خم کا جو خطبہ ہے اس سے ملتا جلتا وہ تو سرکار دو عالم کا ارشاد گرامی ہے لیکن اس میں آپ نے ایک یہ بھی فرمایا یظهر فی ما بین القراء تلاءبم ایک دور ایسا آ جائے گا کہ اہل منبر ایک دوسرے پر چوٹ کریں گے۔ یہ ظاہر ہو جائے گا دوسرے پر۔ چوٹ اگر تعمیری چوٹ ہو تو کیا حرج ہے۔

میں اب اس مقام پر ہوں۔ مولیٰ کے دربار میں ہوں۔ وہاں مولیٰ نے رکھا ہے۔ اب مجھے بھی وہاں منہ دیکھانا ہے یہ آپ جانتے ہیں۔ جس کی روٹی کھاؤ اس کا گاؤ سارے معاملے میں مولیٰ کام آ رہے ہیں۔ بہر حال ان کا گانا ہے میں کبھی موعظہ نہیں کرتا۔ میں گناہ گار خاکی مجھ کو حق بھی نہیں ہے۔ جن کو حق تھا موعظے کرنے کا جو وہ موعظہ کر گئے ہیں۔ میں وہ آپکے سامنے نقل کر دوں۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ آپکے دل میں ان کی محبت ہے۔ میں اس کی گواہی دینے کیلئے تیار ہوں تو خداوند عالم اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے

خالص دین چاہتا ہے خالص دین یعنی خالص عبادت۔ خالص عبادت یعنی جو خلوص اور اخلاص سے کی جائے فعبد اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کرو دین کو اللہ کیلئے خالص رکھتے ہوئے تو خالص عبادت اللہ چاہتا ہے۔ جس میں نہ ریاء ہو نہ سمع کا شائبہ اور نہ کوئی خوف ہو جہنم کا۔ خالص عبادت یعنی اس کو مستحق عبادت سمجھ کر عبادت۔ لائق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت اور میں کل عرض کیا تھا کہ خالص عبادت صرف محمد و آل محمد کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور کہیں نہیں تو مطلب یہ کہ نجات صرف محمد و آل محمد کیلئے ہے اور دوسرے جتنے ہیں وہ سب مخلوق اس لیے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے عبادت کیلئے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور عبادت کیسی چاہتا ہے۔ خالص عبادت اور کسی سے تو ہو نہیں سکتی یہ مختص ہے محمد و آل محمد کے ساتھ جو کہتے ہیں الھی ما عبد تک طمعا فی جنت ولا خوفا من نار وجدتک اھلا للعبادہ دیکھئے اللہ بڑا مہربان ہے وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے اس سے بڑا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے۔ اس حقیقت کا آپ اقرار میری طرح دعاؤں میں بھی کرتے ہیں۔ دعائے افتتاح پڑھتے ہیں۔ دعائے افتتاح میں ہے اللھم انی افتتح الثنا بحمدک و انت مسدد للصواب بمنک و ایقنت انک انت ارحم الرحمین فی موضع العفو الرحمہ و اشد المعاقبین فی موضع النکال والنقمہ واعظم المتجبرین فی موضع الکبریا والعظمہ اے میرے معبود مجھے یقین ہے اس امر کا کہ جب تو معاف کرنے پر آتا ہے تو تجھ سے بڑا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے صلوات۔

وہ بڑا مہربان رحم والا رحمن ہے رحیم ہے اور الرحم الرحمین ہے اس سے بڑا کوئی رحم

کرنے والا نہیں ہے اب وہ چاہتا ہے کہ دوسروں کی بھی نجات ہو جائے۔ وہ بڑا رحیم ہے جب اس نے چاہا کہ دوسرے بھی کامیاب ہو جائیں تو اس قادر مطلق نے ایک تدبیر کی اور ایسی تدبیر کی اپنی حکمت سے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ اس نے کیا کیا کہ ان ذات مقدسہ سے کہ جن کے ساتھ خالص عبادت مخصوص ہے انکی روح اور جان کو اللہ نے ان سے خرید لیا۔ سمجھ رہے ہیں۔ آپ کون ہیں وہ یعنی چہاردہ معصومین کی جان اور نفس۔ کون سید الشہداء۔ آپ کے جان اور مال کو اللہ نے خریدا اس طرح سے خریدا ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ ان یقیناً اللہ نے خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے من المومنین مومنین سے خریدا کیا چیز خریدی انفسھم واموالھم ان کی جانوں اور مالوں کو خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے۔ اس کے عوض میں دیا کیا بان لھم الجنہ قیمت کیا کہ ان کے لیے جنت قرار دی ہے جنت کے عوض میں اللہ نے ان کی جان خرید لی۔ اس کے بعد اس کی علامتیں بتلائیں کہ مومنین یہ سارے مومنین نہیں ہیں مومنین وہ کونسے مومنین ہیں جن کی جان کو خریدا اللہ نے ان کی علامتوں کو بیان کیا یقاتلون فی سبیل اللہ اب یہ یقاتلون فعل مضارع ہے۔ اشتری فعل ماضی ہے۔ گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ قران نازل ہونے سے پہلے خریدا اور یہ علامتیں یقاتلون فی سبیل قرآن نازل ہونے کے بعد اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ فیقتلون اور اللہ کی راہ میں قتل کریں گے منافقین مشرکین کفار کو قتل کریں گے ویقتلون اور نتیجے میں قتل کر دیئے جائیں گے اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں گے۔ آپ غور کیجئے اس سے آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم تک کوئی مراد نہیں ہے۔ نہ آئمہ طاہرین مراد ہیں۔ یہ جو علائم اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ مخصوص ہیں حسین علیہ

السلام و اصحاب حسین علیہ السلام سے۔ کہ پیغمبر بھی جنگ میں قتل نہیں ہوئے۔ یہ تو صرف حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ اللہ نے خرید لیا اور اس طریقے سے خریدا کہ سارے عالمین کے امکان کو خبر ہو گی کائنات کے ذرے ذرے تک یہ خبر پہنچے گی کہ قادر مطلق ۔ قرآن نازل ہونے سے پہلے یہ خبر دی گئی اللہ فرما رہا ہے وعدا علیه حقا فی التورات والانجیل والقران بڑی ممتاز کتابیں تھیں۔ تو اللہ یہ سب تذکرہ اس واقع کا۔ یہ عجب واقع ہے کہ واقع ہونے سے پہلے اللہ نے آدم علیہ السلام کو بیان کیا۔ حضرت نوح سے بیان کیا ابراہیم سے بیان کیا موسیٰ عیسیٰ سے بیان کیا صرف ہمارے ہی پیغمبر سے بیان نہیں فرمایا۔ تمام انبیاء سے بیان کر دیا کتابوں میں یہ واقع آیا اور مختلف طریقے سے بیان فرمایا جناب آدم علیہ السلام سے بیان کرنے کا عنوان ہی الگ ہے اور واقع ہے کہ نجات حسین علیہ السلام کے ذریعے سے ہے۔ جنت کس کی اللہ کی اللہ نے جان خریدی اور جنت دے دی حسین علیہ السلام کو اور ایک حدیث سن لیجئے آپ یہ خود جنت خلق ہوئی ہے حسین علیہ السلام کے نور سے۔۔۔ میں حدیث پڑھتا ہوں مختلف طریقوں سے یہ حدیث مروی ہے۔ مختلف مقامات پر اور سب نے لکھا ہے۔ لما ارد الله بد آء منائع جب خداوند زمین و آسمان نے ارادہ فرمایا ایجاد خلائق کا۔ یہ حضور کا ارشاد ہے توفتق نوری میرے نور کو شگافتہ فرمایا و خلق منه العرش تو میرے نور سے عرش کو پیدا کیا ثم فتق نور اخی علی ابن ابی طالب فخلق منه الملائکته پھر اللہ نے خالق ملا کہ نے میرے بھائی علی کے نور کو شگافتہ فرمایا اور ان سے ملا کہ کو پیدا کیا۔ سمجھ رہے ہیں ایک نکتے کی بات یاد رکھئے گا۔ ہر صنف میں آپ جائزہ لے لیجئے جانوروں میں۔ جنوں میں۔ انسانوں میں ہر مخلوق ہر صنف میں آپ کو دو قسم کے لوگ ملیں گے۔ کچھ علی کے دوست ہوں گے۔ کچھ علی کے

دشمن صرف ایک مخلوق ایسی ہے کہ جس مین کوئی علی کا دشمن نہیں وہ ہیں ملا ئکہ اس لیے معصومین نے فخر سے فرمایا کہ ان ملائکہ خدامنا وخدام شیعتنا ملا ئکہ ہمارے خادم ہیں اور ہمارے شیعوں کے خادم ہیں صلوات۔

ثم فتق نور ابنتی فاطمه اس کے بعد قادر مطلق نے میری بیٹی فاطمہ کے نور کو شگافتہ کیا فخلق منه السماوات والارض آسمانوں اور زمینوں کو میری بیٹی فاطمہ کے نور سے پیدا کیا۔ یہ زمین جس کے اوپر آپ چلتے ہیں یہ رسول کی بیٹی فاطمہ کے نور سے ہے۔ یہ فاطمہ کی زمین ہے۔ یاد رکھئے گا ثم فتق نور ابنی الحسن پھر اللہ نے میرے بیٹے حسن کے نور کو شگافتہ کیا فخلق منه الشمس و القمر آفتاب و مہتاب کو میرے بیٹے حسن کے نور سے پیدا کیا ثم فتق نور ابنی الحسین علیه السلام پھر اللہ نے میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور کو شگافتہ فرمایا فخلق منه الجننه وحور العین اور میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور سے جنت اور حورالعین کو پیدا کیا صلوات۔

تو جنت کس کے نور سے حسین علیہ السلام نور سے۔ اب میں ایک لفظ کہہ دوں یہ جنت کیا ہے۔ جنت ہے کیا۔ جنت یہ حسین علیہ السلام کا مہمان خانہ ہے۔۔۔ بتایئے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسے حسین علیہ السلام کا فیض نہ پہنچتا ہو۔ جو کچھ جنت میں ہے یہ حسین علیہ السلام کے نور سے ہے۔ انبیاء او صیاء سب جنت میں ہوں گے اب جو بھی جنت سے فائدہ اٹھائے گا۔ یہ جنت اللہ نے خرید کر بھی دے دی اور حسین کے نور سے ہے جنت۔ اگر آپ چاہتے ہیں جنت تو حسین علیہ السلام۔ سے رابطہ رکھئے۔ آپ کسی طرح سے اب مطلب

سمجھ لیجئے جلدی سے فتویٰ وتویٰ نہ دیجئے۔ سمجھ لیجئے۔ خفیف نہ کیجئے۔ سبک نہ کیجئے۔ ہر ایک چیز کا درجہ ہے۔ مرتبہ ہے۔ عزاداری' عزاء حسین علیہ السلام کو خفیف نہ کیجئے۔ آپ عزداری میں ہوں۔ کئی دن تک میں اسی طرح سے بیان کر سکتا ہوں۔ ہر عبادت کی ایک حد مقرر ہے فلاں عبادت کا یہ ثواب ہے فلاں عبادتوں میں ایک حج ہے۔ حج اس سے زیادہ مشکل کوئی عبادت نہیں ہے اور اتنا ثواب بھی کسی عبادت کا نہیں ہے۔ حج سے زیادہ کسی عبادت کا ثواب نہیں ہے اور حج سے زیادہ کوئی مشکل عبادت نہیں ہے لیکن ایک عبادت جس کا مجھے پتہ ہے میرے دل میں ہے۔ ایسی عبادت اگرچہ وہ واجب نہیں ہے۔ مگر اس کا ثواب حج سے بھی زیادہ ہے۔ بتاؤں وہ کیا ہے۔ وہ ہے حسین علیہ السلام کی زیارت۔۔۔۔ لیکن عزاداری مختصر تعارف کروا دوں۔ عزاداری کا یہ جو جتنے واجبات ہیں ان میں اگر کہیں کسر دسر رہ جاتی ہے۔ تھوڑی سی۔ تو اس عزاداری اور اس گریئے سے وہ کسر پوری کر دی جائے گی آپ سمجھ رہے ہیں نماز میں جو کسر رہ گئی۔ نوافل ہیں نافلہ اسی لیے ہیں کہ واجبات میں اگر کوئی کسر رہ جائے تو نوافل کے ذریعے سے پورا ہو جائے جان بوجھ کے غلطی نہیں کرنا چاہئے عبادت صحیح طریقے سے بجا لانا چاہئے لیکن جو کسر رہ جائے گی جو آپ کے علم میں نہیں ہے۔ تو اس کو یہ کس سے پورا کر دیں گے اس عزاداری سے پورا کر دیں گے اب آپ کو سمجھ میں آئے گا کہ صادق آل محمد نے کیوں فرمایا تھا من بکی علی الحسین فلہ الجنتہ جو میرے جد امجد حسین علیہ السلام پر روئے اس کے لئے جنت ہے ومن ابکی اور جو رولائے اس کے لئے بھی جنت ہے۔ ایک مکھی کے پر کے برابر بھی حسین علیہ السلام کی مصیبت سے متاثر ہو کر اگر آنسو آ جائے۔ تو خدا سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ انسان سمجھ نہیں سکتا کہ اتنا ثواب اس میں کیوں رکھا گیا۔

ایک بات ابھی ذہن میں آئی سنیں۔ محمد و آل محمد کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا ملا کہ پیچھے سے زیارت کرتے تھے۔ جناب آدم علیہ السلام نے دعا کی خدایا یہ نور سامنے آ جائے۔ تو میں بھی دیکھوں۔ تو وہ نور منتقل کیا گیا صلب سے ان کی انگلیوں میں۔ پیغمبر کا علی کا سب کا نور لیکن حسین علیہ السلام کا نور اس انگوٹھے میں۔ انگوٹھے کو عربی زبان میں ابہام کہتے ہیں۔ عربی میں کیا کہتے ہیں ابہام۔ انگوٹھے کو ابہام کہا یعنی مبہم یعنی کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ تو حسین علیہ السلام کا نور انگوٹھے میں کیوں۔ یاد رکھئے گا کہ ساری انگلیاں محتاج ہیں اس انگوٹھے کی اور انگوٹھا کسی کا محتاج نہیں ہے۔ یاد رکھئے یہی ایک انگلی ایسی ہے جو جاہل اور عالم ہر ایک کے کام آتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ جہاں اشتبہ نہیں ہو سکتا دستخط کر دیں گے اشتبہ ہو سکتا ہے لیکن انگوٹھے کی دستخط صلوات

آخر میں آپ نے دیکھا جاہل لکھنا نہیں جانتا۔ کہا لگائیے انگوٹھا۔ اللہ نے پیدا کیا حسین علیہ السلام کا نور۔ غالباً" یہی وجہ ہے مخصوصی کربلا میں بھی ہوتی ہے۔ کاظمین میں بھی مخصوصی ہے سامرہ میں بھی مخصوصی ہے۔ میں نے دیکھا شب جمعہ آتی ہے تو تمام انبیا اوصیاء ان تمام کی ارواح بارگاہ احدیت سے اجازت لے کر کربلا کا رخ کرتی ہیں۔ شب جمعہ ہے میں چاہتا ہوں اس وقت آپ نہیں سمجھ سکتے میرے دماغ میں کیا طوفان ہے۔ اس وقت شب جمعہ ہے اور مظلوم امام کی ضریح میری نظروں کے سامنے ہے۔ اور ابوالفضل عباس کی حبیب ابن مظاہر کی ضریح میری نظروں کے سامنے ہے میں چاہتا ہوں آپ کو بھی لے کر چلوں یہ شب جمعہ ہے نوچندی جمعرات سمجھ لیجئے۔ آپ سب چلے آ رہے ہیں اور شب جمعہ تمام انبیاء اور اوصیاء مدینے سے پیغمبر کربلا۔ کاظمین سے امام کربلا۔ سامرہ سے سب کربلا آ

رہے ہیں کربلا، کربلا، کربلا، میں نے بہت مطالعہ کیا مگر میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی امام یا نبی کی مخصوصی میں حسین علیہ السلام گئے ہوں۔ لیکن سب حسین کے ہاں آ رہے ہیں۔ ایک بات مجھے کہنا ہے آج کیونکہ میں چاہتا ہوں شب جمعہ ہے۔ آپ کا اتصال ہونا چاہیے۔ آج کربلا اور امام بارگاہ سے اتصال سب چلے آ رہے ہیں مگر حسین علیہ السلام نہیں گئے میں نے بہت سوچا فکر کیا، کیا راز ہے کبھی حسین کے لیے نہیں دیکھا کہ کسی کی زیارت کو گئے ہوں لیکن سب آ رہے ہیں۔ حسین علیہ السلام کی مخصوصی میں۔ حسین علیہ السلام کی زیارت کیلئے میرا خیال ایسا ہے کیونکہ ان میں کسی نے بھی حسین علیہ السلام جیسی تکلیف کو گوارہ نہیں کیا۔ کہ حسین علیہ السلام عاشور کے دن سے تھکے ہوئے سو رہے ہیں۔ اجرکم اللہ ایک بات اور عرض کرنا چاہا رہا ہوں۔ سب آ رہے ہیں مگر حسین علیہ السلام نہیں جاتے کیوں۔ ایک بتلاؤں وجہ شائد وجہ یہ ہے کہ حسین علیہ السلام نے شہداء میں سے کسی شہید کو حسین نے دفن نہیں کیا لیکن ایک شہید ایسا ہے کہ شہادت کے بعد فوراً حسین علیہ السلام نے ننھی سی قبر کھود کر دفن کر دیا۔ اور اس کے بعد حسین علیہ السلام نے کیا کیا کہ اس بچے کو حسین علیہ السلام نے اپنے سینے پر سولا لیا اللہ اکبر یہ راز کب کھلا کہ حسین علیہ السلام کے سینے پر حسین علیہ السلام کا پارہ جگر یہ تو اس وقت راز کھلا کہ جب شیخ جعفر شتری کہ جن کے نقطے سب بیان کرتے ہیں۔ میں عراق ایران اور تمام اساتذہ کو مصائب میں ان کے نقطے بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب یہ کربلا میں آئے۔ کربلا میں سب زیارت سے فارغ ہو کر آخر میں آ کر امام حسین علیہ السلام کی ضریح بالائے سر سے پکڑ کر روئے جا رہے ہیں کہتے جا رہے ہیں۔ کہ میں نے مولیٰ آپ کے اصحاب کی زیارت کی۔ آپ کے بچپن کے دوست حبیب ابن مظاہر کی زیارت کی۔

آپ کو متوجہ کر دوں یہ وقت کونسا ہے۔ میں آپ کو کربلا لے چلوں عصر کا وقت تھا دوسری محرم جب حسین علیہ السلام وارد سرزمین کربلا ہوئے۔ یہی وقت تھا کہ حسین علیہ السلام کا گھوڑا چلتے چلتے ایک مرتبہ روکا۔ حسین علیہ السلام نے گھوڑا بدلا ابو مخنف لکھتا ہے کہ حسین علیہ السلام نے چھ گھوڑے بدلے۔ مگر کسی گھوڑے نے قدم آگے نہیں بڑھائے ایک مرتبہ آپ وہاں اترے لشکر حر آیا۔ جب حسین علیہ السلام نے سرزمین کربلا پر قدم رکھا تو روایت میں دیکھا کہ زرد رنگ کا پیلے رنگ کا غبار حسین علیہ السلام کے زمین پر قدم رکھتے ہوئے۔ پیلے رنگ کا غبار زمین کربلا سے بلند ہوا۔ اور کہاں آیا۔ حسین علیہ السلام کی ریش مبارک پر پڑا اور بتلاؤں یہ غبار کہاں کہاں پڑا۔ دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے۔ ہمت نہیں پڑ رہی کن لفظوں سے کہوں یہ حسین علیہ السلام کی ریش مبارک پر غبار اور پھر یہ غبار اور کدھر گیا زینب اور ام کلثوم کے گیسوں پر۔ سروں پر۔ یہ غبار۔ پھر بلند ہوا غبار کہاں تک مدینے تک گیا۔ اللہ اکبر اس نقطے کو سمجھ لیجئے گا کہ کسی معصوم کی شہادت کے بعد پیغمبر کو کسی نے غبار آلود نہیں دیکھا۔ فاطمہ کی شہادت کے بعد پیغمبر کو کسی نے شیعہ سنی سب اس حدیث کو نقل کرتے ہیں مشکوۃ شریف میں دیکھئے آپ تمام کتابوں میں موجود ہے کہ کسی نے نہیں دیکھا۔ پیغمبر کو غبار آلود علی کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ حسن کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ فاطمہ کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ لیکن حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ام سلمیٰ نے دیکھا ابن عباس نے دیکھا اس کے بعد جس نے بھی دیکھا کہ پیغمبر کی ریش مبارک غبار سے آلودہ ہے سر پر غبار پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ فاطمہ کی شہادت کے بعد زینب کے سر پر غبار نہیں پڑا تھا اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین علیہ السلام کے آپ کو رونے اور رولانے والوں میں قرار دے۔ آج کے دن بوقت عصر

حسین علیہ السلام نے سر زمین کربلا پر قدم رکھا۔ زمین پر قدم رکھنے کے بعد غبار بلند ہوا آپ نے فرمایا ھذہ التربتہ وعدنی جدی رسول اللہ میرے نانا نے اس مٹی کا مجھ سے وعدہ کیا ہے یہی مٹی ہے اور میرے نانا کا وعدہ سچا ہے اس کے بعد آپ گھوڑے سے اترے اور حکم دیا کہ خیمے نصب کئے جائیں آپ نشیب میں اترے۔ اترنے کے بعد پھر مجلس پڑھی۔ حسین کی مجلس حسین کے زبان سے سنئے آپ فرماتے ہیں ھاھنا واللہ رکبنا یہی وہ سر زمین ہے کہ جہاں ہمارا سفر ختم ہو گا۔ ھاھنا یہ امام حسین علیہ السلام فرما رہے ہیں ھاھنا یقتل رجالنا یہی وہ سر زمین ہے کہ جہاں ہمارے مرد قتل کئے جائیں گے آپ نے سمجھا کس کو کہا۔ ہمارے مرد یعنی یہی وہ زمین ہے جہاں میرا جوان بھائی عباس قتل کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ ھاھنا تذبح اطفالنا یہی وہ سر زمین ہے کہ جہاں ہمارے ننھے ننھے بچے ذبح کئے جائیں گے اجرکم علی اللہ اس کے بعد آپ نے ایک کلمہ اور فرمایا جس میں آپ سب کو یاد کیا ہے ھاھنا واللہ تزلر قبورنا باخدا یہ وہی سر زمین ہے ۔جہاں ہماری قبروں کی زیارت کی جائے گی۔ حضرت یہ سمجھ رہے تھے کہ میرے شیعہ کیسے آئیں گے۔ کس کس طرح سے آئیں گے۔ کبھی زیارت کو ترک نہیں کریں گے۔ واقعاً" ایسا ہی ہوا بڑی بڑی پابندیاں ہوئیں مگر ہم اور آپ کیا کریں گے۔ باخدا آنکھیں نکلوا کر گئے ہیں زیارت کیلئے ہاتھ کٹوا کر گئے ہیں۔ بچوں کو قربان کر کے گئے ہیں۔ بہر حال ھاھنا تزار قبورنا یہاں پر ہماری قبروں کی زیارت کی جائے گی۔ خدایا تجھے اس مظلوم کا واسطہ جلد سے جلد ہمیں اس کا موقع دے کہ ہم بھی تیرے مظلوم حسین علیہ السلام کی قبر کے ارد گرد کھڑے ہو کر روئیں۔ جیسے کہ اب یہاں رو رہے ہیں۔ خدایا ہمیں اتنا موقع دے کہ ہم تیرے مظلوم علی کی ضریح پکڑ کر روئیں اجرکم علی اللہ وہ جلد وقت لے

آ کہ ہم حسین علیہ السلام کے جواں بیٹے علی اکبر کی قبر کو پکڑ کر کہیں السلام علیک ایھا المظلوم وابن المظلوم اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے۔ سوائے غم حسین علیہ السلام کے اور رونے اور رولانے والوں میں قرار دے اے خدایا ہمیں لے چل شب جمعہ مظلوم کربلا کی قبر پر اور ہم کہیں السلام علیک المذبوح من القفا سلام ہو اس مظلوم پر جسے پس گردن سے ذبح کیا گیا۔ خدایا تجھے واسطہ خون حسین علیہ السلام کا جلد سے جلد ہمیں وہاں پہنچا دے۔ میرے مولیٰ نے کربلا میں وارد ہوتے ہیں ہم زائروں کو یاد کیا تھا ھاھنا تزلر قبورنا ہماری قبروں کی یہاں زیارت کی جائے گی خدایا ہمیں وہاں پہنچا دے ایک مرتبہ اگرچہ نہر علقمہ خشک ہو چکی ہے ہم اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں معلوم ہے۔ یہ نہر علقمہ بہہ رہی تھی جب سید سجاد قید شام سے چھوٹ کے وارد کربلا ہوئے آپکی نظر پڑی کہ نہر علقمہ بہہ رہی ہے تو آپ نے فرمایا اے نہر کیا تو ابھی تک بہہ رہی ہے۔ اجرکم علی اللہ کیا تو ابھی تک بہہ رہی ہے نہر خشک ہو گئی خدایا ہمیں معاف کر دے قبر حسین علیہ السلام پر امام زین العابدین نے دفن کرنے کے بعد جو لکھا تھا جا کر اپنی آنکھوں سے پڑھیں۔ امام نے قبر بنانے کے بعد یہ لکھا تھا ھذا قبر الحسین الذی قتلوا عطشانا یہ اس مظلوم کی قبر ہے کہ جسے تین دن کا بھوکا پیاسا مار ڈالا گیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ان للہ وان الیہ راجعون

مجلس سوم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الغ

آیات قرآنیہ جو قرآن کریم ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا زندہ جاوید تا قیام قیامت باقی رہنے والا زندہ معجزہ ہے۔ اس کی آیتیں خاص خاص موقعوں پر نازل ہوئی ہیں۔ مورد خاص ہے۔ مگر الفاظ عام ہیں۔ یہ مخصوص ذوات کی شان میں نازل ہوئی ہیں مگر الفاظ عام ہیں۔ بہت وسعت ہے۔ گنجائش ہے الفاظ میں اعتبار ان کا ہے۔ جو ان اوصاف سے متصف ہو جائے۔ مثلاً" یقول الذین کفرو الست مرسلا قل کفی باللہ شھیدا" بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب یہ ومن عندہ علم الکتاب سے مراد امیرالمومنین ہیں۔ مگر یہ تمام آئمہ اس میں شامل ہیں۔ چنانچہ کافی میں حدیث ہے امام محمد باقر علیہ اسلام سے کہ ایانا انا و علی اولنا و افضلنا و من عندہ علم الکتاب سے مراد ہم ہیں ایانا بالخصوص خداوند زمین و آسمان نے مراد لیا ہے ہم کو۔ علی اولنا ہم سب میں علی اول ہیں اور افضل ہیں۔ یہ امام باقر علیہ اسلام کا فرمان ہے۔ احتجاج طبرسی میں یہ ہے سئل رجل ایک شخص نے نام اس میں نہیں ہے کسی نے یہ سوال کیا۔ سر اللہ فی العالمین امیرالمومنین علی ابن ابی طالب سے دریافت کیا پوچھا ان افضل منقبہ لہ یا امیرالمومنین آپ کی سب سے بڑی فضیلت سب سے بڑی منقبت کیا ہے تو قال آیت حضرت نے یہی آیت پڑھی۔ اس آیت کی تلاوت فرمائی قل کفی باللہ شھیدا بینی و بینھم ومن عندہ علم الکتاب اور اس کے بعد فرمایا ایانا انا اللہ نے ومن عندہ علم الکتاب سے ہمیں مراد لیا ہے میں مراد ہوں

الحاصل مورد خاص ہے علی کی شان میں اتری مگر مراد سارے آئمہ ہیں۔ عام ہے جس طرح انما ولیکم اللہ والرسولہ والذین امنوالذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکوۃ ھم راکعون مراد خاص ہے ۔ امیرالمومنین کی شان میں آیت نازل ہوئی مگر الفاظ عام ہیں گنجائش ہے۔ اگر ہے کسی میں طاقت تو وہ بھی اس سے مراد ہو سکتے ہیں الذین یقیمون الصلاۃ ہے اعتبار ہے قرآن کی آتیں اس طرح نازل ہوئیں لیکن مورد خاص ہے ۔ لیکن الفاظ عام ہیں اور معتبر ہیں ۔ ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے ان الذین امنو و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن عدا سورۃ مریم میں ہے یقیناً جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے اچھے کام کئے۔ عنقریب خدائے رحمن ان کی محبت دلوں میں ڈال دے گا۔ محبت قرار دے گا یہ آیت تفاسیر میں دیکھئے امیرالمومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ مگر الفاظ اس کے عام ہیں۔ عموم ہیں اسی طریقے سے ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم بان لهم الجنه الفاظ عام ہیں مگر مخصوص امام حسین کی شان میں یہ ہے۔ صلوات

خالق ارض و سماء خداوند رحمن و رحیم نے مخلوقات کو پیدا کیا کس لیے پیدا کیا نجات کیلئے پیدا کیا وہ چاہتا ہے اس نے ان کو خلق کیا وہ ان کو نجات دینا چاہتا ہے اور نجات یہ منحصر ہے موقوف ہے عمل صالح پر۔ دین صالح پر موقوف ہے اور عمل صالح یعنی عمل خالص پر۔ نجات موقوف ہے لا تحصل النجات نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر دین خالص سے۔ نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر عمل خالص کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر دین خالص سے۔ دین خالص خالص عبادت سوائے محمد و آل محمد کے اور کہیں آپ کو نہیں ملے گی۔ خالص عبادت۔ عمل خالص۔ دین خالص سوائے معصومین کے محمد و آل محمد کے آپ کو

کہیں نہیں ملے گی۔ جہاں بھی آپ ڈھونڈیں گے یا جنت کی طمع میں ہو گی یا جہنم کے ڈر سے۔ خالص عبادت محمد و آل محمد کی ہے۔ اس لیے کہ وہ معصوم ہیں ان کا ظاہر بھی معصوم ان کا باطن بھی معصوم۔ ظاہر باطن ان کا معصوم ہے۔ ان کا نفس انکے اختیار میں ہے ان کا قلب ان کے اختیار میں ہے ان کے خیالات ان کے اختیار میں ہیں غور کیا۔ خیالات ان کے کنٹرول میں ہیں۔ نفس پر قابو ہے وہ نفس کے مالک ہیں۔ ان کی توجہ غیر خدا کی طرف کبھی نہیں ہو گی۔ ماسوائے اللہ کی طرف وہ کبھی بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ بھئی ان کا نفس ان کے اختیار میں ہے۔

کیا آپ کے علم میں نہیں ہے۔ آپ نے نہیں سنا امیر المومنین علیہ السلام کسی جنگ میں پائے مبارک میں۔ آپ کے تیر لگ گیا تھا شدید درد تھا۔ تو نماز کی حالت میں تیر نکالا گیا۔ بہر حال ان کے خیالات ہیں۔ جیسے آپ کے خیالات ظاہر۔ یہ آپ کے قابو میں ہیں۔ آپ کی آنکھ آپ کے اختیار میں ہے۔ جس چیز کو آپ دیکھنا چاہتے ہیں اس کی طرف نظر کرتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور جس چیز کو آپ نہیں دیکھنا چاہتے آپ آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ یا ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ آپ نہیں دیکھتے۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ کان آپ کے اختیار میں ہے جس چیز کو چاہتے ہیں سنتے۔ اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو آپ نہیں سنتے۔ تو اسی طرح سارے خیالات یہ دیئے ہوئے ہیں۔ یہ محمد و آل محمد کے اختیار میں ہیں۔ وہ جدھر چاہیں خیال کو موڑ دیں۔ یہ خیالات آپ کے اختیار میں نہیں ہیں۔ خیالات یہ دل میں اترتے ہیں۔

جملہ معترضہ کی حیثیت سے سمجھ لیجئے۔ خیالات جو دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کبھی تو

ملا ئکہ کی طرف سے ہیں۔ یعنی وہ خیالات جو دلوں میں فرشتوں کی طرف سے ڈالا جائے تو اسے کہتے ہیں الہام۔ تلقی۔القاء جو ملا ئکہ کی طرف سے خیالات دل میں آئیں۔ اس کو کیا کہتے ہیں۔ القاء۔ الہام اور جو شیطان کی طرف سے دل میں خیالات آئیں ان خیالات کا نام ہے،وسوسہ اور شیطان دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتا ہے۔ آپ پڑھتے بھی ہیں کون نہیں جانتا آخری سورۃ پڑھیں آپ اس میں موجود ہے قل اعوذ برب الناس مالک الناس الہ الناس من شر الوسوس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنتہ و الناس تو شیطان کی جانب سے دل میں جو خیالات آتے ہیں۔ انہیں کیا کہتے ہیں۔ وسوسہ اور ملا ئکہ کی جانب سے دل میں جو خیالات آئیں۔ اسے الہام۔ تو یہ وسوسے کا علاج بھی ہے جو شیطان کی طرف سے ڈالے جاتے ہیں۔ ان کا علاج آسان ہے اس کی ایک صفت یہ بھی ہے شیطان کی بتائی گئی۔ کہ وہ خناس ہے بہت پیچھے ہٹنے والا۔ اللہ کا نام لیا وہ پیچھے ہٹ جائے گا اللہ کا نام لیجئے۔ وہ بھاگ جائے گا یوسوس فی صدور الناس من الجنتہ والناس شیطان دو قسم کے ہیں شیطان انسی۔ شیطان جنی۔ انسانوں میں بھی شیطان ہیں اور جنوں میں بھی جو انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ ایک جنوں میں سے جو آپ کو نظر نہیں آتے لیکن انسانوں میں بھی ہیں۔ جو دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ علاج وسوسوں کا۔ خیالات کا۔ دیکھئے شیطان کبھی کبھی اچھی بات بھی کہتا ہے۔ ایک مرتبہ شیطان انبیاء میں سے کسی کے پاس آیا اس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ پڑھیئے تو نبی نے شیطان کو جواب دیا۔ پہچانتا ہے کہ شیطان ہے کہا کلمہ حق لا اقولہا من قولک کلمہ حق ہے مگر تمہارے کہنے سے نہیں کہوں گا۔۔۔

وہ شیطان بڑا استاد ہے۔ اب قریب ہونے کیلئے یعنی مجھ سے اگر قریب ہونا چاہتا ہے تو

کیسے قریب ہو گا۔ یہ مجھ سے نہیں کہے گا کہ آپ جایئے ایبٹ روڈ کے سینما میں جایئے دیکھئے آپ بہت اچھی فلم ہے۔ یہ مجھ سے نہیں کہے گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ کبھی بھی نہیں جائیں گے۔ مجھ کو اگر اسے کہنا ہے۔ کیا کہے گا۔ کہ دیکھئے آپ کیا کر رہے ہیں۔ خدا نے آپ کو ذہن دیا ہے۔ حافظہ دیا ہے۔ صلاحیت ہے آپ بول سکتے ہیں۔ کیوں نہیں آپ یہ بیان کر دیتے کہ لوگ خوش ہو جائیں۔۔۔ آپ کیا قرآن کو لیے پھر رہے ہیں۔ کیا آپ حدیث بیان کر رہے ہیں اور کچھ بیان کریں۔ اچھی بات کہے گا۔ شیطان دل میں ڈالتے ہیں ان شیاطین لیوحون الی اولیائھم شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وحی کرتے ہیں۔ بتلاتے ہیں۔ تو شیطان کی جانب سے جتنے خیالات قلب انسان میں آتے ہیں۔ ان کو عربی زبان میں وسوسہ کہتے ہیں۔ علاج یہ ہے کہ جتنے دروازے دل میں آنے کے ہیں شیطان کے۔ اگر آپ چاہتے ہیں وسوسے سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو دل کے دروازے پہلے ان کو بند کیجئے۔ وسوسہ ختم ہو جائے گا۔ ایک دروازہ جس سے شیطان خانہ دل میں آتا ہے وہ شہوت ہے۔ شہوت پر کنٹرول کیجئے نہ آنے دیجئے۔ دوسرے غضب ہے۔ غصہ یہ بہت بڑا دروازہ ہے۔ شیطان اس راستے سے بھی دل میں آتا ہے کہ الغضب راس کل خطیتہ ہر گناہ کی جڑ ہے غصہ۔ یہ غصہ بہت دور تک پہنچا دیتا ہے۔ پہلے غصہ غیبت پر آمادہ کرتا ہے۔ تہمت پر۔ افتراق۔ پر پھر کم کم قتل کہ جس کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے کہ ایک دور ایسا آئے گا ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جس میں قتل اس زمانے کے لوگوں کی نظر میں قتل بالکل سبک ہو جائے گا۔ کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔ حدیث ہے سرکار دو عالم کی کہ یاتی علی الناس زمان وجوھم وجوہ الا دمین و قلوبھم قلوب الشیاطین ایک دور ایسا آئے گا کہ صورتیں تو کسی اچھے خاصے آدمی کی لیکن دل

شیاطین کا دل ہو گا۔ یعنی قبضہ ہو گا لا یتناحون سفاقون للدما اس زمانے میں سفاق خون رز بہت بڑا خون کا بہانے والا۔ خونوں کے بہت زیادہ بہانے والے ہوں گے ولا یتناحون عن منکر فعلوا اور اس زمانے میں لوگ ایک دوسرے کو منع بھی نہیں کریں گے۔ تو آخری زمانے میں ہو گا تو یہ غضب اور غصہ کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے انسان کو۔ وسوسے کا علاج آپ چاہتے ہیں کہ یہ برے خیالات جو شیطان کے ذریعے سے دل میں آتے ہیں انکا علاج۔ جتنے بڑے بڑے دروازے ہیں۔ جن جن دروازوں سے شیطان دل میں آتا ہے۔ پہلے ان دروازوں کو بند کیجئے۔ پہلا دروازہ باب الشہوت ہے۔ دوسرے غضب، حسد، بغض، نفاق ان راستوں سے آئے گا۔ تو سب سے پہلے ان دروازوں کو بند کریں۔ غضب اتنا ہو جتنے کی اجازت ہے۔ شہوت اتنی کہ اجازت ہے ھکذا بغض، حسد، نفاق تو جو شیطان کی طرف سے آئے وہ ہے وسوسہ۔ اب فرق آل محمد میں اور ہم میں یہ ہے کہ ہمارے اختیار میں آپ کے اختیارات میں یہ خیالات نہیں ہیں۔ آپ روک نہیں سکتے کیونکہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں محمد و آل محمد کے ہاں شیطان کی دال نہیں گلتی۔ وہ ان کے قریب ہو نہیں سکتا۔ لہذا یہاں وسوسہ تو نہیں ہے یہ خیالات ان کے جو چاہیں گے وہی آئیں گے۔ جس میں اللہ کی رضا ہو گی۔ دوسرا خیال ان کے پاس نہیں آئیں گے۔ آپ جائزہ لیجئے۔ سب سے قطع نظر دیکھئے۔ آپ خالص عبادت، خالص عمل، خالص دین یہ مخلوقات کے بس میں نہیں ہے۔ یہ محمد و آل محمد کے بس میں ہے۔ عمل، عام انسانوں کے اعمال کا جائزہ لیں آپ۔ آپریشن کر کے دیکھ لیجئے کہ لوگ سنیں گے تو کہیں گے کہ یہ مقدس ہے۔ یہ بڑا دین دار ہے۔ یہ بڑا متدین ہے۔ یہ بڑا متشرع ہے۔ یہ کام کر رہا ہے۔ لیکن اس نے لوگوں کو دکھانے کیلئے عمل کیا۔ ایسے بھی اعمال ہیں۔ کوئی کام

کیا تو لوگ سنیں گے کہیں گے کہ صاحب بڑا مخیر ہے۔ بڑا سخی ہے۔ اس نے یہ کام کر دیا اسے کیا خبر ہے۔ برے لوگ بھی کوئی اچھا کام کر جاتے ہیں۔ اب وہ سب پیسہ خراب ہوتا نہیں ہے۔ ان کے ہاں کوئی پیسے اچھے بھی ہوتے ہیں۔ اچھا کام بھی کر لیتے ہیں اچھے کام میں جا کر لگ جاتا ہے لیکن جو برا پیسہ ہے وہ اچھے کام میں کبھی نہیں لگے گا۔

اور اگر ریاء سے عمل خالی ہے۔ تو یا جہنم کے خوف سے ہو گا۔ یا جنت کی طمع میں ہو گا۔ اگر ریاء سے خالی ہے۔ بہر حال خالص عبادت یہ محمد و آل محمد کا کام ہے خالص دین۔ خالص عبادت۔ یہ محمد و آل محمد کی ذوات میں منحصر ہے کہ صرف لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا۔ مستحق عبادت جان کر کہ سوائے اس کی ذات کے کوئی مستحق عبادت نہیں۔ کسی کیلئے سجدہ جائز نہیں ہے سوائے اس کے۔ کس کیلئے نماز جائز ہے صرف احدیت کے۔ یہ سمجھ کے عبادت کرنا۔ یہ منحصر ہے محمد و آل محمد کے اور وہ عالم الغیب و شہادہ ہے وہ بھی اس امر کو جانتا ہے کہ انسان ناقص ہے۔ ان سے خالص عبادت نہیں ہو سکتی۔ اسے نجات دینا ہے۔ اس نے ایک تدبیر یہ کی کہ نجات کا راستہ خالق کائنات نے نکالا۔ ہم ناقصین کی نجات کا ایک راستہ نکالا کہ ہم کاملین کی پیروی و اقتداء کریں۔

ہماری نجات کا راستہ نکالا کہ ہم جو ہر لحاظ سے بے عیب ہیں۔ جن میں کوئی نقص نہیں ہے۔ جو معصوم ہیں۔ جو کامل و اکمل ہیں۔ ہر لحاظ سے۔ جن میں کسی قسم کا کوئی رجس نہیں۔ جو پاک و پاکیزہ ہیں ہر اعتبار سے ہم ان کی اتباع کریں۔ لیکن آنکھ بند کر کے نہیں اللہ نے صرف اقتداء کو واجب اس طرح سے کیا کہ ان کاملین کی محبت پہلے دل میں ڈال دی اور ان کی محبت کو واجب کیا۔ کاملین کی محبت کو۔ اس نے واجب کیا کہ یہ ناقص لوگ جب

اپنے قلب کی طرف رجوع کریں اور کاملین کی محبت جب اپنے دل میں دیکھ لیں۔ تو بغیر کسی غرض کے ان کی اقتداء اور پیروی کرنے لگیں۔ جب بھی دل کی طرف رجوع کریں۔ ان کی محبت دل میں ہو محبت کی خاصیت ہے جہاں بھی محبت ہو گی اس کا اثر چھپ نہیں سکتا وہ ظاہر ہو گا۔ محبت اپنا اثر ضرور دیکھائے گی۔ دیکھئے محبت جہاں ہو گی محبت میں کسی شئی کا خیال نہیں آئے گا۔ خدا کرے کہ میں جو کہنا چاہ رہا ہوں وہ آپ کو سمجھا لوں۔ آپ کی سمجھ میں بھی آ جائے۔ جیسے جناب موسیٰ نے دعا کی تھی رب شرح لی صدری و یسرلی امری و حلل عقدہ من لسانی یفقھوا قولی خدایا میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ یہ میری بات سمجھ لیں۔ جب میری بات سمجھیں گے تب بات بنے گی۔ لوگوں کو اشتبہ ہوا کہ موسیٰ کی زبان میں لکنت تھی۔ یاد رکھیئے یہ لکنت عیب ہے اور نبی میں کوئی عیب نہیں ہوتا۔ نبی کو ہر عیب سے پاک ہونا چاہئے یہ مقام تواضع انکساری میں باین بزرگی کہ براہ راست خدا سے بات کرتے تھے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ جب انسان بڑا ہوتا ہے۔ یہ تہذیب ہے کہ خدایا میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ کہیں سے تکبر کا شائبہ نہ آنے پائے۔ تو میں بھی خدواند زمین و آسمان کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خدایا جو میں کہنا چاہتا ہوں میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ یہ مجمع سمجھ لے۔

وحلل عقدہ من لسانی اللہ نے محبت کو واجب قرار دیا اور اسی محبت کو اجر رسالت قرار دیا۔ محبت اس کے اثرات ہیں۔ محبت کی خاصیت یہ ہے کہ محبت میں نظر نہیں آتا سوائے محبوب کے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبت میں انسان اپنے کو بھول جاتا ہے۔ صرف محبوب کو یاد رکھتا ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں کہ جب محبوب کسی مشکل یا تکلیف میں

گرفتار ہو۔ تو عاشق و محب دوست رکھنے والا۔ وہ اپنے کو بھول جاتا ہے۔ اس کی نظر صرف محبوب کو نجات دلانے پر ہوتی ہے۔ وہ اپنی طرف سے غافل ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے محبوب کو نجات ہو جائے۔ مثال سے اچھی طرح سمجھ لیجئے گا۔ ہر لفظ کو یاد رکھئے گا۔ جانوروں میں حیوانات میں سب سے زیادہ کمزور ضعیف ڈرپوک کونسا جانور ہے۔ گھروں میں ہم اور آپ پالتے ہیں۔ مرغی یہ سب سے ضعیف ہے۔ بہت کمزور ہے۔ کسی سے مقابلے کی اس مرغی میں تاب نہیں۔ یہ بلی سے ڈرتی ہے۔ کتے سے ڈرتی ہے۔ کتوں کے ذریعے سے شکار کیا جاتا ہے۔ جیسے کلب المعید کہتے ہیں۔ جو ہرن تک پھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ یہ مرغی کتے سے ڈرتی ہے۔ گیدڑ سے بھاگتی ہے۔ بچوں سے ڈرتی ہے۔ جانوروں سے۔ چیل سے بھی ڈرتی ہے۔ یہی مرغی جو اس قدر ڈرپوک ہے۔ اس نے انڈے دیئے بچے ہوئے۔ بچوں کو اپنے ساتھ لے کر باہر نکلی۔ اب انہوں نے دانا چگنا شروع کیا۔ اب اگر کسی نے جن کے سامنے مرغی ٹھہر نہیں سکتی۔ کتے کے سامنے نہیں ٹھہرتی۔ گیدڑ' چیل کے سامنے نہیں ٹھہرتی۔ لیکن دیکھا کہ کسی ان حیوانات میں سے کسی نے اس کے بچے کا ارادہ کیا۔۔۔ اس نے دیکھا اس کو احساس ہو گیا کہ ان حیوانات میں سے جن سے مقابلے کی اس میں قوت نہیں ہے۔ اپنے کو ان کے مقابلے میں ضعیف سمجھتی ہے۔ لیکن کوئی حیوان آیا تو اب یہ ان کے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ مقابلے کیلئے تیار ہو جاتی ہے۔ اب اس کے دل میں یہ خیال نہیں ہے کہ میں کمزور ہوں۔ یہ حملہ بھی کر دیتی ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چیل نے آکر مرغی کے بچے کو اٹھایا۔ یہ دوڑ کر چھت تک چلی گئی۔ جو دیکھ کر بھاگتی تھی۔ تو آپ نے محبت کا کرشمہ دیکھا۔۔ کہ بچے کی محبت تھی اگر محبت ایک کمزور حیوان میں بھی آگئی تو کمزور حیوان کو بہادر بنا دیتی ہے۔ یہ محبت اگر کمزور جانور میں بھی آ جائے تو ڈرپوک بزدل

جانور کو بھی بہادر بنا دیتی ہے۔ یہی مرغی اب اس کو اپنی کمزوری کا خیال نہیں ہے۔ کہ میں اس کتے کا مقابلہ کر سکتی ہوں یا نہیں۔ اس کے پاس اتنا بڑا پنجہ ہے۔ محبت میں کوئی طاقت اور قوت سے مرعوب نہیں ہوتا۔ صلوات۔

گھر کی بات ہے یہی مرغی بے انتہا بخیل ہے۔ کنجوس ہے دانا ملے گا اسے وہ کبھی نہیں دے گی۔ دوسری مرغیاں اس کے پیچھے بھاگیں گیں۔ وہ بھی بھاگے گی کنجوس ہے۔ لیکن جب بچے ہوئے بچوں کی محبت دل میں آئی دانا ملا۔ جو بھی ملا اب خود نہیں کھاتی۔ خود بھوکی رہتی ہے۔ بچوں کو جا کر کھلا دیتی ہے۔ تو آپ نے محبت کا کرشمہ دیکھا کہ محبت وہ شئی ہے جو بخیل کو سخی بنا دیتی ہے۔ صلوات

دیکھا آپ نے محبت کا اثر ایک حیوان آ جائے اس کا مقابلہ کرے۔ محبت کے حوالے سے معارج النبوہ میں ایک واقع نظروں سے گزرا وہ یہ کہ نظر میں محبوب کو بچانا ہے کہ محبوب اور اس کا نظریہ ختم ہونے نہ پائے۔ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا۔ کیسی آگ تھی بتایئے آپ آج تک ایسی آگ روشن ہی نہیں ہوئی۔ کتنے دنوں تک جمع کیا گیا۔ پھر حضرت ابراہیم کو منجنیق میں رکھ کر پھینکا گیا۔ آگ اتنی تھی کہ آدمی خود سے وہاں جا کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اس کے قریب سے کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ لہذا منجنیق میں رکھ کر حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا ادھر کہیں ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ ابراہیم کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ ادھر منجنیق سے حضرت ابراہیم نکلے۔ اور وہ درخت سے چلا حکم ہوا۔ جبرائیل کو۔ جبرائیل دیکھو۔ یہ پرندہ جل نہ جائے۔ اس کا رخ موڑ دو اور اس سے پوچھو کہ کیوں یہ اپنے آپ کو ایسے جلا رہا ہے۔ جبرائیل نے رخ موڑ دیا اور پوچھا کیوں

اپنے آپ کو جلا رہے ہو کہا جبرائیل آپ کیا مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ ارے وہ زمین پر اللہ کا دوست۔۔۔ اور دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا دوست آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ میں اس کو اس آگ سے تو نہیں بچا سکتا۔ لیکن میں اپنے کو اس کے ساتھ آگ میں جلا تو سکتا ہوں صلوات۔

محبت کا اثر دیکھا آپ نے جبرائیل نے کہا معبود تو نے سن لیا۔ کیا کہہ رہا ہے کہا جبرائیل اس طائر سے کہہ دو کہ اس نے جو میرے دوست کی محبت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے کہہ دو کہ میں نے اس کی ایک ہزار ایک حاجت قبول کی۔۔۔ جو مانگے یہ طائر میں دوں گا۔ جبرائیل نے کہا اس نے کہا مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میں نے سنا ہے کہ اللہ کے ایک ہزار ایک نام ہیں۔ مجھے سب نام اللہ کے بتا دیئے جائیں تو جہاں کہیں بھی میں بیٹھوں ان ہی ناموں سے اس کا ذکر کرتا رہوں۔ صلوات۔

دیکھا آپ نے محبت کا اثر۔ یہ اثر ہے محبت میں۔ نعیم ابن مسعود اشجعی کو ابوسفیان نے بھیجا۔ یاد رکھیئے۔ جس میں مقابلے کی طاقت نہیں ہوتی وہ افواہ کے ذریعے سے۔ پروپیگنڈے وغیرہ سے کام لیتا ہے۔ کمزوری کا سب سے بڑا اسلحہ و ہتھیار کیا ہے۔ پروپیگنڈہ۔ غلط خبروں کا پھیلانا۔ دیکھئے۔ حضورؐ کے مقابلے میں اب پیغمبر کا مقابلہ تو ابوسفیان کر نہیں سکتا۔ بدر میں اسلام کی سب سے پہلی جنگ۔ نعیم ابن مسعود اشجعی کو بلا کر کہا کہ جا کر مدینے میں یہ اڑا دو کہ ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ فوج ہے۔ یہ ہے۔ وہ ہے تم لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے اڑا دیا۔ انہوں نے ۔ خبر اس افواہ کا اثر کیا ہوا کہ کیونکہ وہ جانثار تھے رسولؐ کے اس افواہ کا اثر الٹا ہوا۔ قرآن کہتا ہے کہ ان کے ایمان میں اور اضافہ ہو گیا سورہ آل عمران

دیکھئے الذین قال لھم الناس قد جمعو الھم فخشواھم ان الناس نعیم ا شجعی نے کہا تمہارے لئے انہوں نے یہ جمع کر رکھا ہے۔ یہ فٹ کر رکھا ہے۔ دیکھو تم۔ تو اس چیز نے کیا کیا۔ ذادتھم ایمانا۔ ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور کہنے لگے قالو احسبنا اللہ و نعم الوکیل اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کار ساز ہے وہ واپس ہوئے دیکھئے کیسے کامیاب واپس ہوئے۔

تو محبت میں صرف محبوب کو بچانا ہے۔ محبوب کی بقاء مقصود۔ محبوب نظر کے سامنے ہوتا ہے۔ اگر محبت ہے نہ کہ لق لقاء لیسانی۔ محبت کی جو جگہ ہے۔ اگر محبت وہاں ہو گئی جو اس کی جگہ ہے۔ تو پھر اس کا اثر بھی ہو گا دیکھئے محبت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ جب بھی کسی سے محبت ہو گئی تو اس کے دوست سے بھی محبت ہو گی۔ یہ محبت کی خاصیت ہے۔ جتنے اس کے چاہنے والے ہوں گے اس سے بھی محبت ہو گئی اور جو اس کا دشمن ہو گا اس سے کبھی وہ محبت نہیں کرے گا۔ قرآن کہتا ہے سورہ مجادلہ کی آخری آیت ہے ارشاد ہو رہا ہے خطاب ہے پیغمبر اسلام سے لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الا خر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانو اباٸھم او ابناوھم او اخوانھم او عشیر تھم اولٸک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ وید خلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٸک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون اے میرے حبیب لا تجد قوما تم نہیں پاؤ گے۔ ان لوگوں کو کہ جن کا ایمان اللہ پر ہے۔ قرآن کریم میں 114 سورہ ہیں ایک سورہ کا نام مجادلہ ہے اس کی آخری آیت۔ جو کامل الایمان ہیں والیوم الاخر اور جن کا ایمان آخرت پر ہے روز قیامت پر جن کا ایمان

ہے۔ تم ایسے لوگوں کو نہیں پاؤ گے محبت کرتے ہوئے دوستی کرتے ہوئے کن لوگوں سے من حاد اللہ ورسولہ ان لوگوں سے جو اللہ کے دشمن ہیں اور جو اس کے رسول کے دشمن ہیں ولو کانوا ابائھم چاہے ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں۔ بیٹے پوتے ان سب کو ٹھکرا دیں گے واخوانھم اگر اللہ کے دشمن ہیں۔ تو کبھی بھی ان سے محبت نہیں کریں گے چاہے بھائی ہی کیوں نہ ہوں او عشیرتھم یا ان کے کنبے والے قبیلے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے بعد خدا فرما رہا ہے ایسے لوگ جو دشمنان خداوند اور رسول سے ہیں یہ کبھی محبت نہیں کرتے۔ خدا ان کا تعارف کروا رہا ہے کہ ان کو کن اعزات سے نوازہ ہے خدا تعارف کروا رہا ہے کہا دیکھو۔ پہچان لو ان کو کہ جو اپنے باپ دادا پوتے بیٹے اولاد بھائی قبیلہ رشتے دار جو بھی اللہ کے دشمن ہیں ان سے محبت نہیں کرتے دوستی نہیں کرتے یاد رکھو یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اولئک کتب فی قلوبھم الایمان ایمان کو لکھ دیا ہے اور ان کی مدد اللہ اپنے روح ایمان سے کرتا ہے۔ یہ کبھی نہ سمجھئے گا۔ کہ اللہ مدد نہیں کرتا یہ تصور کبھی آپ کے دل میں نہیں آنا چاہئے خدا مدد کرتا ہے۔ مدد کرنے کے اس کے طریقے ہیں اور مومنین کی مدد کرنے کو تو اس نے اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے۔ صلوات

لقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومھم فجا وھم بالبینات فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین

مومنین کی نصرت تو ہم پر واجب ہے اللہ نے مومنین کی نصرت کو اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے۔ تو اپنی روح کے ذریعے سے ان کی مدد کرتا ہے اور یدخلونھم فی الجنات

تجری اور اللہ کو جنت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور پھر اس میں سے یہ باہر نہیں آئیں گے۔ خالدین فیھا اس میں وہ ہمیشہ رہیں گئے اور رضی اللہ عنھم پہچان لو یہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ راضی ہے۔ تو جو دشمنان خدا اور رسول سے محبت نہیں کرتے۔ دشمنان خدا اور رسول یہودی نصرانی یہ ان سے محبت نہیں کرتے رضی اللہ عنھم اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ اس کے بعد خداوند عالم پچنوا رہا ہے اولئک حزب اللہ یہی اللہ کا حزب ہے یہی اللہ کی پارٹی ہے الا آگاہ ہو جاؤ۔ خبردار ان حزب اللہ ھم المفلحون اللہ کی پارٹی کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا یہی فلاح پانے والے ہیں صلوات۔

الا ان حزب اللہ ھم المفلحون اگر محبت ہو گی تو وہ محبت سچی۔ زبان پر نہیں قلب میں۔ تو وہ خود اپنا اثر دیکھائے گی۔ اگر کسی کو ہے اللہ کی محبت' رسول کی محبت اور اللہ نے بھی اپنے محبت کی کسوٹی اتباع رسول کو قرار دیا ہے۔ صرف دعوئی محبت خدا کا یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک اپنے اعمال افعال سے یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ یہ رسول اللہ کا سچا اتباع کرنے والا ہے اس وقت تک وہ اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا صلوات۔

فکری چیز ہے ابھی ایک حدیث یاد آئی ایک شخص سر اللہ فی العالمین امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی خدمت میں آیا اور امیرالمومنین سے کہتا ہے یا امیرالمومنین انی احبک یا امیرالمومنین میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں واتولا فلانا اور فلاں آپ کا دشمن ہے اس کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ فلاں کو۔ جو آپ کا دشمن ہے۔ تو امیرالمومنین نے فرمایا اما الا فانت احول لفظوں کو بیان کر دوں تب حدیث سمجھ میں

آئے گی۔ عربی میں جو ایک چیز کو دو دیکھتا ہے اسے احول کہتے ہیں۔ آپ کی زبان میں کیا کہتے ہیں۔ اس کے پاس ایک روپیہ ہے وہ ایک کو دو دیکھتا ہے کہ میرے پاس دو ہیں۔ کتنا خوش قسمت ہے تو عربی میں احول۔ جو ایک کو دو دیکھئے اور جس کی ایک آنکھ ہو ایک نہ ہو۔ اسے عربی میں عود کہتے ہیں۔ ایک آنکھ ہے اور ایک نہیں ہے۔ آپ کی اردو زبان میں کیا کہتے ہیں کانا۔ اور جس کے دونوں آنکھیں نہ ہوں اسے کیا کہتے ہیں اندھا اور عربی میں کیا کہتے ہیں اعمیٰ نابینا تو جو ایک کو دو دیکھے۔ اسے احول بھینگا۔ اور جو ایک آنکھ رکھتا ہے وہ کانا۔ اور جس کی دونوں آنکھیں نہ ہوں اسے اندھا یہ شخص امیرالمومنین کو کہتا ہے۔ کہ اے امیر المومنین میں آپ کو دوست رکھتا ہوں اور فلاں کو بھی دوست رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت تم احول ہو۔ یعنی ایک کو دو دیکھنے والے ہو۔۔۔ کہ تم اس وقت احول ہو۔ ایک کو دو دیکھنے والے اما انت تعمیٰ او تبصر یا تو اندھے ہو جاؤ۔ یا آنکھوں والے ہو جاؤ۔ صلوات

یہ کہا اللہ سے بھی محبت اللہ کے دشمن سے بھی محبت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو اس لیے کہا ہے کہ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین خدا قرآن میں ارشاد فرماتا ہے سورہ آل عمران مومنین مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ کافر تو اللہ کے دشمن ہیں وہ دوست نہ بنائیں۔ مومنین کو چھوڑ کر انما المومنون اخوہ مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کافروں کو دوست نہ بنائیں مومنین۔ اس کے بعد قرآن کا ارشاد ہے ومن افعل ذالک اور جو ایسا کرے گا مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائے گا تو یاد رکھو کہ اس شخص کا اللہ سے کوئی سروکار نہیں ہے لگاؤ نہیں ہے۔ صلوات۔

محبت اگر ہے تو اس کے آثار ہیں۔ محبت ایک عجیب چیز ہے۔ محبت میں انسان اپنے آپ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اپنے کو نہیں سمجھتا۔ یہ کربلا میں کونسی قوت کام کر رہی تھی۔ یہ کس کا کرشمہ تھا یہ محبت کام کر رہی تھی۔ یہ اتنی بڑی اکثریت کو چھوڑ کر حر ادھر آ گئے۔ کیا چیز لائی تھی۔ امام کے ساتھ کتنے لوگ ہیں۔ چند لوگ۔ یہ استقلال جو حبیب ابن مظاہر میں آیا۔ کیا چیز تھی۔ کہاں سے استقلال آیا تھا۔ یہ محبت تھی۔ یہ محبت کا اثر تھا۔ یہ ظہیر میں استقامت اور یہ قوت کہاں سے آئی۔ ظہیر ابن قین یہ محبت تھی۔ ظہیر جب میدان میں آئے ہیں۔ تو کیا کہا ہے ۔ ظہیر نے سبق دیا ہے کہتے ہیں دیکھو انا ظھیر ابن القین میں ظہیر ہوں قین کا بیٹا ہوں اور آج میں آیا ہوں کہ آج مجھ سے۔ اور تم سب سے ایک قرض کا مطالبہ ہے۔ یہ حسین کا ایک قرض ہے تم سب پر۔ قرض کیا ہے محبت۔ اس قرض کا مطالبہ ہے۔ میں اس قرض کو پورا کرنے کیلئے آیا ہوں یہ حکم ہے قرض کا کہ قرض خواہ اگر مانگے اور وہ قادر ہے تو فوراً ادا کرنا چاہئے ایک مرتبہ روح پھونک دی۔ ظہیر ابن قین نے۔ یہ اصحاب نے کیوں اپنے کو حسین علیہ السلام کے قدموں پر قربان کر دیا۔ ان میں کل کے کل عباس اور علی اکبر جیسے نہیں تھے۔ اس میں سب عالم نہیں تھے۔ اس میں سب ہاشمی نہیں تھے۔ سب اس میں سید نہیں تھے۔ اس میں امتی بھی تھے۔ کالے۔ گورے سید۔ ہاشمی غلام بھی تھے۔ ہر عمر کے اس قافلے میں موجود تھے۔ جتنے رشتے ہیں۔ وہ سارے رشتے اس قافلے میں موجود ہیں۔ چھوٹے بڑے سب موجود ہیں۔ میرا ایک سوال ہے اس مجمع سے کہ دوسری محرم کو یہ قافلہ وارد سرزمین کربلا ہوا۔ اور 28 رجب کو مدینے سے نکلا اور دسویں کو شہادت اور اس کے بعد یہ شام پھر مدینے واپس انصاف سے آپ فرمائیں کہ حسین کے اصحاب و انصار میں کہیں بھی کسی حالت میں۔ مدینے سے اور پھر واپس ہونے

تک۔ کہیں ان میں کوئی اختلاف۔ آپس میں کوئی جھگڑا ہوا ہے۔ کوئی کسی سے بگڑ گیا۔ ہو کسی نے کسی کو برا بھلا کہا ہو۔ کسی نے کسی کی شان میں گستاخی کی ہو۔ کہیں کوئی لڑائی جھگڑا حالانکہ سفر میں اچھے اچھے لوگوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ موسم بھی دیکھا۔ گرمی بھی سردی بھی مگر کوئی لڑائی نہیں ایسا اتحاد آدم سے لے کر آج تک تمام انبیاء کے اصحاب میں ایسا اتحاد نہیں ملے گا۔ جیسا حسین کے اصحاب و انصار میں۔ یہی وجہ تھی کہ حسین نے اصحاب کو دیکھ کر کہا کہ جیسے میرے اصحاب و انصار ہیں۔ میرے نانا کے اصحاب بھی ایسے نہ تھے۔۔ اس کی بعد ہمارا مجمع سب سے زیادہ اس ذکر کو سنتا ہے۔ تو اس میں تو کہیں اختلاف نہیں ہونا چاہئے کہ ماں کی پیٹ سے واقعہ کربلا سن رہے ہیں اور اختلاف کا یہ عالم۔ کہ ایک عالم دوسرے عالم کو نہیں دیکھ سکتا ایک نوحہ خواں دوسرے نوحہ خواں کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک مرثیہ خواں دوسرے مرثیہ خواں کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک انجمن دوسری انجمن کو نہیں دیکھ سکتی۔ یہ کیا بات ہے بگڑ گئے تو ایک انجمن سے دو انجمنیں ہو گئیں۔ ذرا سا اختلاف ہو گیا اس مجلس کے بعد فوراً" دوسری مجلس رکھ دی۔ یہ اختلاف کیا اور کیوں۔ آپ یہ تو دیکھیں کہ امام حسین کیا چاہتے ہیں۔ یہ تو دیکھیں کہ اصحاب حسین میں اتنا اتحاد اور ہم میں اتنا اختلاف۔ وہاں اتنا اتحاد کیوں۔ وہاں انکی نگاہوں کے سامنے حسین تھے حسینیت تھی۔ وہ تو محبت حسین میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ تو یہ چاہتے تھے کہ اپنے محبوب حسین کو کسی طریقے سے بچاؤ اور حسین کے قدموں پر اپنے آپ کو نثار کرو آپ ان کی گفتگو سنیں۔ ظہیر کی گفتگو دیکھئے عباس کے پاس آتے ہیں۔ عباس معلوم ہے آپ کے والد نے آپ کی والدہ سے کس لیے شادی کی تھی۔ تو عباس نے ایک مرتبہ انگڑائی لی اور کہا اتشجعنی یا ظہیر شہدا کی تکلیف یہ تھی کہ وہ حسین کے قدموں پر۔ حسین کے استغاثہ پر اپنی جانیں

قربان کر دیں۔ یہ حسین کی۔ نصرت کی اور ہماری اور آپ کی نصرت کیا ہے کیا ہم ان سے بھی گئے گزرے ہیں کیا ایک قطرہ آنسو کا ہماری نگاہوں سے نہیں آتا کیا ایک قطرہ آنسو کا ہم حسین کی نصرت میں نہیں بہا سکتے۔ حسین کے کہنے پر عمل نہیں کر سکتے۔ حسین کی سیرت میں اپنی سیرت کو ہم نہیں ڈھال سکتے۔ دیکھئے حسین کیا چاہتے ہیں۔ آپ یاد رکھیئے گا یہ مجلس سید الشھدا۔ یہ فرش حسین ہے آپ کبھی یہ نہ سمجھئے گا کہ جب تک حسین کا اشارہ نہ ہو۔ حسین نہ چاہیں یہ آپ اس فرش عزا پر قدم نہیں رکھ سکتے۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ حسین نے آپکو کیوں بلایا ہے۔ آنے سے پہلے اس فرش عزا پر قدم رکھنے سے پہلے۔ آپ سوچیں فکر کریں۔ اس کے بعد قدم رکھیں۔ کہ آپ مجرم تو نہیں ہیں۔ کھل کر کیوں نہ کہہ دوں۔ آپ اگر مجرم ہیں تو آپ اس طرح اس فرش عزا پر قدم رکھیں۔ جیسے حر آئے تھے۔ سمجھ رہے ہیں۔ کیا کہہ رہا ہوں میں۔ وہیں پر کھڑے ہو کر پہلے قدم رکھنے سے پہلے سوچیں۔ اگر آپ نے حسین کا گناہ کیا ہے۔ لیکن ایک بات کہتا ہوں گناہ بہر حال ہر انسان سے ہوتا ہے سب سے بڑا گناہ مایوس ہو جانا۔ ناامیدی ہے۔ یاد رکھیئے گا کہ حر سے بڑا کسی کا کوئی گناہ نہیں۔ معلوم ہے حر نے کیا گناہ کیا۔ علی کی بیٹی زینت کا دل دکھایا تھا۔ معلوم ہے آپ کو۔ یہ کربلا میں گھیر کر حسین کو کون لایا تھا اجرکم علی اللہ لیکن اللہ رے دامن حسین میں وسعت۔ آتا ہے آیا اور سب سے پہلا کلمہ کیا کہا ہے معلوم ہے۔ آپ کو سب سے پہلا کلمہ۔ سمجھتا ہے کہ مولیٰ آیا ہوں آپ کی خدمت میں۔ کہا کوئی راستہ توبہ کا ہے میری۔ مولیٰ کوئی راستہ ہے میری توبہ کا کیا میں قابل عفو ہوں معاف کیا جا سکتا ہوں۔ دیکھئے حسین کو باخدا آپ فرش عزا پر قدم رکھنے سے پہلے سوچ لیجئے اگر آپ نے گناہ کیا ہے تو یہ کہہ کر آیئے مولیٰ میں اس فرش عزا پر قدم رکھ رہا ہوں۔ فرش عزا کیا ہے میرے لئے گنجائش

حدیث میں آیا ہے کہ اگر مجلس میں آیا تھا۔ تو اب مجلس سے نکلے گا کیسے ہو گا کو لدت امہ اس طرح سے جس طرح کہ ابھی ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر نکلا۔ پاک ہو کر نکلے گا۔ اور یہ ایک اعزاز اگر آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ ہمیشہ محبت کا مظاہرہ فرماتے رہے ہیں۔ تو قدم رکھیئے اس طرح سے فرش عزا حسین پر۔ کہ جس طرح سے حبیب آئے تھے۔ جب آئے تھے تو معلوم ہے کہ حبیب کے آنے سے مردوں میں اصحاب و انصار میں جو خوشی تھی۔ یہی معلوم ہوا ہے خیمے میں غلام تھا۔ خیمے میں معلوم ہوا ہے علی کی بیٹی عالمہ غیز معلمہ کو معلوم ہوا ہے کہ حبیب آ گئے فضہ کو بھیجا کہا جاؤ فضہ حبیب کو کہہ دو کہ علی کی بیٹی نے سلام کہا ہے۔ اجرکم علی اللہ۔

ایک جملہ معترضہ سمجھ لیجئے گا آپ یہ آپ سلام کرتے ہیں اسلام علیک یا ابا عبداللہ یا کسی اور کو کسی معصوم کو سلام کرتے ہیں اب معصوم کس طرح جواب دیتے ہیں۔ نکتے کی بات ہے یاد رکھئے قرآن کی آیت ہے کہ جس طرح کسی کو سلام کرو تو اس سے بہتر جواب دو۔ میں نے دیکھا کہ جب کوئی امام پر سلام کرتا ہے میں نے شرح میں دیکھا مظلوم کربلا پر جب کوئی سلام کرتا ہے تو ان کا جواب کیا ہوتا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں اس سلام کا کرنے والا اس کو کیا حاجت ہے تو وہ کہتے ہیں خدایا اس کی اس حاجت کو پورا کر دے سلام دعا ہے ان کی طرف سے بہتر سے بہتر جواب ہوتا ہے کشف الغمہ میں نے دیکھا کہ ایک کنیز تھی اس نے گلدستہ حسین کو لا کر دیا آپ نے لیا اور اس کنیز کو آزاد کر دیا ایک شخص بیٹھا تھا۔ اس نے کہا مولیٰ آپ نے اس ایک گلدستے پر اسے آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن نہیں پڑھا کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کے ساتھ بہتر احسان کرنا چاہئے اس نے گلدستہ مجھے دیا اب اس سے بہتر میری نظر میں کوئی چیز نہیں تھی کہ میں اسے آزاد

کر دوں۔ یہ آنسو یہ حسین سے معاملہ ہے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے مرنے پر آپ کے جنازے پر حسین آکر روئیں تو آپ حسین پر روئیے۔ جب بھی کوئی گھوڑے سے گرا یہ معلوم ہے حر کے ساتھ حسین نے کیا کیا ارباب عزا کچھ ہیں اس مجلس میں جن میں ماتم کرنے والے بھی ہیں نوحہ پڑھنے والے بھی ہیں۔ مرثیہ خواں بھی ہیں سن لیں۔ حسین نے وہ کون کون سے شہید ہیں جن کی لاش پر نوحہ پڑھا مرثیہ پڑھا نوحہ بتاؤں۔ آپ کو ایک تو حسین نے اپنے جوان بیٹے کیلئے کہا ابوک واخیک ارے تیرا باپ حسین نیزہ میں تنہا چڑھا ہوا ہے اجرکم علی اللہ اور دوسرے حسین نے جمعہ کا دن ہے امام زمانہ آج جمعہ کے دن کہیں ایک جگہ پر چین سے نہیں بیٹھے ہیں جمعہ کا دن مجلس عزا حسینی میں اور جمعہ کا دن کربلا۔ لیکن کربلا میں کہاں کسی ایک جگہ نہیں۔ کبھی خیمہ گاہ میں جاتے ہوں گے۔ دیکھتے ہوں گے یہ خیمہ بیمار کربلا کا ہے ارے اس خیمے میں زینب اور ام کلثوم تھیں اور کبھی بالا سر آتے ہوں گے اور کبھی حسین کے جواں بیٹے کی ضریح بغل میں لے کر اسلام علیک ابھا المظلوم وابن المظلوم۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے اور حسین نے نوحہ کیا اپنے جوان بھائی کی لاش پر لیکن کس طرح سے بتلاؤں آپ کو۔ ہاتھ کمر پر ہے حسین نے کس کی لاش پر نوحہ کیا ہے اپنے بھتیجے قاسم کی لاش پر۔ خدا کسی چچا کو بھتیجے کا یہ حال نہ دیکھائے حسین نے بھتیجے کی لاش پر بیٹھ کر ایک کلمہ کہا کہ تمہارے چچا پر یہ وقت بڑا دشوار ہے کہ تم اسے آواز دو ایک قلق تھا حسین کو کہ بھتیجے کی لاش گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آگئی تھی۔ اجرکم علی اللہ جمعہ کا دن عصر کا وقت ہے اور یقین ہے کہ امام تشریف فرماہیں اور کہاں کہاں نوحہ پڑھا حسین نے پھر کسی مجلس میں عرض کروں گا مولٰی آپ تو خون کے آنسو روتے ہیں ہم منتظر ہیں آپ کے ہم خدا

سے دعا کرتے ہیں خدایا وہ وقت ضرور آ جائے کہ ہم آپ کی زبان سے آپ کے جد مظلوم کے مصائب سنیں۔ امام آئیں گے مکہ سے پہلے جائیں گے مدینہ یہ روایت میں ہے اور اپنی جدہ ماجدہ کی قبر پر روئیں گے۔ جدہ ماجدہ کی قبر سے وہاں سے معلوم نہیں جدہ ماجدہ کو لے کر کربلا آئیں گے سارے عالم سے خطاب کریں گے دنیا میں جو کوئی جہاں کہیں ہو گا اس آواز کو سنے گا امام فرمائیں گے یا اھل العالم اے اھل عالم اے دنیا کے لوگو ان الحسین قتلوا عطشانا ارے میرے جدہ امجد حسین کو پیاسہ قتل کر ڈالا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چہارم

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الخ

پروردگار عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے کس لیئے بھیجا تاکہ یہ لوگوں کو نجات دلائیں۔ مقصد بعثت بھیجنے کا مقصد لوگوں کی نجات ہے۔ اس لئے کہ لوگ جاھل بے خبر بے اطلاع ہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ کونسی چیز ہے جو انکی نجات کا باعث ہے اور وہ کونسی شہ ہے جو ان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ یہ لوگوں کو نہیں معلوم اس امر سے آگاہ کرنے کیلئے بتلانے کیلئے خداوند زمین و آسمان نے انبیاء بھیجے۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار یہ سارے انبیا آئے۔ ہر نبی نے اپنے زمانے میں اپنے عہد میں اپنے اپنے عصر میں اس زمانے کے تقاضے کے مطابق ایک شریعت پیش کی۔ کچھ اعمال مقرر کئے بتایا کہ یہ شریعت ہے اس پر عمل کرنے سے نجات ہے اور اس میں ہلاکت ہے اور اپنے اپنے زمانے کے مطابق قوانین بتلائے۔ اب آپ ذرا یہ سوچئے بتلائیں کہ لوگ پیغمبر کی شریعت پر عمل کریں رسول کی شریعت پر عمل کریں اور اس نبی سے محبت نہ کریں یعنی عمل تو کریں۔ ان کی نجات کیلئے شریعت آئی۔ اعمال آئے۔ اعمال تو بجا لائیں مگر خود صاحب شریعت سے محبت نہ کریں اس سے دشمنی۔ تو آپ بتلایئے کیا یہ عمل یعنی تنہا شریعت پر عمل بغیر صاحب شریعت کے محبت کئے ہوئے کافی ہے فائدہ دے گا۔ صلوات۔

شریعتیں کتنی ہیں شریعت پر عمل اور جم کر عمل بلکل درست یعنی ٹھیک عمل کرے اور کوئی عمل ترک نہ ہو جس طرح سے صاحب شریعت نے بتلایا اس پر عمل کرے مگر صاحب شریعت سے محبت نہ کرے صاحب شریعت سے دوستی نہ ہو۔ انصاف سے فرمایئے کیا

یہ عمل اس کو نجات دلائے گا تنہا عمل بغیر صاحب شریعت کی محبت کے ۔یہ تو معمولی بات ہے جس میں تھوڑا سا بھی شعور ہو گا وہ اسے جان لے گا اور سمجھ لے گا کہ اس عمل کا کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو گا۔ تنہا اعمال پر اعتماد کر لینا عمل پر بھروسہ رکھنا نجات کا۔ کہ عمل نجات کیلئے کافی ہے یاد رکھئے تنہا عمل کافی نہیں ہے عمل کیا ہے زحمت کی۔ دنیا میں وقت ضائع کیا۔ آخرت میں بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے خسرت الدنیا والاخر دنیا میں بھی محنت کی اور آخرت میں بھی یہ اعمال اس کی خسارت کا باعث ہوں گے۔ وہاں وہ کہے گا کاش میں نے دنیا میں یہ عمل نہ کیا ہوتا۔ کاش میں نہ کرتا مجھ سے تو وہ اچھے جنہوں نے عمل نہیں کیا وہاں میدان حشر میں جانور بھی محشور ہو رہے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے قصاص لے رہے ہیں تو یہ دیکھ کر کہیں گے اے کاش ہم بھی حیوان ہوتے یا مٹی ہوتے قرآن کہتا ہے یقولوالکافرین کافر کہیں گے اے کاش میں مٹی ہوتا دنیا میں زحمت بھی کی۔ اس زحمت کا یہاں فائدہ نہ ہوا۔

عمل کافی نہیں صرف عمل اور یہ عمل کبھی کبھی وبال جان ہوتا ہے ٹھیک ٹھاک ہو عمل اس میں کوئی نقص نہ ہو پھر بھی وہ فائدہ نہیں دے گا۔ مثال سے سمجھ لیجئے اس وقت مطالب کا ایک طوفان ہے ذہن میں۔ چاہتا ہوں کہ معین ہو جائے ۔ مسئلہ ہے آپ اہل علم سے پوچھتے رہتے ہیں۔ مجھے بھی حق ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک شخص اس نے نماز ادا کی اور نیت نہیں کی بغیر نیت صادقہ کے قربتہ الی اللہ نہیں کہا۔ نماز پڑھی کیا فرماتے ہیں آپ۔ اس نماز کے بارے میں یہ نماز صحیح ہے۔ کیوں اس لئے کہ نماز پڑھی بغیر نیت۔ باوضو بھی ہے باطہارت ہے قیام رکوع سجدے بھی ٹھیک۔ سب کچھ ٹھیک نیت نہیں کی نماز کی۔ کوئی ہے جو کہے نماز صحیح ہے ۔ یہ اتفاق ہے مسلمانوں کا جملہ فقہاء کا اتفاق ہے

اس بات پر کہ یہ نماز باطل ہے یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ روزہ رکھا بغیر نیت کے فرمائیے کہ یہ روزہ صحیح ہے سب کہتے ہیں کہ یہ روزہ باطل ہے۔ کیونکہ بغیر نیت کے ہے۔ صبح سے شام تک بھوکا رہا دن میں کچھ نہیں کھایا غروب آفتاب کے بعد کھایا۔ لیکن نیت روزے کی نہیں کی۔ لیکن جملہ مفطرات سے اس نے پرہیز کیا۔ کیا فرماتے ہیں یہ روزہ صحیح ہے۔ کیونکہ نیت نہیں کی ہے۔ یہ نماز یہ روزہ اس کو فائدہ نہیں دے گا۔ نیت جو عبادت کی روح ہے۔ جان ہے۔ بغیر اس کے وہ عبادت مردہ ہے۔ اس عبادت میں جان ہی نہیں ہے۔ تو جب مردہ ہے۔ تو قطع نظر اس میں نقصان ہے مردے کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے اس کو اپنے سے دور رکھیئے یا اس کو دفن کر دیجئے اس لئے کہ فائدہ نہیں۔ نقصان ہے اس کی بدبو سے ضرر پہنچ سکتا ہے۔ اس دنیا میں شامہ کثیف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس بدبو کا احساس نہ ہو۔ دیکھئے ہر مصداق شے میں یا خوشبو پائی جاتی ہے یا بو۔ اگر چیز اچھی ہے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس میں ان دونوں میں سے ایک نہ ہو۔ اللہ میں خوشبو ہے اگر اللہ میں خوشبو نہ ہوتی۔ تو حضورؐ کیسے فرماتے الھی انی اشم رائحہ الرحمان میں جانب الیمن سے خدا رحمان کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ جانب یمن سے اویس قرنی آئے تھے والدہ سے اجازت لی تھی۔ والدہ نے کہا تھا کہ جائیے زیارت کیلئے۔ اگر پیغمبر موجود ہیں زیارت کر کے آ جائیے۔ اور اگر موجود نہ ہوں تو آپ قیام نہیں کریں گے واپس آ جائیے۔ یہ آئے معلوم ہوا کہ حضورؐ مدینے میں تشریف نہیں رکھتے کب آئیں گے پتہ نہیں آپ یہاں حضورؐ کی زیارت ہے مستحب۔ سنت اور والدین کی اطاعت واجب۔ اب یہاں واجب ہے اور مستحب اگر واجب پر عمل کرتے ہیں۔ مستحب جاتا ہے۔ مستحب پر عمل کرتے ہیں۔ واجب جاتا ہے۔ کس کو ترجیح دینا چاہئے۔ واجب کو۔ کیوں اس لیئے امیر المومنین نے بھی فرمایا تھا لاقربتہ

بالنوافل ان اضراۃ الفرائض ان مستحبات کے ذریعے سے۔ ان مسنونات کے ذریعے سے۔ ان نوافل کے ذریعے سے۔ جو واجبات کو نقصان پہنچائیں ان کے ذریعے سے اللہ کے قریب نہیں ہوا جا سکتا۔ صلوات۔

جہاں امر دائر ہو جائے واجب اور سنت میں۔ تو واجب کو فوقیت حاصل ہے۔ آپ پیغمبر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ خوشبو ہے انی اشم رائحه الرحمٰن می جانب الیمن سے خدا رحمٰن کی خوشبو سونگھتا ہوں ۔ جانب یمن سے۔ آپ سے لوگوں نے بتلایا۔ کہ وہ ایسا آئے تھے۔ نبوت میں اور امامت میں بھی خوشبو ہے۔ کیونکہ امام حسین نے فرمایا انی اشتم عندک رائحه طیبته کان رائحته جدی رسول اللہ امامت میں ہے۔ نبوت میں ہے۔ اس طرح بدبو ہے عمل جس میں روح نہیں ہے۔ مردہ ہے۔ اس دنیا میں تو شامہ کثیف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بدبو کا احساس نہ ہو۔ لیکن میدان حشر میں تو یہ شامہ لطیف ہو جائے گا۔ وہاں تو بدبو فوراً ظاہر ہو جائے گی۔ یہ نماز جو بغیر نیت کے ہے۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ روزے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نماز تو اس نے پڑھی تو نیت نہ ہونے کے سبب سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور یاد رکھیے گا۔ عمل بغیر ولایت کے اقرار کے۔ بغیر محبت کے بطریق اولیٰ باطل ہے۔ صلوات۔

مردہ ہے کوئی اثر نہیں ہے عمل۔ جب تک اس میں روح محبت نہ پھونکی جائے۔ وہ بے جان ہے ۔ نماز کا کوئی اثر نہیں۔ اگر اس میں محبت روح نہ پھونکی جائے روزہ ہے حج ہے زکوۃ ہے خمس ہے یہ سارے عبادات ہیں جب تک روح محبت۔ اعمال میں نہ ہو۔ کوئی اثر عبادات کا ظاہر نہیں ہو گا اگر محبت نہیں ہے۔ بدن سے اگر روح نکل جائے۔ یہ ہاتھ

ہے یہ کتنے اعضاء ہیں۔ یہ سب ضائع ہو جائیں گے۔ سامعہ باصرہ ناطقہ لامسہ شامہ لیکن اگر روح ہے تو یہ سب اعضاء کام کر رہے ہیں۔ ہاتھ وہ اپنا کام کر رہا ہے۔ باصرہ آنکھ وہ اپنا کام کر رہی ہے۔ لیکن اگر روح نکل جائے یہ سارے اعضاء موجود لیکن بے کار۔ تو اسی طریقے سے اگر یہ روح ولایت محمد و آل محمد نہ ہو۔ تو کوئی اثر اس عبادت پر مرتب نہیں ہو سکتا صلوات۔

یہ ضروری ہے والذین کفرو و اعمالھم کفار ان کا عمل ایسے ہے۔ جیسے میدان۔ پیاسہ دور سے سمجھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے پانی ہے جب وہاں جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی نہیں ہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر روح ولایت اس میں نہ ہو۔ تما عمل جب آپ یہ سمجھ گئے۔ تو ایک حدیث آپ کے سامنے پیش کروں خم غدیر سے پہلے خانہ کعبہ میں مکہ میں۔ جبرائیل آئے۔ آپ مدینے کی طرف جا رہے ہیں۔ راستے میں جبرائیل آئے اور کہا کہ علی کی ولایت کا اعلان کر دیجئے۔ تو حضور نے تسامح سے کام لیا۔ میں بہت بچ کے لفظ کہہ رہا ہوں۔ پیغمبر نے تسامح سے کام لیا۔ فوراً آپ تبلیغ کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ یاایھاالرسول بلغ یہ پوری آیت ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل ہوئی۔ یہ پہلا ٹکڑا یا ایھا الرسول بلغ رسول پہنچا دو۔ تبلیغ کر دو۔ حضورؐ نے تسامح سے کام لیا جب سامح فرمایا تو دوسرا ٹکڑا آیت کا آیا۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالته اے میرے رسول اگر تم نے اعلان نہیں کیا فمابلغت رسالته اگر علی کی ولایت کا اعلان نہیں کیا تو اس کے کسی پیغام کو تم نے نہیں پہنچایا۔ یہاں آپ مطلب سمجھ لیجئے۔ وان لم تعفل فما بلغت رسالته اس کے کسی پیغام کو تم نے نہیں پہنچایا۔ کیوں جناب پیغمبراسلام کئی سال تک نماز کی تبلیغ پہنچا چکے اور لوگ عمل بھی کر رہے ہیں۔ پڑھ رہے ہیں نماز روزے

کی تبلیغ ہو چکی۔ حج کی تبلیغ ہو چکی۔ یہ ساری آیتیں اتر چکیں اقیموا الصلاۃ پیغمبر نے نماز کی تبلیغ کی اور انتہائے شدت کے ساتھ نماز کی اہمیت کو آپ نے بتایا کہ نماز کی کیا اہمیت ہے۔ نمازوں کی حفاظت کرو آیت آئی پیغمبر نے زور دیا تارک الصلاۃ لا یکون من امتی بے نمازی میری امت سے خارج ہے وشفاعتی میں اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔ نماز کی اہمیت بیان کی۔ شدت کے ساتھ اور خود بھی پڑھتے تھے فرماتے تھے صلوا کمارا تمونی اصلی نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھو لوگ پڑھنے لگے روزہ رکھ رہے ہیں حج للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا تمام عبادات کی تبلیغ کر دی۔ خداوند عالم یہ فرما رہا ہے وان لم تفعل اگر علی کی ولایت کا اعلان نہیں کیا۔ تو فما بلغت رسالتہ تو اس کے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا یعنی نماز جس کی تو نے تبلیغ کی ہے۔ لوگوں تک پہنچایا اگر تم نے علی کی ولایت کی تبلیغ نہیں کی۔ تو نماز کی تبلیغ نہیں کی۔ روزے کی تبلیغ نہیں کی۔ اگر علی کی ولایت کی تبلیغ نہیں کی۔ تو تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ حالانکہ پیغمبرؐ پہنچا چکے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ دارومدار رسالت۔ ولایت ہے۔ اور یہ ساری عبادتیں مقدمہ ہیں۔ ولایت کا۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ مقدمہ ہے ۔ بس پیغمبر نے اگر ولایت کا اعلان نہیں کیا تو کسی پیغام کو نہیں پہنچایا اس میں ان لم تفعل آیا ہے۔ ان لم تبلغ نہیں فرمایا۔ اگر تم نے تبلیغ نہیں کہ ان لم تقول اگر تم نے نہیں کہا۔ خاص خداوند عالم نے وان لم تفعل فرمایا کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ پیغمبر کو یہ حکم ہے کہ اے میرے حبیب تبلیغ کے ساتھ ساتھ تم بھی اس پر عمل کر کے دکھا دو۔ مرتبہ فعلیت میں۔۔۔ یہ طریقہ ہے ایک مثال سے آپ کو سمجھا دوں خدا کرے جو میں بیان کرنا چاہ رہا ہوں ایک طوفان ہے میرے ذہن میں وان لم تفعل عورتوں کی ایک صفت ہے اگر

وہ کسی سے بگڑ جائیں تو جو ان کے منہ میں آئے گا آپ انہیں روک نہیں سکتے۔ کسی میں دم نہیں ہے خدا نہ کرے کبھی عورت بگڑ جائے۔ صلوات۔

زلیخا بگڑ گئی۔ مصر کی یہ زلیخا کو کیا ہو گیا ہے۔ جو منہ میں آیا کہنا شروع کیا زلیخا نے منہ بند کرنے کیلئے عورتوں کی دعوت کر دی بلا لیا کھانے پر تمام عورتیں جمع ہو گئیں۔ تمام عورتوں کو ایک ایک چاقو دے دیا کہا میرا ایک دوست ادھر سے گزرے گا۔ جب وہ گزرے تو یہ لیموں کاٹ کر دے دینا اس کے بعد حضرت یوسفؑ کو حکم دیا کہ آپ تشریف لے آئیں تو قرآن یہ واقعہ نقل کرتا ہے کہ یوسف کے دیکھنے میں زنان مصر اس قدر محو ہوئیں کہ قطعن ایدیھن لیموں کے بجائے ہاتھ کاٹ لئے۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں زبان پر کیا ہے ماھذا بشر یہ بشر نہیں ہے۔ یہ عورتیں کہہ رہی ہیں۔ یہ تو کوئی مہذب فرشتہ ہے بشر نہیں ہے ان ھو الا ملک کریم یہ تو مہذب فرشتہ ہے۔ کہا پہچان لو۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم لوگ میرے بارے میں جو آتا تھا وہی کہتے تھے ۔ دیکھ لو اس طرح سے پہچنوایا۔ یہاں خداوند زمین آسمان نے حکم دیا میرے حبیب آج علی کو اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کر کے دکھلا کہ یہ دیکھو یہ وہی ہے علی۔ کہ جب میں کہتا تھا تمہارا منہ بگڑ جاتا تھا۔ پہچان لو یہ وہی علی ہے آج وہ یہ فرما رہا ہے وان لم تفعل فما بلغت رسالته اے میرے حبیب اگر تم نے ولایت کا اعلان نہیں کیا۔ تو جو کچھ تم پہنچا چکے ہو وہ سب بے کار۔ ان میں سے کسی کو تم نے نہیں پہنچایا اور تم آج سے میرے رسول نہیں ہو۔ مابلغت رسالته کسی پیغام کو نہیں پہنچانا۔ تو اب یاد رکھیئے گا اس بات کو کہ اگر پیغمبر اعلان نہ فرمائیں تو رسالت خطرے میں ہے یا نہیں۔ یاد رکھیئے گا اگر آپ ساری عبادتیں کرتے رہیں لیکن اگر یہ نہیں ہے۔ تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچانا۔ تنہا عمل بغیر ولایت کے

اقرار کے۔ معتبر کتابوں میں دعا موجود ہے تعقیبات نماز صبح میں ہے یہ بھی یاد رکھیئے گا کہ نماز دین ہے۔ ایک ایسی عبادت ہے کہ اس سے بھی ولایت کو اگر کوئی سمجھنا چاہے تو نماز سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے۔ نماز یہ خالص اللہ کی عبادت ہے۔ رکوع کسی غیر خدا کیلئے جائز نہیں۔ سجدہ غیر خدا کیلئے جائز نہیں ہے۔ نماز غیر خدا کیلئے جائز نہیں ہے۔ زیارت سید الشہدا کے بعد جو دعا ہے نماز زیارت کے بعد اس میں ہے اللھم لک صلیت و لک رکعت ولک سجدت لان الصلاۃ والرکوع والسجود لایکون الا لک خدایا میں نے نماز تیرے لئے پڑھی۔ سجدہ تیرے لئے کیا کیوں اس لئے کہ نماز رکوع اور سجود تیرے علاوہ کسی کیلئے نہیں ہے۔ غیر خدا کیلئے نہیں ہے۔ یہ خالص عبادت اللہ کی ہے جس میں آ کر عقل انسان کام نہیں کرتی یہ محمد و آل محمد کیا ہیں۔ اگر خالص اللہ کی عبادت میں محمد و ال محمد پر درود نہ پڑھا جائے تو نماز باطل ہے۔ من لم یصلی علیکم لا صلاۃ لہ اسی لئے صادق آل محمد کا ارشاد ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے ہماری ولایت کو قائم کیا من اقامت الصلاۃ فقد اقام ولایتی دیکھئے یہ خیر العمل کا لفظ دو مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ اعلان ولایت کیلئے غدیر کے مقام پر استعمال ہوا حی علی خیر العمل اور یا نماز کیلئے ہے علی خیر العمل۔ صلوات۔

تو جس نے نماز کو قائم کیا اس نے میری ولایت کو قائم کیا ہر ایک کا درجہ ہے ہر ایک کا مرتبہ ہے رتبے سے گھٹانا یہ بھی جرم ہے اور رتبے سے بڑھانا یہ بھی جرم ہے یاد رکھئے گا اسی طرح نماز کا درجہ ہے نماز کو درجے میں رکھنا ہے۔ اسی طرح ولایت کا درجہ ہے۔ ولایت کو درجے میں رکھنا ہے۔ نماز کو ولایت کے درجے میں نہیں ہونا چاہئے۔ ولایت کو نماز کے درجے میں نہیں ہونا چاہئے۔ صلوات۔

نماز حج کی تعقیبات میں ہے ان علی امیرالمومنین قاتل المشرکین مجاہد المارقین امامی و صراطی و حجتی و محجتی یہ دعا کے فقرے ومن لا اثق بالاعمال الظاہرۃ الا بولایتہ والاعتماد بہ والاقرار بفضائلہ والقبول بحملتہ والتسلیم رواتہا جن کے یہ اوصاف ہیں۔ علی میرے امام ہیں۔ یہ میری صراط کا راستہ ہیں۔ علی وہ ہیں کہ میں اعمال ظاہری اگرچہ وہ صاف ستھرے پاک و پاکیزہ ہوں ان پر میں اعتماد نہیں کرتا اور میں اعمال کو نجات دلانے والا نہیں سمجھتا۔ اگرچہ وہ صالح ہوں۔ الا بولایتہ مگر علی کی ولایت کے ساتھ یعنی اعمال کو تنہا بغیر اس کی ولایت کے میں اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ صلوات۔

تو معلوم ہوا کہ تنہا عمل قابل قبول نہیں تو اللہ نماز بغیر ولایت کے نہیں چاہتا۔ روزہ بدون ولایت نہیں چاہتا۔ حج بدون ولایت نہیں چاہتا۔ جہاد بدون ولایت نہیں چاہتا۔ وہ نماز کونسی نماز چاہتا ہے وہ نماز باولایت چاہتا ہے صلوات۔

ولایتِ روح عبادت ہے روح اعمال۔ اعمال کی جان ایک بات اور عرض کر دوں ایک بات میرے کان میں آگئی تھی میں تو کچھ اور عرض کرنا چاہ رہا تھا بہر حال ہر ایک کا ایک رتبہ ہے۔ ہر ایک کا ایک درجہ ہے۔ اس کو اس کے رتبے میں رکھنا چاہئے روح اعمال یہ محمد و آل محمد کی ولایت ہے اور واضح کر دوں یہ تمام عباداتیں یہ بمنزل جسم کے ہیں. اور یہ جسم کی روح ۔ اور جب تک روح ولایت نہ آئے تو کوئی اثر بھی ظاہر نہیں ہے۔ قبول ہی نہیں ہے۔ فرق سمجھ لیجئے ولایت اور عبادت کے درمیان میں فرق ہے فضیلت اور کمال فضیلت میں وہی فرق ہے جو روح اور بدن میں ہے۔ روح کو فوقیت بدن پر بدرجہ اولی حاصل ہے۔

روح ہے مجرد اور بدن یہ مادی۔ روح کو جو فضیلت حاصل ہے وہی ولایت کو حاصل ہے یہ افضل ہے بہتر ہے روح جو کہ امر ربی ہے توجہ رکھئے عبادات بمنزل جسم کے ہیں۔ عبادت میں ایک ہے توبہ۔ یہ بھی ایک عبادت ہے جو کہ اہم ہے توبہ کے معنی کیا ہیں یعنی گناہ سے نادم ہونا۔ پشیمان ہونا کوئی گناہ ہو گیا اب پشیمان ہیں یہ ہے توبہ۔ یہ توبہ بہت بڑی عبادت ہے کہ قرآن کہتا ہے ان اللہ یحب التوابین اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یعنی توبہ کرنے والا اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے اور تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اجماع ہے توبہ کے بارے میں۔ سب نے اس کو لکھا دیکھئے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا صحاح ستہ کتب اربعہ سب کتابیں اٹھا کر دیکھئے آپ سب نے لکھا کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا مانند اس شخص کے ہے۔ جس نے گناہ ہی نہیں کیا۔ یہ حدیث سب نے لکھی یعنی اس نے بالکل گناہ نہیں کیا۔ توبہ عبادت جو بمنزل جسم کے ہے تو جسم کی یہ خاصیت کہ گناہ سے وہ بالکل پاک کر دیتا ہے۔ تو ولایت جو روح ہے وہ کس قدر پاک کر دے گی۔ واولئک یبدل اللہ سیتھم حسنا یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دیتا ہے صلوات۔

ولایت اور محبت ان کی۔ ناقص کو کامل بناتی ہے۔ میرے سامنے بے شمار حدیثیں ہیں ولایت ایک اہم عبادت ہے۔ دیکھئے کسی عبادت کے بارے میں اللہ نے اپنے حبیبؐ سے یہ نہیں کہا کہ اے میرے حبیبؐ اگر تم نے نماز کی تبلیغ نہیں کی۔ تو میرے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اے میرے رسول اگر تم نے روزے کی تبلیغ نہیں کی تو میرے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ کسی عبادت کے بارے میں نہیں۔ سوائے ولایت کے کہ میرے حبیبؐ اگر تم

نے ولایت کی تبلیغ نہیں کی تو تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اب نکتے کو سمجھئے یہ راز ہے کہ رسول اسلام نے اپنی رسالت کی مزدوری ان کی محبت کو قرار دیا۔ صلوات۔

اجر رسالت ان کی محبت کو قرار دیا قل لا اسئلکم اجر الا المودتی فی القربہ۔ قرابت داروں سے محبت کرنا اب قرابت داروں کا دائرہ بہت وسیع ہے حضور کے قرابت داروں میں ابوجہل بھی ہے ابولہب بھی ہے لیکن یاد رکھیئے گا کہ ابوجہل رسول کا چچا نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے چچا تھے یہ غلط ہے تاریخ اٹھا کر دیکھئے بہر حال جو لوگ ابوجہل کو رسول اللہ کا چچا کہتے ہیں قیامت کے دن یہی ابوجہل ان سب کو اپنا بھتیجا بنائے گا۔ صلوات پڑھیں۔

حضور کے قرابت داروں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہمارے جیسے آدمی جنہوں نے دو چار کتابیں پڑھ لیں مولانا بن گے۔ لوگوں نے کہا جی ہم نے مولانا صاحب سے حد یثوں میں سنا تھا۔ میں مولانا کا قرابت دار ہوں مولانا کا رشتہ دار ہوں اور مولانا کو خبر بھی نہیں ہے تو جو خاتمیت کے درجے پر ہو۔ ہر شخص چاہے گا کہ رشتہ جوڑو بلند آواز سے درود پڑھیں۔

تبت یدہ ابی لھب ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اس کا ستیاناس ہو جائے حضور کے قرابت دار تو عباس ہیں عبدالمطلب ہیں۔ یہ مراد نہیں ہے حضورؐ کے قرابت دار مخصوص ہیں۔ ان میں علی ہیں فاطمہ ہیں حسن ہیں حسین ہیں جس نے ان سے محبت کی اس نے اجر رسالت ادا کیا۔اور جس نے ان سے محبت نہیں کی اس نے اجر رسالت ادا نہیں کیا۔

ولایت ایک ایسا درد ہے دیکھئے ہر دکھ اور درد کا علاج ہے مختصر سا تعارف آپ اتنا سمجھ لیجئے کہ صاحب ولایت یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام شب ہجرت بستر رسول پر آپ

نے جو دعا پڑھی اس دعا میں بر ضاء اہلبیت نبیک کہ امیرالمومنین نے کہا اے پرودگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اہل بیت نبی کی ولایت کا واسطہ دے کر۔ آپ سمجھیں یہ ولایت ہے کہ رات بھر لوگ سمجھ رہے ہیں۔ دعا کا اتنا اثر تھا کہ رات بھر لوگ یہی سمجھتے رہے کہ نبی سو رہے ہیں صلوات۔

کہ نبی سو رہے ہیں تو میں حیران ہوں پریشان ہوں کہ لوگ کیسے کہتے ہیں غلو کا مسئلہ کیا ہے سمجھ میں نہیں آ رہا ہم کیوں غلو کرنے لگے بھئی پہچانیئے رات بھر جن لوگوں نے علی کو نبی سمجھا ہم ان کو مشرک کہتے ہیں کیا ہم علی کے بارے میں غلو کریں گے۔ صلوات۔

ہم علی کو ان کے درجے سے بڑھائیں گے علی کو علی کے درجے سے کوئی نہیں بڑھا سکتا۔ بہرحال اجر رسالت دیکھیئے اللہ کے مدد کرنے کے طریقے ہیں آپ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے خداوند زمین آسمان نے حضرت آدم کی مدد۔ اللہ نے گریہ کے ذریعہ حضرت نوح کی مدد طوفان میں۔ حضرت ابراہیم کی مدد آگ کو گلزار کیا۔ یا نار کونی برداو سلاما اور حضرت عیسی کو بلا لیا۔ حضرت یعقوب کی مدد اور فخر حبیب کی مدد چار لوگوں کے ذریعے سے کی۔ حمزہ ابوطالب یہ اپنے حبیب کی مدد کی ہے۔ اور دو ابن عم جعفر علی کے ذریعے سے کی۔ عورتوں میں جناب خدیجہ کے ذریعے سے کی۔ علی کی مدد سلمان۔ ابوذر۔ مقدار۔ عمار یاسر ان کے ذریعے سے کی امام حسن کی مدد اصحاب کے ذریعے اور امام حسین کی مدد اللہ نے کس کے ذریعے سے کی بتلاؤں آپ کو دو بہنوں کے ذریعے سے کی۔ نام لوں میں۔ آپ کے سامنے آپ یقین مانیئے کیا عرض کروں آپ کو۔ کہ محرم کی چوتھی تاریخ ہے کائنات میں ہر طرف آپ مشغول عزا ہیں۔ ایسا نہیں ہے اس

وقت کائنات کی زبان پر حسین ہیں اور حسین کی زبان پر کیا ہے حسین کی زبان پر زینب زینب۔ زینب کے ذریعے سے مدد کی خدا نے وہ زینب جس نے اپنے دونوں بیٹوں کو حسین کے قدموں پر نثار کر دیا یہ زینب کے بیٹے یہ دونوں شہید ہوتے ہیں اور ان کی لاشیں در خیمہ پر لائی جاتی ہیں کسی نے خیمے میں یہ خبر دی کہ شہزادی آپ کے دونوں بچے مار ڈالے گئے۔ لاش خیمے کے باہر ہے با خدا زینب نے پہلے پوچھا کیا میرے بھائی پر قربان ہو گئے۔ کہا گیا ہاں اپنی جانوں کو آپ کے بھائی پر نثار کر دیا۔ خوش ہو گئیں اس کے فوراً بعد کسی نے خبر دی کہ آپ کا بھتیجا قاسم مار ڈالا گیا۔ لاش در خیمہ پر ہے۔ زینب خیمے سے باہر نہیں نکلیں۔ لیکن جب خبر دی گئی تو قاسم کی بہن فاطمہ وہاں پہنچی کہ میرا بھائی مار ڈالا گیا بہن فاطمہ باہر آئیں اور اپنے بھائی قاسم کی لاش پر اپنے کو گرا دیا اور ایک ایسا نوحہ کہا کہ کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے سنا ہو اور نہ رویا ہو۔ کوشش بہت کی گئی کہ بہن اپنے بھائی کی لاش چھوڑ دے۔ مگر کسی طرح سے لاش چھوڑنے کو تیار نہ ہوئی۔ کسی نے پوچھا یہ کون ہیں تو کہا گیا ھذا فاطمہ اخت القاسم یہ فاطمہ قاسم کی بہن ہے اجر کم علی اللہ۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے دیکھئے شہداء کے زخموں کا تذکرہ یہ سب ہوتا رہتا ہے۔ شہداء کربلا کی پیاس پر زینب کی پیاس کو فوقیت حاصل ہے زینب اپنے بھائی کی پیاس سے زیادہ پیاسی تھی۔

شہداء کربلا میں یہ تین دن کے پیاسے نہیں ہیں ساتویں سے پانی بند ہوا۔ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو اٹھویں کو آئے۔ حسین سے ملاقات کی کچھ نویں کو آئے ہیں اور کچھ عاشور کے دن آئے ہیں ساتویں سے پانی بند تھا جب تک روح کا تعلق جسم سے ہے پیاس کی تکلیف ہے علی اکبر پیاس سے تڑپتے رہے۔ وقت شہادت حسین کا شیر خوار بچہ

پیاس سے بے چین رہا کب تک۔ وقت شہادت تک۔ اور حسین اپنی سوکھی زبان دیکھاتے رہے۔ وقت شہادت تک حسین اولاد حسین و اصحاب حسین یہ کب تک پیاسے ان کی پیاس معتبر روایات میں ہے کہ پیغمبرؐ اور علی ساقی کوثر یہ جام آب لیئے کھڑے تھے۔ تو پیاس کا سلسلہ کب تک رہا عصر عاشور تک۔ جب فضاء میں آواز گونجی الا قتل الحسین بکربلا یہ پیاس کی تکلیف ختم ہو گئی جام آب تیار ہوا لیکن عصر عاشور کے بعد زینب اب بھی پیاسی تھی۔

لیلیٰ اب بھی پیاسی اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے کیوں زینب کی پیاس کا ذکر نہیں ہوتا۔ زینب کے ذمہ میں حسین کے ننھے ننھے بچوں کی حفاظت ہے کبھی زینب نے اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں پیاسی ہوں اجرکم علی اللہ کیوں نہیں کہا کہ بچوں کا دل نہ دکھے عالمہ غیر معلمہ نے اپنی پیاس کے بارے اپنی پیاس کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ لیکن اپنے بھائی سے جب رخصت ہونے لگیں ہیں جب کربلا میں جانے لگیں تو کہا تھا بھیا میں جا رہی ہوں ہو سکتا ہے کہ بہن ساری مصیبتوں کو تمھاری بھلا دے مگر ایک مصیبت۔۔۔ بہن کبھی نہیں بھول سکتی وہ کونسی مصیبت۔ بھیا تیرا فرات کے کنارے پیاسا ذبح ہونا۔ اجرکم علی اللہ۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے اور رولانے والوں میں قرار دے ارباب۔ عزا میں تیری پیاس کو نہیں بھول سکتی اپنی پیاس کا ذکر نہیں کیا اور حسین کی پیاس کیسی تھی۔ جن کو دیکھو حسین کی پیاس کا اثر اور خصوصیت کے ساتھ آپ کو پیغام دیا ہے حسین نے ایک تو اپنے بیمار فرزند کے ذریعے سے۔ امام زین العابدین کے ذریعے سے کہ میرے چاہنے والوں کو سلام اور یہ کہہ دینا کہ ان ابی قتل عطشانا میرا باپ پیاسا مار ڈالا گیا اور دوسرے کس کے ذریعے سے اس بچی کے ذریعے سے کہ کربلا

میں جس کی پیاس سے متاثر ہو کر عباس نے اپنے خیمے میں جانا بند کر دیا تھا۔ بچوں کی عادت ہے آپ صاحب اولاد ہیں آپ جانتے ہیں اور جو نہیں ہیں۔ خدایا انہیں صاحب اولاد فرمانا دیکھئے بچوں کی عادت ہے کہ جس سے چیز کے ملنے کی امید ہوتی ہے بچے اس کے پاس آتے ہیں عباس جب بھی خیمہ میں داخل ہوتے سکینہ عباس کا دامن پکڑ لیتی۔ چچا پیاس نے مار ڈالا۔ اجر کم علی اللہ آپ کو کربلا والوں کی پیاس کا اندازہ نہیں ہے میں واضح کرنا چاہتا ہوں آپ یقین مانئے میرے سامنے مصائب کا اس وقت ایک طوفان ہے کیا پیاس تھی پیاس کا یہ عالم خیمے میں زمین اس قدر گرم تھی کہ کتب مقاتل میں دیکھا کہ پانچ سو فوج مخالف کے افراد رات کو پانی لا لا کر گھوڑوں کی ٹاپوں پر بہاتے تھے۔ اس قدر گرمی تھی اور اندیشہ تھا کہ گھوڑے مر نہ جائیں تو جب یہ اشقیاء پانی لا کر اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں پر بہاتے تھے تو زمین سے غبار بلند ہوتا تھا اور وہ غبار اڑ اڑ کر خیمہ حسین کے پاس آتا تھا ننھے ننھے بچے در خیمہ سے دیکھتے تھے کہ اشقیاء دریا سے پانی لاتے ہیں اور گھوڑوں کے ٹاپوں پر بہا دیتے ہیں ایک مرتبہ حسین کا گزر در خیمہ سے ہوا تو کسی بچی نے کہا بابا یہ لوگ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ اجرم کم علی اللہ کہ یہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے جانوروں کا اتنا خیال ۔ ارباب عزا عالم یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے ننھے ننھے بچے ناخونوں سے زمین کھودتے تھے کہ کوئی حصہ زمین کا خنک نکل آئے تو بچے کیا کرتے کہ اپنا شکم زمین کے اوپر رکھ دیتے ایک مرتبہ زینب کی نظر پڑ گئی قریب آ کر دیکھا تو ایک بچہ پیاس سے مر گیا تھا اجرم کم علی اللہ ارباب عزا یہ ھل من ناصر ینصرنا کا اثر ہے جس پر آپ رو رہے ہیں۔ شہداء کی اس وقت تکلیف یہ تھی کہ حسین کے آواز استغاثہ پر خود کو حسین کے قدموں پر نثار کر دیں اور آپ کی تکلیف کیا ہے یہی آنسو بہانا۔ یہ حسین کی نصرت ہے انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ اس کا اجر ملے گا

شہداء کربلا اس منزل پر پہنچے کہ حسین باین عظمت و جلالت ایک مرتبہ حسین نے آواز دی شہداء کو کہا یا ابطال ارے اے شیرو اے بہادرو اے عباس اے علی اکبر مالی اناديكم ارے تمھیں کیا ہوگیا ہے دیکھو تمھیں کون پکار رہا ہے اجرکم علی اللہ دیکھو کون پکار رہا ہے حسین پکار رہا ہے اٹھو اٹھ کر مدد کرو اس کے بعد ایک کلمہ کہا ارے اے شیرو هذا بنات رسول اللہ ارے یہ رسول کی بیٹیاں ہیں اٹھو اور ان کی مدد کرو کٹے ہوئے بدنوں سے آواز آئی لبیک لبیک وسيعلم الذين ظلموا ای منقلب ينقلبون

مجلس پنجم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الخ

موجودہ زمانے میں جہاں لا دینی کی وباء عام ہوتی جا رہی ہے اسی طرح ایک طرف ایک وباء اور پھیل رہی ہے جو اس سے زیادہ مہلک ہے وہ یہ کہ احکام شرعیہ میں اپنی عقول کو لڑانا جیسے دیکھئے وہ احکام شرعیہ میں اپنی عقول کو لڑانے کا شوقین نظر آتا ہے۔ جب کہ عقل اس کی کام نہیں کرتی۔ وہ سمجھنا چاہتا ہے اپنی اس عقل سے جو مادیت کا شکار ہے وہ احکام شریعہ کے اسرار کو کیا سمجھ سکتا ہے کان میں ایک آواز ڈالی گئی۔ تاثر یہ دیا جا رہا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت یہ اتفاقی امر ہے۔ واقع کربلا ایک اتفاقی واقع ہے ہو گیا۔ جیسے دو آدمی لڑتے ہیں ایک غالب آ جاتا ہے ایک مغلوب ہوتا ہے جو غالب ہوتا ہے وہ حکومت سلطنت لے لیتا ہے۔ حسین اور یزید ان کی بھی اس طرح ایک اتفاقی جنگ تھی یزید غالب آیا یزید کے لشکر نے حسین کو موت کے گھاٹ اتار دیا شہید کر دیا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ امر اتفاقی نہیں ہے۔ حسین مظلوم کی شہادت اتفاقی نہیں ہے واقع کربلا یہ اتفاقی واقع نہیں ہے اگر واقع کربلا اتفاقی ہوتا اور حسین کی شہادت اتفاقی ہوتی تو دنیا کے دوسرے واقعات کی طرح یہ واقع بھی تاریخ کے اوراق کے سپرد ہو جاتا۔ بہت سے بادشاہ آئے لڑے جنگ کی اور ان کے نام بھی لوگوں کو ٹھیک معلوم نہیں ہیں اور یہ واقع کربلا جتنے دن گزرتے جاتے ہیں اتنی ہی زیادہ۔ آج کوئی ایسا بچہ بھی نہیں ملے گا جو واقع کربلا سے واقف نہ ہو۔ درود پڑھیں۔

اس مہنیہ میں کتنا ذکر ہوتا ہے واقع کربلا کا۔ شہادت امام مظلوم کا اتنا ہی اس میں

تازگی بڑھتی جاتی ہے یہ واقع کہنہ ہوتا ہی نہیں یہ مبالغہ نہیں ہے اور نہ غلو ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ جیسے قرآن آپ پڑھیں مسلسل بار بار پڑھنے سے جیسے قرآن قرآن کہنہ نہیں ہوتا اسی طرح سے واقع کربلا بار بار پڑھتے جایئے تازگی میں اضافہ ہوتا جاتاہے وہ پرانا نہیں ہوتا۔ درود پڑھیں۔

اس واقع کی تاریخ کو سمجھئے قادر مطلق نے عالم ارواح میں امام حسین سے امام حسین کے نفس کو خرید لیا تھا اور اس کی خبر بھی کی ان اللہ اشتری من المومنین یقیناً اللہ نے خریدا اشتری فعل ماضی ہے گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرتا ہے یقیناً اللہ نے خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے گزرے ہوئے زمانے میں خریدا من المومنین مومنین سے خریدا ان کے جان لی جانوں کو خریدا اور ان کے اموال کو خریدا اور دیا کیا بان لھم الجنہ اور ان کے لئے جنت قرار دی۔ یعنی جنت کے بدلے میں ان کی جانوں کو خریدا اسی طرح خریدا کہ تمام انبیاء اوصیاء آئمہ ان سب کو بتایا۔ خبر دی واقع کربلا کی۔ یہ صرف ہمارے نبی ہی کو بیان نہیں کیا گیا تمام انبیاء سے اس کو بیان کیا واقع ہونے سے پہلے۔ حضرت آدم سے بیان ہوا حضرت نوح سے بیان ہوا تورات میں ہے انجیل میں قرآن میں تمام آسمانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے کوئی آسمانی کتاب واقع کربلا کے ذکر سے خالی نہیں۔ آپ کبھی یہ خیال نہ کیجئے گا کہ صرف قرآن میں ہے۔ یہ واقع تمام کتابوں میں ہے اس لئے فرمایا وعدا الیہ حقا فی التورات والا نجیل والقر آن صرف میں ہی نہیں۔ توریت انجیل میں بھی ہے تو یہ واقع کربلا۔ یہ کوئی اتفاقی واقع نہیں۔ امام حسین کی شہادت اتفاقی نہیں۔ اگر اتفاقی ہوتی بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں لوگ انہیں فراموش کر دیتے ہیں۔ یہ بھی فراموش کر دیا جاتا۔ یہ امر حتمی ہے کہ واقع تھا ہو گیا درود پڑھیئے۔

اس واقع کے اثرات دیکھئے اس مجلس میں بیان کروں جب امام حسین وقت آخر اپنے نانا کی قبر سے رخصت ہونے آئے اور نانا کی قبر پر سر رکھ دیا نیند آ گئی اب نانا سے خطاب کیا کہ آپ مجھے قبر میں لے لیجئے پیغمر اکرم نے فرمایا بیٹا اخرج الی العراق ان اللّٰہ شاء ان یراء قتیلا و معمنا بدمک وان لک درجہ الا بشھادۃ بیٹا عراق کی طرف جاؤ کیوں کہ اس لئے کہ مشیت الٰہی اور اس کا حتمی ارادہ اس امر سے متعلق ہے کہ تم شہید کیئے جاؤ اور اپنے خون میں آلودہ ہو اور یقیناً" ایک درجہ ہے تمہارا کہ لاتنالھا جس کو تم پا نہیں سکتے اس درجے تک تم پہنچ نہیں سکتے مگر شہادت کی وجہ سے شہادت کے سبب سے بعض کتب مقاتل میں لن تنالھا ہے اور بعض میں لا تنالھا ہے کہ شہادت کے ذریعے سے ان اللّٰہ شاء اس میں اللہ کا حکم دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نے امر کیا یہ بھی نہیں فرمایا حکم اللہ کہ اللہ کے حکم دیا ہے۔ شہید ہونے کا۔ اوجب بھی نہیں فرمایا کہ اللہ نے واجب کیا ہے۔ یہ بھی نہیں فرمایا الزم بھی نہیں فرمایا کہ اللہ نے شہادت کو لازم قرار دیا ہے اور اس طرح کا کوئی صیغہ استعمال نہیں کیا بلکہ شاء فرمایا کہ اللہ کی مشیت یہ ہے۔ مشیت الٰہی سے مافوق کوئی شئے نہیں ہے بالا کوئی شئے نہیں ہے ان اللّٰہ خلق الاشیاء بالمشیتہ و خلق المشیتہ بنفسھا اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے اشیاء کو تمام چیزوں کو پیدا کیا اپنی مشیت سے مشیت کے ذریعے سے اور مشیت کو خود مشیت سے پیدا کیا تو مشیت سے مافوق کوئی امر نہیں کوئی شئے نہیں۔ تمام امور و اشیاء سے مافوق ہے مشیت اس لئے شاء فرمایا کہ امام حسین کی شہادت قضار متبرم تھی خود حسین شہادت تھے۔ یہ ظاہری جسم کا قتل ہونا یہ بڑا نہیں ہے۔ شہادت یعنی شھود عندالرب یہ معنی ہیں اور تمام حقائق اور دقائق اشیا کا علم بخو شھود۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں ۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ خدا لم

یزل ولم یزل اس نے روز اول ہی شہادت کا درس دے دیا تھا۔ یہ قضا و شہادت یہ قمص، قباء شہادت خیاط ازل نے پہلے ہی سے ان کو ان کے زیب تن کر دیا تھا۔ توجہ ہر شئے اپنے عالم میں کمال تک پہنچنے میں موقفتی ہے تکالیف۔ شدائد یہ ساری چیزیں ہیں ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شمع جب تک جلتی نہیں وہ دوسری چیز کو روشن نہیں کرتی جب جلتی ہے تب روشن کرتی ہے۔ لوہا جب تک گرم نہ کیا جائے آگ میں اس میں کمال بلندی پیدا نہیں ہوتا اسی طرح سے ساری چیزیں۔ وہ شہادت ایک امر حتمی ہے اس کے لئے یہ مصائب یہ تکالیف یہ شدائد ہونے تھے۔ درود پڑھیں۔

کما اخرج الی العراق، عراق سے مراد یہ ظاہری عراق نہیں ہے جس طرح سے قرآن اس کا ایک ظاہر ہے۔ ایک باطن ہے۔ قرآن یہ ایک معمہ ہے اس کا حل سوائے محمد و آل محمد کے کسی کے پاس نہیں ہے۔ سوال یہ ہے خداوند زمین و آسمان نے اس قرآن کو معمہ کیوں نازل کیا۔ ایسا نازل کر دیتا سب سمجھتے۔ یہ معمہ کیوں نازل کیا اس لئے معمہ نازل کیا تاکہ ہر شخص مجبور ہو محمد و آل محمد کی ڈیوڑی پر آنے پر--- ہر ایک کو یہاں آنا پڑے گا۔ اس لئے خدا نے قرآن کو معمہ نازل کیا تو اس طرح قرآن کے ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔ باطن 70 بطون۔ اسی طرح کلام معصوم۔ یعنی حدیث اس کے بھی ظاہر اور باطن ہیں۔ یہ حدیث قرآن سے کم نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ تو سنئے قرآن اور حدیث یہ حدیث بھی کلام خدا ہے کیا آپ نہیں پڑھتے وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی یہ قرآن خود کہتا ہے کہ یہ حدیث بھی قرآن ہے میرا حبیب اپنی طرف سے کلام نہیں کرتا وہ تو ایک وحی ہے زبان اس کی ہے کلام میں کرتا ہوں تو حدیث بھی کلام اللہ ہے۔ ایک فرقہ ایسا پیدا ہو رہا ہے جس کا میں نے نام رکھا ہے ہوا پرست کہ وہ کہتا ہے

ہر بات کو کہ قرآن سے دیکھائیے قرآن میں کہاں ہے۔ ان کا فرمانا ہی یہ دلیل ہے کہ قرآن میں ہے۔۔ اگر قرآن میں نہ ہوتا تو یہ کبھی نہ کہتے ۔۔۔ درود پڑھئے ۔

قرآن اور حدیث مقام تحدی ہے چیلنج ہے قرآن۔ کیونکہ معجزہ بنایا گیا۔ یہ حدیث کیونکہ معجزہ نہیں ہے کلام ہے۔ الحاصل اگر میں نہ ہوتا خدا نہ ہوتا خدا نہ کہتا زبان اس کی ہے وہ جو چاہتا ہے کہتے ہیں اگر قرآن میں نہ ہو۔ تو کبھی بھی یہ نہ کہتے۔ تو جس طرح سے اس کا ظاہر اور باطن ہے۔ اخرج الی العراق تو ظاہر یہ ظاہری عراق ہے اور باطن اے حسین تمام تعینات اور تمام تکسرات سے منزہ ہو جاؤ اب خلق سے خالق کی طرف سفر کرو ۔ درود پڑھیں۔

مثال دے دوں حضرت موسیٰ کو خداوند عالم نے طور پر دعوت دی بلایا۔ جس طرح ہمارے نبی کریم کو دعوت دی کہ قاب قوسین اور ادنیٰ۔ معراج پر بلایا حضرت موسیٰ کو جب اس نے بلایا تو دو امر تھے۔ حکم تھے ۔ ایک ظاہری حکم تھا ایک باطنی۔ جناب موسیٰ کو دو طرح کا حکم دیا گیا تھا ظاہری حکم تو یہ تھا کہ فخلع نعلیک بانک فی الوادی المقدس طوٰی اے موسیٰ جوتیاں اتار کے آؤ۔ یہ وادی مقدس ہے اور باطنی حکم یہ تھا جناب موسیٰ کو کہ اپنے اہل بیت کی محبت دل سے نکال کر آؤ صرف میری محبت لے کر آؤ۔۔۔ یہ جناب موسیٰ کو باطنی حکم تھا کہ صرف میری محبت لے کر آؤ۔ اپنے اہل بیت کی محبت وہیں چھوڑ کر آؤ۔ ہمارے نبی کریم کو بھی دو طرح کا حکم تھا۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ ظاہری حکم تو ہمارے نبی کو یہ تھا کہ اے میرے حبیب جوتیوں سمیت آؤ۔۔ یہ تو ظاہری حکم تھا باطنی حکم یہ تھا کہ اپنے اہل بیت کی محبت لے کر آؤ جو عین دین ہے۔

صلوات۔

یہ حکم تھا دونوں پیغمبروں کو اس سے مستفاد ہوتا ہے۔ ظاہری اور باطنی سے اخرج الی العراق عراق ظاہری اور باطنی۔ اب سفر کرو خالق کی جانب۔ امام حسین سے سرکار دو عالم نے فرمایا ان لک درجتہ حسین تمہارا ایک درجہ ہے بغیر شہادت کے اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ درجہ کیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ کونسا درجہ ہے حسین امام ہیں امامت کے درجے پر فائز ہیں معصوم ہیں۔ درجات ہیں امامت ہے ولایت ہے وصایت ہے نبوت ہے رسالت ہے اولوالعظم ہے اور خاتمیت۔ حسین امامت کے درجے پر فائز ہیں عصمت کے درجے پر فائز اور تمام کمالات۔ ان میں بالفعل موجود۔ تو یہاں کونسا درجہ ہے جو شہادت کے ذریعہ حاصل ہوا۔ یہ سمجھنا چاہئے۔ کونسا درجہ ہے۔ امام ہیں امام کو کیسا ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ کوئی نقص نہ ہو۔ امام کو تمام عیوب سے پاک ہونا چاہئے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں ہونا چاہئے تمام کمالات اس میں بالفعل موجود ہوں تمام کمالات سے خداوند عالم ان کو آراستہ کر کے پیدا کرتا ہے۔ ابھی آپ سن رہے تھے۔ علم یہ بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ علم وہیں سے پڑھا کے ان کو بھیجا جاتا ہے اور اس دنیا میں آنے کے بعد یہ کسی کے سامنے زانو تلمذ نہیں کرتے۔ کسی سے پڑھتے نہیں یہ وہاں سے پڑھا کے بھیجے جاتے ہیں علمہ الشدید القوی پڑھا کر بھیجتا ہے اور ضرورت بھی نہیں ہے یہاں پڑھنے کی۔ مثال سے سمجھ لیجئے دیکھئے یہ چراغ جو تیل سے جلتا ہے اس کو آپ جلائیں ماچس یا آگ ہوگی۔ تب آپ اسے جلائیں گے بغیر اس کے چراغ نہیں جل سکتا۔ لائیٹیں بغیر بٹن کے جل نہیں سکتیں۔ کیوں اس لئے کہ اس چراغ کا تعلق مادہ نور سے منقطع ہو چکا ہے۔ لہذا وہاں ضرورت ہے تو جہاں یہ تعلق برقرار رہتا ہے وہاں ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو علم

لینے کی کیا ضرورت تھی ان کا تو تعلق کبھی خدا سے منقطع ہی نہیں ہوا۔ ان کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ بہر حال امام ہیں۔ عہدہ امامت پر فائز ہیں۔ معصوم ہیں۔ اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ و مبرا ہیں پھر وہ کون سا درجہ ہے۔ کیا شہادت کے بعد حسین مرتبہ نبوت پر فائز ہو گئے نبوت ایک بہت بڑا درجہ ہے۔ نبوت سے مافوق رسالت ہے۔ رسالت سے مافوق اولوالعظم ہونا۔ اولو العظم کے مافوق کیا ہے۔ خاتمیت خاتم ہونا یہ خاتمیت قوس صعود کا نکتہ آخر ہے۔ امکان اور ممکن کی ترقی کا نکتہ آخر ہے ۔اس کے بعد کچھ نہیں۔ جس طرح ایک وقت میں دو خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک وقت میں دو خاتم النبین نہیں ہو سکتے۔۔ یہی وجہ تھی کہ خالق کا کوئی مثل نہیں۔ اس لئے خداوند عالم نے خاتم النبین کا مثل پیدا نہیں کیا۔ نکتے کی بات یاد رکھئے گا۔ یہ راز تھا جب براق جیسی برق رفتار سواری دے کر بلایا اور قاب قوسین پر بلایا۔ مہمان کو بلا کر ایسے ہی نہیں بٹھایا جائے گا کچھ بات چیت گفتگو ہوئی ہو گی تو یہ اتفاق ہے۔ کہ ایسی بدن عنصری میں پیغمبر گئے۔ایک ایسے مقام پر کہ کائنات ان کے زیر قدم وہاں پیغمبر سے گفتگو کلام کرنا ہے اور اللہ کے کلام کرنے کے کیا معنی ہیں کہ اللہ متکلم ہے۔ صفات ثبوتیہ یعنی وہ صفات کہ عقلاً" جن کا پایا جانا وجود میں ضروری ہے۔ ان میں ایک صفت کہ وہ عالم ہے۔ قادر ہے۔ حی ہے۔ متکلم ہے۔ تو متکلم ہونے کے کیا معنی ہیں۔ معنی ہیں موجد کلام۔ یعنی اللہ کلام کا ایجاد کرنے والا ہے ۔ درخت سے کلام ایجاد کر دیا کہا خدا کلام کر رہا ہے جیسے حضرت موسیٰ سے یا درخت میں یا پتھر میں یا کسی بھی چیز میں اللہ کے متکلم ہونے کے معنی یعنی اللہ موجد کلام۔ کلام کا ایجاد کرنے والا ہے اب یہاں کیونکر اور کیسے کلام ایجاد کیا جائے اپنے حبیب سے۔ اب جسم و جسمانیہ کا مسئلہ اور بتلانا یہ ہے کہ میں حبیب کو وہاں لے گیا جہاں کسی کی مجال نہیں کسی کا گزر ہی

نہیں ہو سکتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جبرائیل تو پیچھے ہی رہ گئے تھے۔ سدرۃ المنتہی پر یہ کہہ کر۔ لو دنوت انبلتہ لاحترقت اگر میں ایک انگلی بھی آگے بڑھتا ہوں تو خطرہ ہے تپش انوار الہٰی سے کہیں بال وپر جلس کر ہی نہ رہ جائیں۔ یہ ہے میری حد۔ میں اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر میں اپنی حد سے آگے بڑھتا ہوں تو اندیشہ ہے۔ جبرائیل نے۔ سید الملا ئکہ نے مسئلہ بہت اچھا حل کر دیا کہ دیکھو یہ یاد رکھو اپنی حد سے آگے بڑھنے کا نتیجہ جلنا ہے۔ کائن و من کان جو بھی اپنی حد سے آگے بڑھے گا جو بھی ہو گا جلے گا۔ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے اب خدا نے وہاں کیسے کلام کیا اللہ کے متکلم ہونے والا مسئلہ ۔اگر آنا"فانا" وہاں کوئی جسم خلق کر دیا جائے اور اس کے ذریعے سے کلام کیا جائے تو پھر اس میں نبی کی فضیلت اور انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ وہ جسم جو خلق کیا وہ افضل ہوا جا رہا ہے ۔ تو اب کیا ہے لہٰذا اب قدرت نے طریقہ نکالا۔ کلام کرنے کا کہ کوئی ایسا ہونا چاہئے کہ میرے حبیب کے جسم میں اور اس کے جسم میں کوئی فرق نہ ہو۔۔ جس کا گوشت اس کا گوشت ہو۔ درود پڑھیں۔

تو ان لک درجہ ایک درجہ ہے وہ کونسا درجہ ہے کیا امام حسین شہادت کے بعد رسول ہوں گے۔ یہ بھی نہیں ہے ۔ اولوالعزم ہوئے۔ خاتم النبی ہوئے نہیں۔ یہ تو کفر ہے نعوذ باللہ ایسا نہیں ہے۔ وہ کونسا درجہ ہے کہ حضور نے یہ بتلایا کہ ان لک درجہ حسین تمہارا ایک درجہ ہے۔ تم وہاں تک پہنچ نہیں سکتے الابالشہادۃ درجہ شہادت پر فائز ہونے کے بعد۔ تم اس تک پہنچ سکتے ہو وہ ملے گا درجہ۔ دیکھیے وہ درجہ طولی نہیں ہے عرضی ہے۔ خداوند زمین آسمان کا فیض غیر متناہی ہے۔ جو فیض بھی حاصل ہو اس کے مافوق فیض ہے۔ یہ کہیں نہیں ہو سکتا۔ یہ درجے سے مراد شفاعت کبریٰ کا درجہ ہے۔۔ شفاعت

کبریٰ قیامت میں شفاعت کرنے والے بہت ہوں گے مگر سب سے زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہو گی جن کی امام حسین نے شفاعت کی ہو گی ۔۔ دنیا میں جس نے بھی حسین سے تعلق پیدا کیا ہے۔ کسی طرح سے تو جب خطاب ہو گا یاایھا النفس الطمئنہ ارجعی الی ربک راضیتہ مرضیتہ جب ان کو حکم ہو گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تو امام حسین تنہا نہیں جائیں گے۔ دنیا میں جس نے بھی حسین سے ربط رکھا ہے۔ حسین سے ربط کوئی حسین پر رو کر تعلق رکھتا ہے۔ کوئی آکر رونے کی صورت بنا کر ربط رکھے۔ کوئی مجلس برپا کر کے ربط رکھے کوئی مصائب کوئی حسین پر رو کر تعلق رکھتا ہے کوئی آکر رونے کی صورت بنا کر ربط رکھے کوئی مجلس برپا کر کے ربط رکھے۔ کوئی مصائب بیان کر کے ۔ کوئی حسین کے نام پر پانی پلا کر۔ جس طرح سے بھی ہو حسین کو جب حکم ہو گا۔ حسین ان سب کو ساتھ لے کر جائیں گے کسی کو آپ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ حدیث میں دیکھا کہ ایک شخص آئے گا۔ محشر میں بہت پریشان۔ جدھر جائے گا کوئی اس کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا۔ ایک مرتبہ اس کے کان میں ایک آواز آئے گی کہ تم حسین کے پاس چلے جاؤ تم نے دنیا میں حسین سے کوئی معاملہ کیا۔ تو اس وقت اسے یاد آ جائے گا وہ حسین کے پاس آ جائے گا۔ حسین کے پاس جا کر وہ ذکر کرے گا۔ ہر وہ شخص جو مجلس میں روتا ہے۔ ایک نوشتہ اس کے نام پر لکھ کر رکھ دیا جاتا ہے فائل میں۔ نامہ اعمال میں لکھ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس میں لکھا ہوتا ہے ھذا اشتری بہ ابو عبد اللہ الحسین یہ وہ چیز ہے جس کو ابو عبداللہ حسین نے خریدا ہے دیکھئے ہر قطرہ اشک کا ھذا اشتری بہ ابو عبداللہ الحسین الحاصل تو شفاعت کبریٰ شہادت کے بعد ۔ خداوند عالم نے حسین کو دی ہے۔ اور بھی کچھ چیزیں خدا نے دی ہیں۔ ایک تو امامت آپ کی اولاد میں ہے الامام فی ذریتہ امام آپ

کی ذریت میں والشفاء فی تربتہ اور شفا آپ کی تربتہ میں واستجابتہ تحت قبہ اور تحت قبہ سید الشھدآء قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ مایوس نہ ہوں۔ آپ خصائص حسینیہ میں شیخ جعفر ششتری نے لکھا کہ جس جگہ حسین علیہ السلام کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔ اس جگہ کا حکم قبہ حسینیہ کا ہے۔ وہاں دعا رد نہیں ہوتی۔ اگر کوئی دعا کرے وہاں دعا رد نہیں ہوتی واستجابتہ تحت قبہ سید الشھداء دعا در نہیں ہوتی بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی دعا کرتا ہے اور جس دعا کو اللہ قبول کرنا چاہتا ہے۔ تو فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ فلاں شخص کی دعا تحت قبہ سید الشھدآء لاؤ یہاں سے بلند کرو۔ تو میں اس دعا کو قبول کروں گا۔کیوں دعا قبول ہے۔ اس لیے کہ یہ حسین کا بلایا ہوا ہے۔ حسین کا جہاں ہے اور امام حسین کے مہمان کی خواہش اگر رد ہو جائے۔ تو اس میں حسین کی دل شکنی کا اندیشہ ہے۔۔ اور حسین کی دل شکنی نہ اللہ کو منظور ہے۔ اور نہ اس کے رسول کو منظور ہے ان لک درجتہ وہ شفاعت کبریٰ کا درجہ ہے لن تنالھا الا بشھادہ وقت کم رہ گیا۔ آخری بات عرض کر دوں اسے آپ سمجھ لیجئے دیکھئے سرکار دو عالم نے آخری حدیث میں۔ آخری وقت یعنی وقت انتصار یعنی قبض روح کے وقت۔ فاطمہ موجود ہیں علی موجود ہیں حسنین موجود ہیں آپ نے حسین کو اپنے قریب بلایا وضمہ الی صدرہ اور حسین کو اپنے سینے سے لگایا اور ادھر فاطمہ تشریف فرما ہیں۔ علی ہیں حسین ہیں اس وقت حسین کو قریب بلایا سینے سے لگایا اور حسین کے آہستہ سے کان میں فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا عاشور کے دن میری امت کو بھلانا نہیں۔ میری امت بہت گناہ گار ہے امت کو فراموش نہ کرنا۔ یہ کہا حسین روئے۔ بہت روئے وفات رسول کے بعد امیر المومنین نے پوچھا کہ نانا نے کیا کہا تھا تم بہت روئے تھے۔ کہا نانا نے کہا تھا کہ عاشور کے دن میری امت کو نہ بھلانا۔ یہ حسین نے اپنے نانا کے

حکم پر عمل کیا۔ وہ آخری وقت امام فرماتے ہیں والشمر جالس علی صدرہ شمر امام حسین کے سینے پر ہے اس وقت خود یہ شمر راوی ہے کہتا ہے کہ میری نظر حسین کے لبوں پر پڑی جب تمام مقدمات میں طے کر چکا۔ میں چاہتا تھا کہ سر حسین کو بدن سے جدا کروں ایک مرتبہ حسین کے لبوں پر میری نظر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ حسین کے لبوں میں جنبش ہو رہی ہے حرکت ہو رہی ہے۔ تو مجھے خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ حسین میرے لیے بد دعا تو نہیں کر رہے تو اس نے کہا کہ میں نے جھک کر کان لگایا۔ تو میں نے سنا کیا سنا کہ حسین فرما رہے ہیں کہ خدایا میں نے اپنے وعدے کو پورا کیا۔ میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جوان بھائی دوں گا میں نے دے دیا۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے جوان بیٹے کو دوں گا میں نے تجھے دے دیا۔ میں نے اپنے شیر خار بچے کو دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے تجھے دے دیا۔ اب تو اپنا وعدہ پورا کر اب مجھے شفاعت کا موقع عطا کرنا۔ ارباب عزا بحار الانوار کے الفاظ ہیں کہ اب شمر چاہتا ہے کہ امام حسین کو قتل کرے فضاحک الحسین حسین بلند آواز سے ہنس دیئے۔ آپ نے غور کیا سوچا کہ امام حسین کیوں ہنس دیئے علامہ در بندی نے چھ سات وجہیں لکھی ہیں۔ اسرار الشھادہ میں امام حسین کے ہنسنے کی۔ مگر ان میں سے کوئی وجہ میرے ذوق کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے میں بیان نہیں کرتا جو وجہ ہنسنے کی میری سمجھ میں آتی ہے وہ آپ سن لیں اگر اس وقت آپ کو رونا نہ آئے تو نہ روئے گا اس لئے کہ رونے کا موڈ ہوتا ہے خود امام علی رضا علیہ السلام نے ابن شبیب سے فرمایا تھا کہ ابن شبیب دیکھو کہ جب موڈ ہو اور دل چاہے رونے کا۔ تو میرے جد امجد حسین پر رونا کیوں فانہ ذبح کما یذبح الکش اس لئے کہ میرے جد مظلوم حسین جانوروں کی طرح ذبح کر دیئے گئے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں

نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے یہ کیا فرما رہے ہیں امام علی رضا علیہ السلام۔ امام فرما رہے ہیں کہ جانور کو جب لوگ ذبح ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کوئی نہیں کہتا کہ تم کیوں ذبح کر رہے ہیں اسی طرح فرزند زہراء کو شمر ذبح کر رہا تھا اور سب دیکھ رہے تھے کسی نے نہیں کہا ارے شمر یہ کیا کر رہا ہے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے اگر ہو گا موڈ تو روئے گا ایک بات یاد رکھئے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی جانور کو نہر کے کنارے دریا کے کنارے پیاسہ ذبح کیا گیا ہو۔ اور نہ یہ دیکھا کہ کسی جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کا سر نوک نیزہ پر بلند کیا گیا ہو۔ اجر کم علی اللہ دو وجہ ہیں ہنسنے کی ایک وجہ ہنسنے کی یہ سمجھ میں آتی ہے کہ حسین یہ دیکھ رہے تھے کہ جب اسماعیل کو ابراہیم نے ذبح کرنے کے ارادے سے لٹایا۔ حکم تھا ذبح کرنے کا لٹایا تو بدل واقع ہوا فدیہ آگیا۔ اسماعیل بچ گئے حسین سوچ رہے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو فدیہ آ جائے اور میں شہادت سے رہ جاؤں۔ جب یہ تمام مراحل طے ہو چکے تو حسین ہنس دیئے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اب مجھے شفاعت کا حق حاصل ہو گیا۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے اور ایک دوسری وجہ جو میں سمجھا ہوں کہ حسین ہنس دیئے۔ یہ اپنے بابا کو دیکھ کر ہنس دیئے دنیا میں کوئی بھی مرتا ہے تو امیر المومنین ضرور آتے ہیں اس کے پاس۔۔۔ کیا اپنے بیٹے کے پاس نہیں آئے ہوں گے وہ آئے۔ ایسا بیٹا شمر سینے پر۔ اندیشہ تھا کہ کہیں علی کا ہاتھ ذوالفقار تک نہ پہنچ جائے حسین نے ہنس کے بتلایا کہا بابا کہ میں آدم نہیں ہوں جو کھا جاؤں گا میں نوح نہیں ہو جو بگڑ جاؤں گا۔ طوفان سے میں ابراہیم نہیں کہ لیطمئن قلبی کہوں میں آپ کا بیٹا ہوں میں فاطمہ کا بیٹا۔ یہ کیا مصیبت ہے آپ کے حسین پر اس سے بھی زیادہ مصیبت آ

جائے تو آپ کا حسین اس کو بھی برداشت کرے گا اجرکم علی اللہ آیئے ہم سب مل کر کہیں مولٰی اے کاش--- ہمارے بچے قتل کر دیئے جاتے اور آپ کا جوان بیٹا علی اکبر بچ جاتا۔ اجرکم علی اللہ مولٰی کاش ہماری عورتیں اسیر کر لی جاتیں اور زینب اور ام کلثوم بچ جاتیں۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ششم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الـغ اس آیت کا ترجمہ اردو زبان میں یہ ہے۔ یقیناً شک نہیں اللہ نے خریدا من المومنین مومنین سے انفسھم ان کے نفسوں کو واموالھم اور ان کے اموال کو خریدا بان لھم الجنہ اس امر کے عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے اور وہ مومنین کہ جن کے نفسوں کو اللہ نے۔ جن کے اموال کو خریدا ان کے علائم یہ ہیں ان علائم سے ان کو پہچانو یقاتلون فی سبیل اللہ وہ اللہ کی راہ میں لڑیں فیقتلون اور اللہ کی راہ میں قتل کریں گے کفار مشرکین اور منافقین کو قتل کریں گے۔ اللہ کی راہ میں ویقتلون اور پھر قتل ہو جائیں گے وعداً علیہ حقا فی التوات والانجیل والقران اس معاملے کا ذکر توریت میں بھی ہوا۔ انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اس معاملے کا تذکرہ جملہ آسمانی کتابوں میں ہوا ہے وعداً علیہ جملہ آسمانی کتابوں میں زبور میں بھی ہے یہ کیونکہ ممتاز کتابیں ہیں۔ ان کا نام لے لیا۔ ذکر اور تذکرہ اس معاملے کا تمام آسمانی کتابوں میں اور جملہ صحیفوں میں صحف ابراہیم و موسیٰ اس معاملے کا ذکر فرمایا ہے ومن او فی بعھدہ من اللہ فستبشرو تم خوش ہو جاؤ اپنے اس بیعت سے الذی بایعتم بہ جس کے ذریعے سے تم نے بیعت کی ہے وذالک ھوالفوذ العظیم اور یہ بڑی کامیابی ہے درود پڑھیں۔

پرسوں کی مجلس میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ نجات کیلئے تنہا عمل کافی نہیں ہے اور قادر مطلق کو تنہا عمل مطلوب نہیں ہے۔ یہ عرض کیا تھا کہ خداوند زمین و آسمان نے اپنے

حبیب کو بھیجا امر ولایت کی تبلیغ کیلئے اور جملہ عزازات۔ یہ مقدمات اور یہ فروعات ہیں اس امر ولایت کے۔ ولایت کے یہ مقدمات ہیں اور ایک دعا جس کا نام ہے دعا اعتقاد اس کا ایک فقرہ عرض کیا تھا دعا۔ دعا کے نام بھی ہیں جیسے دعا کمیل دعا ابوحمزہ ثمالی' دعا مکارم الاخلاق' دعا افتتاح' دعا جوشن کبیر' دعا جوشن صغیر' دعاؤں کے نام اور یہ دعا کمیل یہ کمیل کو سر اللہ فی العالمین امیر المومنین کے اصحاب میں سے ہے۔ ان کے نام سے یہ دعا ہے ابوحمزہ ثمالی جو اپنے زمانے کے سلمان ہیں۔ اپنے زمانے کے سلمان ہیں۔ یہ دعا امام زین العابدین علیہ السلام نے تعلیم دی۔ دعا کمیل امیر المومنین سے مروی ہے اور دعا مکارم الاخلاق یہ امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے دیکھئے دعاؤں میں بعض دعائیں استدلال ہیں اور بعض غیر استدلالی یہ دعا ابوحمزہ ثمالی یہ امام زین العابدین کی استدلالی دعا ہے۔ آپ نے دعا دلیل سے عرض کی۔ ایک فقرہ عرض کروں الھم انت القائم خدایا' اے میرے اللہ' اے میرے معبود تو نے فرمایا ہے کہ سائل کو اپنے دروازے سے محروم واپس نہ کرنا یہ تو نے فرمایا ہے اب میں تیرے دروازے پر سائل بن کر آیا ہوں۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ تو ہم کو تو یہ حکم دے رہا ہے واپس نہ کرو۔ تو تو بطریق اولی اس پر عمل کرے گا۔ واپس نہیں کرے الحاصل اس طرح تو نے حکم دیا دعا کا اور وعدہ کیا تو نے قبول کرنے کا۔ تو نے کہا ادعونی دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو تیرے حکم سے میں نے دعا کی۔ میں نے تیرے امر پر عمل کیا۔ تو اپنے وعدے پر عمل کر۔ یہ دعا جس کا فقرہ میں نے عرض کیا تھا وہ دعا اعتقاد ہے نماز صبح کی تعقیبات میں۔ یہ دعا اعتقاد ہے اور معتبر کتابوں میں یہ دعا موجود ہے ان علیا امیرالمومنین قاتل المشرکین یہ فقرہ میں نے بیان کیا تھا امامی و صراطی و محجتی علی کے جن کے اوصاف ہیں وہ تمام مومنین کے امیر اور مشرکین کے قاتل ہیں ان سے جہاد کرنے

والے ہیں۔ علی میرے امام ہیں۔ دعا کے معنی یہ ہیں میرے امام اور میرا راستہ علی ہیں و مجتی اور میرا واضح راستہ علی ہیں میں اس راستے پر چلتا ہوں و من اتق ومن لا اتق فی اعمال الظاہر .... الا بولایتہ والا قرار بفضائلہ اس دعا کا فقرہ ہے کہ وہ علی کے میں اپنے ظاہری اعمال پر بھروسہ نہیں کرتا اگرچہ وہ اعمال اچھے ہوں۔ اور میں تنہا ان اعمال کو نجات دلانے والا نہیں سمجھتا الا بولایتہ مگر علی کی ولایت کے ساتھ۔ یعنی میں ان اعمال کو نجات دلانے والا سمجھتا ہوں جو ولایت کے ساتھ ہوں یہ معنی ہیں اس کو سمجھ لیجئے گا کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد اب عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے ایسا نہیں ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد اب عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ عمل سے پہلے ولایت حاصل کرو۔ ولایت حاصل کرنے کے بعد اب ان اولیاء کے کہنے پر عمل کرو۔ یعنی جو بتائیں اس پر عمل کریں اس کے بعد عمل کرو۔ تو معنی صاف ہے کہ وہ نماز جو اللہ چاہتا ہے وہ وہ نماز ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ اور وہ روزہ جو اللہ چاہتا ہے وہ وہ روزہ ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ وہ عبادت جیسے اللہ چاہتا ہے۔ وہ وہ عبادت ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ تنہا نماز اللہ نہیں چاہتا بغیر ولایت کے تنہا روزہ بغیر ولایت کے نہیں چاہتا ولایت کے ساتھ ساتھ یہ ولایت بہت ہی اہم ہے۔ یعنی خداوند عالم توحید بھی بغیر ولایت کے نہیں چاہتا۔ توحید بھی نہیں ثامن الحجج ثامن الائمتہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا حدیث کہ لا الہ الا اللہ حصنی خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ یہ میرا قلعہ ہے ومن دخل حصنی امنْ من عذابی اور جو میرے اس قلعہ میں آگیا داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو گیا۔ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بشروطھا وانا من

شروطھا کہ اس کی شرطیں ہیں اور میں ایک شرط ہوں اور امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ایک فقرہ یہ بھی ہے اسلام علیک یا ثالث شروط لا الہ الا اللہ کہ ایک شرط یہ ہیں الحاصل شرط کی دو قسمیں ہیں ایک شرط صحت اور دوسری شرط کمال شرط صحت یہ آپ اسے کہتے ہیں جس پر عمل اور شے کا موقوف ہونا صحیح ہو۔ جیسے گھر کیلئے دیوار اور چھت ظاہر ہے بغیر دیوار اور چھت کے گھر وجود میں نہیں آ سکتا یا جیسے نماز کیلئے طہارت۔ نماز کیلئے استقبال قبلہ۔ نماز کیلئے اباحت مقام۔ اس لئے کہا لاصلاۃ الا بالطھور نماز بغیر طہارت کے نہیں ہے۔ یعنی طہارت شرط ہے نماز کی۔ کیا مطلب نماز وجود میں نہیں آ سکتی بغیر طہارت کے اگر بغیر استقبال قبلہ کی طرف منہ ہو تو نماز وجود میں نہیں آ سکتی۔ اب قبلے کی طرف بھی منہ ہے مگر جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے وہ مباح نہیں ہے وہ غصبی ہے۔ تو غصبی جگہ میں بھی نماز وجود میں نہیں آ سکتی لا صلاۃ الا بالطھور نماز بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہے۔ یہ ہے شرط صحت۔ طہارت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے استقبال قبلہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ اباحت مکان نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ بہر حال غصبی جگہ پر نماز نہیں ہوتی۔ نماز پڑھتے جایئے وہ نماز ہی نہیں ہے۔ کالعدم ہے اس پر اثر نماز مترتب نہیں ہو گا شرط کی ایک قسم ہے شرط کمال جیسے لاصلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں یہ شرط کمال ہے لاصلاۃ الا بحضور القلب نماز نہیں مگر حضور قلب کے ساتھ۔ اگر نماز نہیں ہے تو تکلیف تو ساقط ہو جائے گی مگر ثواب کم ہو گا یہ شرطِ کمال ہے۔ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں مگر مسجد میں تو کیا اگر گھر میں نماز پڑھے تو نماز صحیح نہیں ہے۔ گھر میں نماز عورتوں کیلئے تو حکم ہی ہے گھر میں نماز پڑھنے کا مسجد المراۃ بیتھا عورت کی مسجد اس کا گھر

ہے ہر مومن ہر مسلمان کا گھر مسجد ہے مسجد المراۃ بیتھا عورت کی مسجد اس کا گھر وہیں نماز پڑھے گی۔ عورت جو ثواب مسجد میں ہے اللہ اس کو گھر ہی میں دے گا اور آپ کو مسجد میں دے گا وہ ثواب۔ الحاصل تو یہ شرط کمال ہے یعنی گھر میں اگر نماز آپ پڑھیں گے تو ثواب کم ہو جائے گا۔ مسجد میں ثواب زیادہ ہو گا اور مسجدوں میں بھی فرق ہے۔ محلے کی مسجد اس کا ثواب اور ہے جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب اس سے زیادہ ہے۔ مسجد الحرام میں نماز سر زمین مکہ یہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے اور انبیاء اپنے اپنے زمانے میں عبادت کرتے رہے اور ان کی دعائیں ہیں۔ مگر خداوند عالم نے ان انبیاء میں حضرت ابراہیم کی دعاؤں کو قرآن میں نقل کیا اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا جو ملک مانگا تھا رب ھب لی ملکا لاینغی لاحد من بعدی حضرت ابراہیم کی دعاؤں کو خدا نے قرآن میں نقل کیا ایک سورہ ہے جناب ابراہیم کے نام کا قرآن میں 114 سورے ہیں ایک سورہ جناب ابراہیم کے نام کا بھی ہے اور ان کی ساری دعاؤں کو خدا نے قران میں بیان فرمایا۔ کس طرح سے انہوں نے دعا کی۔ تو حضرت ابراہیم کی دعاؤں میں کہ جیسے قادر مطلق نے قران میں نقل فرمایا واذ قال ابراہیم رب اجعل ھنا البلادء امنا واجنبی وبنی ان نعبد الاصنام رب انھن اضللن کثیرا" من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرع عند بیتک الحرم ربنا لیقیموا الصلاۃ فاجعل افدۃ من الناس تھوی الیھم المحرم من الثمرات لعلکھم یشکرون وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے ان الفاظ میں دعا کی رب اجعل ھنا البلد امنا پروردگار اے میرے رب اس شہر مکہ کو امن کی جگہ قرار دے۔ اس بلد اس شہر مکہ کو امن کی جگہ

قرار دے واجنبی و بنی ان نعد الاصنام اور اے میرے پرودگار مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا رب ان ھن اضللن کثیرا من الناس بت پرستی نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا فمن تبعنی فانہ منی خدایا جو میری پیروی کرے جو میری اتباع کرے۔ جو میرے نقش قدم پر چلے۔ وہ تو مجھ سے ہے جو میرے کہنے پر چلے میرا کہنا مانے اس شہر مکہ کو امن کی جگہ سمجھے وہ تو مجھ سے ہے اور جو اس کو امن کی جگہ نہ سمجھے وہ مجھ سے نہیں ہے ومن عصانی اور جو میری نافرمانی کرے مجھ سے کیا مطلب تو جانے اور وہ جانے فانک غفور رحیم تو غفور بھی ہے رحیم بھی ہے۔ درود پڑھیں۔

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیمو الصلاۃ اے ہمارے پروردگار میں نے اس ناقبل زراعت وادی میں اپنی اولاد کو لا کر بسایا فاجعل افدۃ من الناس لوگوں کے دلوں کو مڑ دے کہ وہ آئیں تھوی الیھم لوگ آتے ہیں۔ بہر حال حدیث میں آیا ہے پیشن گوئی بھی ہے اور حدیث صادق آل محمد ہے کہ حجوا دیکھو حج کر لو قبل اس کے کہ تم کو حج کرنے سے روک دیا جائے۔ ایک دور وہ آئے گا کہ حج کرنے سے روک دیا جائے گا اس پر بہت زور دیا گیا ہے کہ تم حج کر لو۔ ایک زمانہ آئے گا ایسے اسباب پیدا کر دیئے جائیں گے کہ جس سے آدمی حج کیلئے نہیں جائیں گے ۔ بہر حال کوئی بھی عبادت ہو مقصد یہ تھا عرض کرنے کا کہ نماز ہو یا غیر نماز یہ نماز کہ جس کی خاصیت قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر نماز برائیوں سے روکتی ہے بے ہودہ باتوں سے روکتی ہے یہ نماز۔ نماز قائم کرو نماز کو یہ فائدہ ہے یہ کونسی نماز وہ نماز جو بے حیائی کی باتوں سے

روکتی ہے جو مقبول ہو۔ جو باولایت ہو۔ جو ولایت کے ساتھ یہ مطلوب ہے۔ حج جو ولایت کے ساتھ ساتھ ہو وہ حج مطلوب ہے۔ وہ عبادت جو ساری عبادتیں بغیر ولایت کے قبول نہیں۔ یہ اشتباہ نہ ہونے پائے کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد عمل کی ضرورت نہیں من جانب اللہ وہ بھی واجب ہے یہ سب ولایت کے ساتھ ہونا چاہئے اگر ولایت کے ساتھ نہیں ہے تو توحید بھی خدا کو بدون ولایت منظور نہیں ہے۔ بتایا کہ شرط کی دو قسمیں ہیں تو حضور نے فرمایا کہ یہاں شرط صحت مراد ہے یعنی توحید وجود میں نہیں آ سکتی بغیر ولایت کے۔ کوئی عبادت وجود میں نہیں آئے گی بغیر ولایت کے چاہئے وہ نماز ہو چاہئے اذان ہو بغیر ولایت کے وجود میں نہیں آ سکتی۔ درود پڑھیں۔

اور یہ اعمال۔ یہ ولایت۔ جب ولایت ہے تو اعمال بھی ساتھ ہیں مقدمہ ذوالمقدمہ سے الگ نہیں ہوگا۔ ولایت حاصل ہو گی تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ صاحبان ولایت کی اطاعت نہ کریں یقیناً ان کے کہنے پر چلئے گا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ دوست بھی رکھتا ہو۔ اور دوست کے کہنے پر عمل بھی نہ کرے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر محبت ہے ولایت ہے تو یقیناً کہنے پر عمل کرے گا۔ درود پڑھیں۔

یہ ایک جملہ یاد رکھئے گا کہ کس کو اجر رسالت قرار دیا۔ اس محبت میں اس ولایت اور دوستی اور محبت کا اس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ نہ سمجھئے گا کہ آپ کے محبت کرنے میں محمد و آل محمد کا فائدہ ہے یعنی اس پر زور دیا جا رہا ہے۔ حضور نے اس کو اجر رسالت قرار دیا اپنی رسالت کی ضروری قرار دیا اہلبیت کی محبت کو۔ لہٰذا پیغمبر کا فائدہ اور اہل بیت کا اس میں فائدہ ہے یہ کبھی خیال نہ کیجئے گا۔ اہل بیت کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فائدہ

ہمارا اور آپ کا ہے اس لئے کہ تم محبت کر کے نجات حاصل کر لو۔ درود پڑھیں۔

ان کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے کبھی تصور بھی نہ کیجئے گا کبھی خیال بھی نہ کیجئے گا کہ ان کا فائدہ ہے۔ آپ بتلایئے انصاف سے ایک شخص وہاں افریقہ میں ہے آپ سے محبت کرتا ہے۔ مشرق میں ایک شخص ہے جو آپ کو دوست رکھتا ہے۔ ایک شخص مغرب میں ہے۔ جو آپ کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایئے آپ۔ اس کے محبت رکھنے میں آپ کو کیا فائدہ ہے۔ کوئی فائدہ آپ کو۔ اچھا ایک وہاں دشمنی کرے عداوت کرے آپ کی۔ دنیا کے اس کنارے آپ کو اس کا نقصان ہے۔ وہ محبت کرے تو تمام دنیا کے لوگ وہ محبت کریں محمد و آل محمد کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ محبت کرنے والوں کا فائدہ ہے۔ صلوات۔

ایک موقع پر پیغمبر نے فرمایا تھا ماسلتکم من اجر ارے یہ جو میں نے مزدوری مانگی ہے فھو لکم وہ تمہارے فائدے کیلئے میں نے مانگی ہے اس میں میرا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دیکھئے اس محبت اور دوستی کا فائدہ آپ کو ہے آپ جو محبت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں اور اپنے سارے کام چھوڑ کر مجلس میں چلے آ رہے ہیں۔ اس محبت حسینؑ کا مظاہرہ آپ فرما رہے ہیں۔ اس محبت میں آپ کا فائدہ ہے۔ اس میں حسینؑ کا فائدہ نہیں ہے آپ مجلس میں آئیں گے۔ یہ مجلس امتحان ہے۔ خود یہ امام کی شہادت یہ امتحان تھا۔ آپ یوں سمجھ لیجئے تاکہ واضح ہو جائے۔ کہ امام حسینؑ کی مثال مثل آفتاب کے ہے۔ آپ جو کربلا میں آئے آپ کی مثال مثل آفتاب کے ہے یہ آفتاب جب پھول پر پڑتا ہے تو اس کی خوشبو نکھرتی ہے پھیلتی ہے اور یہی آفتاب جب کسی مردے پر پڑتا ہے تو اس کی بدبو میں اضافہ ہو جاتا ہے یا یہ آفتاب جب نجاست پر پڑے گا تو اس کی بدبو میں اضافہ ہو گا اس کی

بدبو پھیلے گی یہ آفتاب ہے کہ ادھر جب پھول پر پڑا۔ تو خوشبو اس کی نکل رہی ہے پھیل رہی ہے اور جب نجاست پر پڑا تو بدبو پھیلے گی۔ تو حسین آئے کربلا میں تاکہ حر اور حر جیسوں کی سعادت ظاہر ہو جائے اور عمر سعد کی خباثت معلوم ہو جائے ـــ صلوات۔

یہ امتحان تھا ایک مثال دے دوں بچھو آپ کو نہیں معلوم اس کے اندر کیا ہے۔ ایک چھوٹی شکل سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ بچھو کی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر کیا ہے اس میں زھر ہے کب معلوم ہوتا ہے اس کا زہر۔ جب وہ ڈنگ مارتا ہے تو زہر ڈنگ مارنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہ امام حسین آئے۔ امام حسین نے اس قدر مظلومیت کو قبول کیا ادھر جتنی مظلومیت کو آپ قبول کرتے گئے۔ مقابل والوں کی ظالمیت ظاہر ہوئی۔ یعنی آپ کا جتنا مظلوم ہونا ظاہر ہوتا رہا اتنی ہی امام حسین کی مظلومیت ظاہر ہوتی گئی۔

آج بھی الی یوم القیامتہ یہ بتلا رہا ہے قیامت تک یہ مجلس بھی امتحان ہے۔ یہ مجلس سید الشہدآء یہ بھی امتحان ہے قیامت تک کیلئے فریق فی الجنتہ و فریق فی النار ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں یہ مجلس بھی امتحان ہے۔ قیامت تک جو آگیا مجلس میں وہ جنتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ ہم اور آپ نہیں لگا سکتے کہ کیا اہمیت ہے اور مقصد کیا ہے دیکھئے ہر شئے کا ایک باب ہے واتوالبیوت من ابوابھا گھروں میں دروازے سے آؤ۔ تو خانہ عزاداری میں دروازے سے آنا چاہئے مجلس کو کیا اہمیت حاصل ہے الحاصل امام حسین کی شھادت یہ ہماری نجات کیلئے ہے۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس مجالس میں آپ کے آنے سے امام حسین کا کوئی فائدہ نہیں ہے ہم آئیں گے مجلس

میں۔ یہاں سے پاک و پاکیزہ ہو کر نکلیں گے نہیں آئیں گے گناہ ہمارے اوپر باقی رہیں گے۔ اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ توجہ عاشور کے روز خطاب ہوتا ہے کہ اے حسین شہادت میری طرف سے امر حتمی نہیں ہے۔ امر الٰہی ہو رہا ہے اگر تم نہیں چاہتے شہید ہونا۔ درجہ شہادت نہیں چاہتے تو میں ابھی اشقیاء کے شر سے تم کو بچالیتا ہوں ۔ ان کے شر کو دفع کرتا ہوں اور تمہارے کمال میں کوئی کمی نہیں آئے گی یعنی جو قرب تم کو مجھ سے حاصل ہے اگر درجہ شہادت پر نہ فائز ہو تو وہ قرب رہے گا۔ اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا جو قدر و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے وہ رہے گی۔ اگر تم چاہو یہ حتمی نہیں ہے اگر نہیں چاہتے شہید نہ ہو۔ میں ان کے شر کو دفع کر دیتا ہوں حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا خدایا میں تو جو عہد کر چکا ہوں۔ اس پر قائم ہوں اور میں اپنے نفس کو اور مال کو تیرے ہاتھ بیچ چکا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ مجھے شہادت چاہئے عزیز و انصار و اصحاب کے بعد اب میں کیا جیئوں گا بالخصوص جو ان بیٹے علی اکبر کے بعد اب میں زندہ رہوں۔

اللہ اکبر دیکھئے علی اکبر کا نام آتا ہے تو آپ متاثر ہوں گے آپ روتے ہیں۔ کیا سمجھ کے۔ یہ سمجھ کے کہ یہ حسین کا جوان بیٹا تھا۔ مظلومیت کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ علی اکبر کو سمجھ لیجئے کہ یہ علی اکبر کیا تھے۔ سنتے رہتے ہیں آپ برابر علی اکبر کے مصائب۔ علی اکبر بڑے پائے کے عالم بھی تھے۔ علی اکبر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ سرکار دو عالم سے سب سے زیادہ شباہت ان کو تھی کن چیزوں میں شباہت۔ خلق میں اور خلقت میں گفتگو میں۔ یعنی خلق میں علی اکبر مانند خاتم النبین تھے۔ خلق سمجھے آپ پیغمبر اسلام کا خلق چند لفظوں میں سمجھے خداوند زمین و آسمان نے اپنے حبیب کے خلق کو عظیم فرمایا ہے انک لعلی

خلق عظیم اے میرے حبیب تم خلق عظیم پر فائز ہو۔ ایک روز پیغمبر اسلام مدینے کے صحرا میں گشت کر رہے تھے ٹہل رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک عورت عجوزہ ہے بوڑھیا ہے۔ اور وہ کنویں سے پانی نکالنا چاہتی ہے اور کمزور ہے۔ اس سے پانی نہیں نکل رہا تھا۔ حضور اس کے پاس آئے کنویں پر اور اس سے فرمایا اگر تم کہو تو میں تمہارے لئے پانی بھر دوں۔ تو وہ عورت با معرفت تھی اس نے یہ آیت پڑھی ان احسنتم احسنتم لانفسکم اگر تم احسان کروں گے تو اپنے لیے وہ عورت کیا کہہ رہی ہے اگر تم احسان کرو گے تو اپنے لیے اور اگر برائی کرو گے تو اپنے لیے یہ واقعا" ہے کہ اگر کوئی شخص احسان کرتا ہے نیکی کرتا ہے تو حقیقت میں اپنے ساتھ کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام نے اس سے مشک لے لی اور کنویں سے بھر دی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم چلو آگے آگے خیمے کا راستہ بتلاؤ میں یہ مشک تمہارے خیمے تک پہنچا دوں وہ شخص جو آپ کے ساتھ تھا اس نے بہت کوشش کی کہ پیغمبر سے مشک لے لے مگر حضورؐ نے مشک نہیں دی۔ کہا میں زیادہ حق رکھتا ہوں امت کے بوجھ اٹھانے کا مجھ کو تحمل کرنا چاہیے۔ برداشت کرنا چاہئے۔ آپ نے مشک لی اور ضیعفہ آگے آگے پیغمبرؐ مشک لیے جا رہے ہیں۔ خیمے کے پاس پہنچے۔ وہ داخل ہوئی اپ نے مشک رکھ دی۔ بچے سب جمع ہو گئے تو ضیعفہ نے کہا بچوں سے۔ کہ ایک جوان بڑا حسین خوبصورت ایسا اخلاق کے کہ انسان میں ایسا اخلاق نہیں ہوتا۔ اس نے مشک بھر کے پہنچائی لڑکوں نے کہا کہاں گیا۔ کہا وہ جا رہا ہے بچے اس کے نکلے۔ دوڑ کر آئے قریب آئے حضرت کو پہچان لیا کہ پیغمبرؐ اسلام ہیں دوڑ کر واپس آئے اور آکر اپنی ماں سے بیان کیا امی جان آپکو معلوم ہے کہ یہ کون ہیں۔ کہا نہیں یہ وہی پیغمبر ہیں۔ جن پر آپ ایمان لائیں ہیں اور جن کی آپ مشتاق ہیں یہ وہی پیغمبرؐ اسلام ہیں یہ سنتا تھا وہ ضیعفہ گھر سے نکلی دوڑ کر جا رہی ہے پیچھے

پیچھے اس کے بچے قریب آکر حضرت کے قدموں پر اس ضیعفہ نے اپنے کو گرا دیا اور بچوں نے بھی یا رسول اللہ معاف فرما دیجئے۔ میں نے پہچانا نہیں مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے آپ کو یہ زحمت دی تو حضرت نے اسے تسلی دی تشفی دی اور اس کے ساتھ مہربانی کی۔ نرم لہجے میں سمجھایا کہ تم گھر واپس ہو جاؤ وہ ضعیفہ اپنے بچوں کی ساتھ واپس ہوئی جبرائیل یہ آیت لے کر آئے انک لعلی خلق عظیم درود پڑھیں۔

یہ تواضع یہ انکساری حضور کی ہے۔ اب آپ بتلایئے کہ ایک کتاب پڑھ لی دو مسودے یاد ہو گئے۔ میں علامہ میں عالم ہوں۔ میں قبلہ و کعبہ ہوں اور میں حاجی ہوں میں زائر ہوں۔ میں، میں، میں، اتنے دعوؤں کے بعد پھر یہ کہ پیغمبرؐ کا میں نوکر ہوں۔ ان دعوؤں کے ساتھ دیکھئے پیغمبر کیلئے یہ عار نہیں ہے۔ یہ خدمت کرنا کس طرح سے لے گئے پیغمبر نے یہ مظاہرہ فرما دیا اخلاق کا صلوات۔

ایک مرتبہ راستہ میں قرض خواہ مل گیا اس نے پکڑ لیا کہ پیسے دیتے جایئے۔ میں جانے نہیں دوں گا تو حضور اکرمؐ وہاں رہے پانچوں نمازیں آپ نے وہاں پڑھیں۔ اس نے کہا میں جانے نہیں دوں گا اس نے سختی کی لوگوں نے چاہا کہ یہودی کو کچھ کریں۔ لوگوں کو فرمایا اس معاملے میں تم کو کچھ حق نہیں کرنے کا دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ جواب کا انتظار کرو۔ آنحضرت پانچ وقت کی نماز وہاں ادا کر چکے۔ جب نماز پڑھ لی تو وہ یہودی آپ کے قدموں پر گر گیا اس نے کہا حضور یہ قرض درض کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ گھر یہ سب کچھ آپ کا ہے۔ مجھے کچھ نہیں چاہے میں نے توراۃ میں یہ پڑھا تھا کہ آخری نبی کی علامت یہ ہے کہ چاہئے۔ کتنی ہی اس کے ساتھ گستاخی کی جائے۔ وہ بد کلامی نہیں کرے

گا۔ وہ کسی کو برا نہیں کہے گا تو یہ امتحان کرتا تھا مجھے الحمد للہ معلوم ہو گیا کہ آپ وہی نبی ہیں۔ درود پڑھیں۔

انک لعلی خلق عظیم یہ تھا خلق عظیم کہ اللہ نے آپ کو خلق عظیم کہا تھا اس طرح حسین علیہ السلام کے جوان بیٹے کا بھی خلق تھا اس خلق عظیم کے مانند تھا علی اکبر اور خلقت میں پیغمبر اکرم کی خلقت میں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں تھا احسن منک لم تراء قط عینا" و اجملا منک لم تلد نساء ہ۔ خلقت مبراء من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء ہ احسان ابن ثابت پیغمبر اکرم سے کہہ رہے ہیں کہ آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ آپ سے زیادہ حسین عورتوں نے نہیں جنا خلقت مبراء من کل عیب آپ کو ہر طرح کے عیب سے مبراء پیدا کیا گیا کانک خقلت کما تشاء ہ آپ کو تو اس طرح پیدا کیا گیا جس طرح آپ چاہ رہے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سے پوچھ کر پیدا کیا گیا۔

یہ خلقت ہے پیغمبرؐ کی علی اکبر خلقت میں پیغمبرؐ کے مشابہ۔ گفتگو میں پیغمبرؐ کے مشابہ۔ مکالمے میں پیغمبرؐ کے مشابہ محاورے میں پیغمبر کے مشابہ۔ یہی تو وجہ تھی کہ جب میدان میں جانے لگے تو حسین نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بارگاہ احدیث میں۔ مناجات میں فرمایا اللھم اشھد خدایا تو گواہ رہنا اب میں اسے بھیج رہا ہوں کہ جو تیرے رسول کے سب سے زیادہ مشابہ ہے خلقا و خلقا منطقا برسولک جو خلق میں اور خلقت میں اور خلق میں گفتگو میں بات چیت میں صورت میں شکل میں تیرے رسول سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ کسی شہید کو رخصت کرنے کے وقت اس کے پیچھے حسین نہیں گئے۔ رخصت کر دیا مگر جب علی

اکبر جانے لگے تو حسین پیچھے پیچھے گئے اور کتب مقاتل میں دیکھا کہ حسین جا رہے ہیں اور علی اکبر بھی پیچھے مڑ مڑ کر کے دیکھتے جاتے ہیں۔ علی اکبر جا رہے ہیں کئی مرتبہ حسین راستے میں گرے علی اکبر بھی مڑ مڑ کے دیکھ رہے ہیں گئے۔ لڑے تین گھوڑے سرکار دو عالم کی سواری کے کربلا میں تھے ایک کا نام مرتجز اور دوسرے گھوڑے کا نام تھا عقاب اور تیسرے کا نام زوالجناح یہ عقاب حسین نے اپنے جوان بیٹے کو دیا۔ شبیہ رسول کو یہ گھوڑا دیا تھا۔ جس کا نام عقاب تھا اور اس نے ایک وہ خدمت انجام دی ہے جو انسانوں نے نہیں کی انسانوں سے نہیں ہو سکتی۔ اس نے کیا کیا کہ جب علی اکبر گھوڑے پر سنبھل نہیں سکے اور اس کے گلے میں علی اکبر نے باہیں ڈال دیں یہ کبھی پیچھے کبھی آگے جاتا ہے اشقیاء آتے تھے کوئی تلوار سے کوئی نیزے سے کوئی پتھر سے مارتا تھا۔ دیکھئے کربلا میں ہر شہید کا قاتل ایک شخص ہے مگر شبیہ رسول کا قاتل ایک شخص نہیں ہے۔۔ فوج اشقیاء نے مل کر سب نے آپ کے بدن کو ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ میں نے دیکھا کہ امیرالمومنین خانہ کعبہ میں بتوں کو توڑ رہے تھے پیغمبرؐ کے دوش پر سوار ہو کر توڑ رہے تھے ایک مرتبہ ایک بت پر آپ کا ہاتھ روک گیا۔ اس زمانے میں بت بنائے جاتے تھے کسی بزرگ کی صورت کے اوپر۔ امیرالمومنین نے ہاتھ روک دیا پیغمبرؐ سے فرماتے ہیں یا رسول اللہؐ اس بت کو میرے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت پر بنایا گیا ہے۔ تو پیغمبرؐ نے فرمایا کیونکہ یہ بت ہے۔ نبی کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ نبی کی شکل کا بنایا گیا ہے۔ لہٰذا اسے توڑو نہیں اسے دفن کر دو احتراماً" کیونکہ یہ ایک نبی کی صورت پر بنایا گیا ہے۔ اللہ اکبر وہ بت جو صرف حضرت ابراہیم کی صورت پر بنایا گیا تھا۔ کافروں نے عبادت کیلئے بنایا تھا۔ تو پیغمبر نے فرمایا کہ یہ اس نبی کی اہانت ہے کیونکہ اس کی صورت ہے لہٰذا اسے دفن کر دو توڑو نہیں۔ یہاں علی اکبر سے زیادہ کون مشابے ہو

گا پیغمبر سے۔ معصوم فرماتے ہیں قطعواہ بالسیوفھم اربا اربا کہ علی اکبر کو فوج اشقیاء نے اپنی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے قطعواہ بالسیوفھم اربا اربا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا درمیان میں ایک مرتبہ واپس بھی آئے تھے۔ علی اکبر پہلی مرتبہ جانے کے بعد اور ایک کلمہ یہ بھی فرمایا تھا یا ابا العطش قد قتلنی بابا پیاس نے مجھے مار ڈالا اسلحے کے وزن نے مجھے ہلاک کر دیا دیکھئے علی اکبر کو یہ علم ہے کہ پانی کا قحط ہے پانی نہیں ہے اور پھر آئے پانی کا بہانا کیا کہ ایک مرتبہ اور اپنے باپ کی صورت کی زیارت کر لیں۔ کیوں اس لئے کہ میرا باپ علی اکبر معلوم ہے قحط آب ہے بہانا کیا علی اکبر کے کانوں میں العطش العطش کی آواز گونج رہی تھی۔ پانی نہیں ہے۔ علی اکبر کو معلوم ہے مگر ایک بہانہ کہ میرا باپ ولی مطلق ہے۔ ولی خدا ہے ایک مرتبہ سوال کر دوں فرمایا تھا بیٹا اپنی زبان میرے منہ میں دے دو زبان دی اور فوراً" کھینچ لی اور ایک کلمہ کہا بابا آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے۔ میری زبان میں رطوبت موجود ہے۔ اجرکم علی اللہ ایک انگوٹھی دی سمجھ لیجئے گا آپ کہ علی اکبر وہ ہیں کہ عالمہ غیر معلمہ جناب زینب بڑے بڑے سخت وقت آئے ہیں مگر زینب کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی بتلاؤں آپکو ایک وقت آیا کوفہ میں فضاء میں اعلان ہو رہا ہے۔ اعلان کرنے والا جبرائیل کہ علی مار ڈالے گئے۔ کوفے کی ساری عورتیں گھروں سے نکل آئیں۔ بچے بوڑھے جوان مگر زینب گھر سے باہر نہیں نکلی۔ زینب کیلئے یہ دیکھا کہ بار بار گھر کے دروازے پر آتی تھیں اور پھر صحن خانہ میں چلی جاتی تھیں۔ اس طرح کا اضطراب تھا۔ چند موقع ایسے آئے ہیں کہ زینب پر اضطراب کی حالت ہے ایک یہ موقع ہے کہ جب فضاء میں انہوں نے سنا کہ میرا باپ مار ڈالا گیا تو صحن خانہ میں آتی

تھیں اور واپس چلی جاتی تھیں۔ اسی طرح کا اضطراب کربلا میں جب زینب کو یہ علم ہوا کہ گھوڑوں کی نعل بندی کی جا رہی ہے ۔ لاشہ شہدا کو پامال کرنے کیلئے۔ تو زینب مضطرب تھیں۔ کبھی زمین پر بیٹھتی تھیں اور کھڑی ہو جاتی تھیں اجرکم علی اللہ اس سے زیادہ سخت موقع آیا آپ خیمہ میں تشریف فرما ہیں۔ کسی نے آکر خبر دی امام حسین علیہ السلام نے جوان بیٹے کی قدر و منزلت سمجھے ۔ کسی نے آکر کہا کہ آپ کا بھتیجا قاسم مار ڈالا گیا۔ لاش گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہو گئی۔ در خیمہ پر زینب اپنی جگہ سے نہیں ہلیں خیمے ہی میں ماتم کر لیا باہر نہیں نکلیں ابھی یہ غم تازہ ہی تھا اتنے میں پھر دوسری خبر کہ آئے دونوں بچے عون محمد مار ڈالے گئے۔ لاش در خیمہ پر ہے زینب اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئیں۔ عباس کی شہادت کے وقت عباس عباس کے مرنے سے حسین کی کمر ٹوٹ گئی نہ صرف حسین کی کمر بلکہ زینب کی کمر بھی ٹوٹ گئی۔ اس وقت بھی در خیمہ پر بے چین رہیں بھائی کا انتظار کرتی رہیں مگر خیمے سے باہر نہیں نکلیں۔ جب حسین آئے اور ایک قدم خیمے میں رکھا بہن پہ نظر پڑی۔ عباس کے پاس سے جب آئے بہن پہ نظر پڑی سر جھکا لیا۔ بہن کی نظر بھائی پر پڑی بہن نے سر جھکا لیا۔ در خیمہ پر بھائی اور بہن دونوں آمنے سامنے کھڑے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی اور بہن کے بدن سے روح نکل گئی ہے۔ اجرکم علی اللہ کچھ دیر تک در خیمہ پر یہ حالت رہی۔ بہر حال عباس کی شہادت پر بھی زینب خیمے سے باہر نہیں نکلیں مگر جب حسین کا جوان بیٹا گھوڑے سے گرا۔ تو حسین سے پہلے زینب علی اکبر کی لاش پر پہنچ گی۔ اجرم کم علی اللہ زینب پہلے پہنچ گئی میں نے دیکھا ہے معتبر کتب مقاتل میں کہ حسین جب علی اکبر نے آواز دی ہے گھوڑے سے گرے ہیں تو حسین علیہ السلام کی قتل گاہ کی طرف چلے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کبھی بیٹھ جاتے تھے کبھی کھڑے ہو جاتے تھے ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ حسین کوئی قیمتی چیز غائب ہو گئی ہے حسین اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔ تو یہی گھوڑا جس کا نام عقاب تھا جس پر علی اکبر گئے تھے۔ اس نے کیا کہا اس نے دیکھا کہ حسین آ رہے ہیں وہ دوڑ کر حسین کے پاس آیا اور اس نے اپنا سر حسین کے سامنے رکھا اور اس کے بعد واپس پلٹا کبھی علی اکبر کے پاس جاتا ہے کبھی حسین کے پاس آتا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ مولیٰ آیئے میں بتلاتا ہوں آپ کے جوان بیٹے کی لاش--- اجرکم علی اللہ میں بتلا تا ہوں کہاں ہے لاش اور حسین کی زبان پر ایک کلمہ ہے یا علی یا علی میں نہیں بتلا سکتا کہ اپنے باپ علی کو پکار رہے ہیں یا اپنے بیٹے علی اکبر کو اجرکم علی اللہ شہداء میں جو بھی شہید گھوڑے سے گرا حسین علیہ السلام نے اٹھا کر کے خیمے کے پاس لا کر رکھ دیا مگر معلوم ہے آپ کو۔ علی اکبر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے وہ اس طرح سے اٹھائے نہیں جا سکتے تھے تو حسین علیہ السلام نے ایک چادر منگوائی اور چادر میں علی اکبر کی لاش رکھی جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی حسین علیہ السلام نے کسی شہید کیلئے عورتوں سے، بچوں، نبی زادیوں سے مدد نہیں مانگی مگر جب جوان بیٹے کی لاش اٹھانی تھی تو خیمے کی طرف رخ کیا اے بچو۔ اجرکم علی اللہ ارباب عزا بنی ہاشم کے چھوٹے چھوٹے بچے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ہفتم

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الخ

خداوند رحمٰن و رحیم نے مومنین کی جانوں، مومنین کے نفسوں اور ان کے اموال کو جنت کے عوض میں خرید لیا۔ بہشت کے بدلے میں۔ بہشت کے عوض میں خرید لیا۔ مومنین کے نفوس اور اموال کی قیمت جنت ہے۔ جو بھی اپنے نفس کو اور مال کو اللہ کے ہاتھ بیچے تو اس کے بدلے میں، عوض میں جنت ہے ان اللہ اشتری من المومنین یقیناً اللہ نے خریدا مشتری اللہ ہے۔ خریدنے والا، خریدار اللہ ہے۔ یقیناً اللہ نے مومنین سے خریدا انفسھم ان کے نفسوں کو خریدا واموالھم اور ان کے مالوں کو خریدا بان لھم الجنہ جنت کے عوض میں۔ یعنی مومنین کے نفوس اور اموال کی قیمت جنت کو قرار دیا۔ جنت کے بدلے جنت کے عوض میں خریدا نام نہیں ہے گنجائش ہے۔ جو مومن بیچے گا مومن کے نفس اور مال کی قیمت یہ ہے۔ لیکن عالم امکان میں آپ ایک نظر ڈالیں۔ سوائے امام حسین علیہ السلام کے کسی نے اس طرح اپنے نفس اور مال کو نہیں بیچا۔ صرف حسین علیہ السلام نے بیچا اللہ نے جس طرح اس آیت میں بیان کیا ہے سوائے امام حسین کے کسی نے نہیں بیچا حسین علیہ السلام نے اپنا نفس اور اپنے اموال کو بیچا اپنا سب کچھ دے دیا۔ امام حسین نے اپنے لئے کچھ نہیں رکھا۔ سب دے دیا۔ اور سب کچھ دے کر جنت لے لی۔ تو اب جنت یہ حسین کی ملک ہے۔ جنت کا مالک کون ہے جنت کا مالک حسین ہے جنت حسینؑ کا گھر ہے۔ جنت حسین کا مہمان خانہ ہے واضح حدیث ہے کہ جنت حسین کے نور سے خلق ہوئی ہے۔ جنت کے مالک حسین ہیں جنت حسین کا گھر اور اسی لیئے حدیث میں بھی آیا ہے

کہ خداوند زمین و آسمان نے عرش کو اپنے حبیب محمد ﷺ کے نور سے پیدا کیا۔
خورشید کو اللہ نے علی ابن ابی طالب کے نور سے پیدا کیا۔ خورشید کا ذکر سورۃ بقرہ میں ہے
جس کے بارے میں فرماتا ہے واسع کرسیہ السموات والارض اور اس کے بعد
ہے ولا یودہ حفظھما وھوالعلی العظیم علی کے نور سے کرسی کو پیدا کیا اور
فاطمہ کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا اور امام حسن کے نور سے آفتاب و مہتاب کو پیدا کیا اور
حسین کے نور سے بہشت اور حورالعین کو پیدا کیا۔ تو جنت حسین کے نور سے ہے۔ اللہ نے
خالق نے جو کچھ جنت میں ہے وہ حسین کے نور سے پیدا کیا۔ تو جنت حسین کا گھر ہے
حسین جنت کے مالک ہیں۔ اب کسی کو جنت میں داخل نہیں ہونا چاہئے آپ کسی کے گھر
میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے انبیاء جنت میں داخل ہوں گے اوصیاء جائیں گے۔ آئمہ تمام
جائیں گے اور جملہ مومنین جنت میں جائیں گے۔ یہ یقینی ہے اس لئے کہ کچھ لوگ ہیں جن
کو اللہ نے خلق کیا ہے جہنم کیلئے۔ مگر مومنین جنت میں جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ اوصاف
جو اہل جہنم کے ہیں وہ مومنین میں نہیں پائے جاتے۔ تو تمام مومنین جنت میں جائیں گے۔
قرآن میں ہے لقد ذرءنا لجھنم کثیرا من الجن والانس یقیناً ہم نے پیدا کیا
لجھنم جہنم کیلئے کثیرا من الجن والانس بہت سے جنوں کو بہت سے جن جہنم میں
جائیں گے۔ جہنم کیلئے خلق ہوئے ہیں۔ اور انسانوں میں کثیر یعنی بہت سے جہنم میں جائیں
گے۔ تو اس میں مومنین نہیں ہیں۔ انبیاء وغیرہ سب الگ ہیں۔ مومنین نہیں ہیں ۔کیوں
اس لیئے کہ وہ لوگ جن کو جہنم کیلئے خلق کیا ہے۔ ان کے صفات خود بیان کر رہا ہے ارشاد
ہو رہا ہے۔ اہل جہنم کی صفات یہ ہیں لھم قلوب لا یفقھون بھا ایک صفت اہل
جہنم کی یہ ہے کہ ان کے دل تو ہیں لیکن وہ لوگ ان دلوں سے سمجھتے نہیں ولھم اذان لا

یسمعون بھا ان کے کان تو ہیں مگر ایسے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں ولھم اعیون لا یبصرون بھا اور ان کی آنکھیں ہیں۔ ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں اولئک کانعم بل ھم اضل یہی لوگ ہیں جو مانند چوپائے کے ہیں۔ جانوروں کے مانند۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔ درود پڑھیں۔

مومنین میں تو یہ صفات نہیں ہیں۔ مومنین سمجھتے بھی ہیں۔ سنتے بھی ہیں۔ دیکھتے بھی ہیں الحاصل تو جنت میں مومنین ہی جائیں گے غیر مومنین یہ سب جہنم میں یہ طے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بے نمازی وہاں جہنم میں جائیں گے تو قرآن کہتا ہے کلما القیاء فیھا قوم مسئلھم حسنتھا الم۔ قالوا بلی جب دستہ دستہ جہنم میں داخل کیئے جائیں گے تو خزانان جہنم دریافت کریں گے۔ پوچھیں گے۔ کہیں گے کہ کیا تم لوگوں کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تم سب کے سب جہنم میں چلے آ رہے ہو۔ فوج در فوج چلے آ رہے ہو۔ تو کیا کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا قالو ابلی کہیں گے ہاں آیا تو تھا۔ ڈرانے والا مگر ہم نے نوٹس نہیں لیا۔ ہم نے نہیں سنا وقالوا اور یہ بھی کہیں گے لوکنا نسمع کاش ہم نے سمجھ لیا ہوتا۔ سن لیا ہوتا۔ تو یہ نہ ہوتا۔ دیکھئے قرآن مجید کا بہت زیادہ مطالعہ کیا۔ قرآن اور حدیث سب نظروں کے سامنے ہیں۔ لیکن جتنا نماز کے بارے میں سنا۔ دیکھئے قرآن کی آیت ہے ماسلککم فی سکر قالوالم نک من المصلین کیا چیز تم کو جہنم میں لائی ہے۔ تم جہنم میں کیوں کر اور کیسے آ گئے۔ جنت کیلئے میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ جنتی کیلئے سوال ہو کہ تم جنت میں کیوں آئے۔ کوئی فرشتہ پوچھ لے۔ کوئی حوروں میں سے پوچھ لے۔ لیکن جہنم کیلئے ہے ما سلککم فی سکر کیا چیز تمہیں جہنم میں لائی ہے۔ تو جواب میں کہیں گے لم نک من المصلین

ہم تو نماز۔ نماز نہیں پڑھتے تھے اس وجہ سے آئے ہیں سوال اس لیئے تھا کہ تم تو پیدا ہوئے تھے جنت کیلئے۔ یہاں کیسے آئے تو ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

الحاصل غیر مومنین ان کے لئے جہنم ہے ولقد ذرعنا لجهنم کثیرا من الجن والانس بہت سے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ جہنم کیلئے پیدا ہوئے۔ ان کے اوصاف بیان ہوئے۔ لیکن مومنین یہ جنت میں جائیں گے لا شک ولا ریب یقیناً جنت مومنین کیلئے ہے۔ اور یہ جنت ہے کس کا گھر۔ یہ امام حسین کا گھر ہے۔ حسین کا گھر ہے۔ حسین مالک ہیں۔ توجہ یہ حسین کی ملک ہے اور مالک کو حق ہے کہ اپنی چیز میں جس طرح چاہے وہ تصرف کرے یتصرف حیث شاء یہ شان بیان کی گئی ہے کہ مالک اپنی چیز میں جس طرح چاہئے تصرف کرے ۔کیونکہ ملک ہے اس کی۔ دیکھئے جنت کی نسبت۔ حسین سے ویسی ہی ہے جیسے چراغ کے' نور کی' نسبت چراغ سے ہے۔ یا آفتاب کے نور کی نسبت آفتاب سے ہے یا شمع کے نور کی نسبت شمع سے وہی نسبت جنت کی حسین سے ہے۔ دیکھئے نور یہ نور چراغ' چراغ کا نور یہ چراغ کے تابع ہے۔ نور اپنی حرکت اور اپنے سکون میں ساکن ہونے میں حرکت کرنے میں وہ کس کے تابع ہے۔ چراغ کے تابع ہے۔ یہ نور ہل نہیں سکتا۔ دیکھئے تمام دنیا کے لوگ مل کر اس نور کو حرکت دینا چاہیں۔ تو نور کو حرکت نہیں دے سکتے۔ چراغ کا نور اگر اس کو حرکت دینا چاہیں۔ نور کو۔ مگر ایک ہی راستہ ہے کہ چراغ کو حرکت دی جائے۔ آپ سب مل کر چاہیں کے نور کو ہلائیں۔ نور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرے گا۔ نور کے حرکت کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ تابع ہے چراغ کے۔ نور کو جتنا حرکت دینا ہے اتنا ہی چراغ کو حرکت دیجئے۔ آپ شمع کو حرکت دیجئے۔ نور ہلے گا اور آفتاب کا نور' آفتاب کے تابع ہے۔ آفتاب کے ساتھ نکلتا ہے اور آفتاب کے ساتھ

غروب کرتا ہے۔ تو نور یہ تابع ہے اس چراغ کے وہ ہر چیز میں، حرکت میں، سکون میں، تابع ہے اس کا۔ اگر نور کو ہلانا ہو تو آپ چراغ کو حرکت دیجئے۔ لیکن بغیر چراغ کے سب مل کر اسے ہلا دیں تو نور کو ہلا نہیں سکتے۔ وہ تابع ہے۔ تو یہ جنت بھی یہ امام حسین کے نور سے ہے یہ حسین کے تابع ہے۔۔ صلوات

یہاں جنت جب تک حسین کی طرف سے نہیں ہو گا۔ اگر کوئی تصرف کرنا ہو نور میں۔ تو چراغ میں تصرف کرنا ہو گا۔ اس طرح جنت میں حسین کے ساتھ۔ یہ جنت تابع ہے حسین کے۔ یہ جنت حسین سے جدا نہیں ہو سکتی اور حسین جنت سے جدا نہیں ہو سکتے۔۔ یہ راز ہے یہ فلسفہ ہے کہ کیوں زمین کربلا جنت ہے۔۔ زمین کربلا جنت ہے۔ جنت حسین سے جدا نہیں ہو گی حسین مالک ہیں دوسرے کیوں جائیں گے۔ یقیناً یہ عقیدہ آپ رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا بھی چاہیے۔ درست ہے کہ جملہ آئمہ طاہرین جملہ معصومین یہ ایک ہی نور سے ہیں۔۔ جملہ معصومین کی طینت ایک ہے ۔ یہ ایک نور سے ہیں۔ کل کے کل کلھم من نور واحد جملہ معصومین ایک نور سے ہیں۔ ان سب کی اصل ایک ہی نور ہے۔ جو مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہے۔ زیارت جامعہ میں آپ پڑھتے ہیں اشھد انک میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ سب کے سب نور ہیں۔ آپ کی طینت ایک ہے۔ اصل ایک ہے۔ آپ کی روح ایک ہے۔ ارواح ایک ہے۔ صلوات۔

یہ کل کے کل ایک نور سے ہیں یہ نور بعد میں تقسیم ہوتا رہا اشھدُ انک کنت نورا فی الاصلاب الشامخه والاحرام المطهرة لم تنجسک الجاهلیه بانجاسها ولم تلبسک من مدلهمات ثیابها پہلے اس نور کو خلق

کرنے کے بعد۔ خالق ارض سماء نے حجابات میں رکھا تھا۔ بارہ حجاب خلق کیئے تھے اور ان حجابوں میں ان کے نور کو رکھا تھا۔ ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ خالق انوار آئمہ نے اس نور کو حجاب میں کیوں رکھا۔ حجابات میں رکھنے کی کیا ضرورت تھی ہو سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیونکہ یہ نور ابھی تقسیم نہیں ہوا تھا اس میں نور فاطمہ شامل تھا۔ تو اللہ نے یہ نہیں چاہا کہ جس نور میں فاطمہ کا نور شامل ہو۔ وہ بے حجاب رہے۔ اس لیئے حجاب میں رکھا درود پڑھیں

تو حجاب میں رکھا بے حجاب نہ رہے اور یہی وجہ ہے ہمیشہ جبرائیل کو بھی اجازت تھی۔ ملک الموت کو بھی اجازت تھی۔ لیکن خانہ فاطمہ میں بغیر اجازت کے نہیں آتے تھے۔ بے حجاب نہیں رہنے دیا۔ یہ کل کے کل ایک نور سے ہیں جملہ معصومین کی اصل اور طینت ایک ہے اور یہ کل کے کل اسرار الہیہ ہیں اس لیئے معصوم نے فرمایا نحن اسرار اللہ المودعته فی هیاکل الانسان ودفعوا عنا حضور البشریته ونزلون عن الربوبیه و قولوا فینا ما شئتم دیکھو ہم اللہ کے سربستہ راز ہیں۔ جو پیکر بشریہ میں بطور امانت رکھ دیئے گئے۔ ودفعوا عنا حضور البشریہ ہم سے لوازم بشریہ کو قطع کرنا۔ آنے نہ دینا ونزلون عن الربوبیه اور دیکھو ہمیں رب نہ کہنا وقولوا فینا ماشئتم اور بعض حدیثوں میں یوں ہے وقولوا فی فضلنا ماشتم ہماری فضیلت میں جو دل چاہے کہہ دو۔ لیکن یاد رکھو لن تبلغوا ہماری فضیلت کی انتہا کو تم نہیں پہنچ سکتے ۔۔ یہ سب ایک نور سے ہیں ان سب کی طینت ایک ہے اولنا کاخرنا و آخرنا کاولنا ہمارا اول مانند ہمارے آخر کے ہے۔ اور ہمارا آخر مانند ہمارے اول کے ہے صغیر نا کبیرنا سواء ہمارے چھوٹے بڑے سب برابر ہیں اولنا محمد

اوسطنا محمد و آخرنا محمد وکلنا محمد لاتفرقوا بیننا دیکھو ہمارے درمیان فرق نہ کرنا۔ ہم میں کا ہر ایک محمدؐ ہے۔ چھوٹا بڑا سب محمدؐ ہیں ہم میں فرق نہ کرو۔ یہ عقیدہ ضروری ہے بحار الانوار میں ایک حدیث کہ لا یجد عبد حقیقه الایمان کوئی بندہ ایمان کے حقیقت کو پا نہیں سکتا۔ جب تک اس کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ جو کچھ ہمارے اول کیلئے ہے وہ سب ہمارے آخر کیلئے ہے۔ اور جو ہمارے آخر کیلئے ہے وہ سب ہمارے اول کیلئے ہے۔ تو یہ سب کے سب ایک نور سے ہیں۔ جو ان میں ایک کے ساتھ متصف تو دوسرا ان میں سے متعصف نہیں ایسا نہیں ہے۔ جو صفت ایک میں پائی جاتی ہے وہ سب میں پائی جاتی ہے اور یہ لقب مثلاً" باقرؑ، صادقؑ، کاظمؑ، تقیؑ، نقیؑ یہ سب صادق ہیں۔ یہ کل کے کل کاظم ہیں۔ یہ سب غصے کے پی جانے والے ہیں۔ کل کے کل نقی ہیں۔ یہ کل کے کل تقی ہیں۔ یہ کل کے کل ذکی ہیں۔ صاف ستھرے پاک و پاکیزہ یہ صادق یہ کاظم یہ سب کے سب ہیں۔ درود پڑھیں۔

یہ جو لقب سے ملقب کیئے گئے ہیں جو صفت جس معصوم سے اس زمانے کے تقاضے کے مطابق معلوم ہوئی۔ ان کو اس لقب سے ملقب کر دیا گیا۔ زمانہ ہے اور زمانے کا تقاضہ۔ ہر عصر کے تقاضے کے مطابق جو صفت جس معصوم سے ظاہر ہوئی اس صفت کے ساتھ اس معصوم کو پکارا۔ والا کمالات میں سب برابر ہیں۔ علم میں سب برابر ہیں۔ کتاب کافی میں ایک باب ہے ثقه السلام محمد یعقوب کلینی نے لکھا۔ ایک باب ہے کافی میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ سب کل کے کل تمام معصومین کمالات میں برابر ہیں۔ اور خود امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا قول ہے نحن فی العلم والشجاعت سواء امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ہم علم میں شجاعت میں سب برابر ہیں۔ یہ کمالات ہیں۔ سرکار دو عالمؐ ما کان وما

یکون کے عالم ہیں۔ امیرالمومنین بھی عالم ہیں۔ معصومہ عالم بھی عالم ہیں ان کو بھی ماکان وما یکون کا علم ہے امام حسن بھی ماکان و مایکون کے عالم ہیں سید شہداء وہ بھی ماکان وما یکون کے عالم ہیں پیغمبر مولی علی بھی مولی حسن بھی مولی حسین بھی مولی۔ تمام سارے معصوم علی ابن الحسین وہ بھی مولی ہیں یہ کل کے کل تمام کمالات میں مساوی ہیں برابر ہیں یہ کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن بعض سے ظاہر ہوا اور بعض سے وہ صفتیں ظاہر نہیں ہوئیں۔ جو تو زمانے کے تقاضے کے مطابق ظاہر ہوئیں اس لقب سے ملقب کر دیا گیا۔

پیغمبرؐ قادر علی بھی قادر فاطمہ بھی قادر حسن بھی قادر حسین بھی قادر علی ابن الحسین بھی قادر محمد ابن علی ،جعفر ابن محمد' موسیٰ ابن جعفر قادر علی ابن موسیٰ و محمد ابن علی وعلی ابن محمد و حسن ابن علی اور حجتہ القائم۔ یہ منافات نہیں ہے کہ علی سب سے افضل ہیں۔ یہ مناف نہیں کمالات میں سب برابر ہیں۔ ایک لحاظ سے علی اول ہیں اور وہ آخر ہیں یہ منافت نہیں ہے۔ کمالات میں سب کی سب مساوی ہیں۔ کمالات میں سب کے سب برابر ہیں اور امام حسن امام حسین یہ سب برابر ہیں۔ درود پڑھیں

یہ کل کے کل برابر ہیں سب کے سب برابر کمالات میں کافی میں امیرالمومنین کا ارشاد گرامی نحن فی العلم والشجاعت سواء ہم برابر ہیں علم میں برابر ہیں شجاعت میں برابر ہیں کل کے کل۔

ایک جملہ معترضہ مقدمہ سمجھ لیجئے دیکھئے نبی کا وظیفہ کیا ہے۔ نبی کا کام نبی اور پیغمبر کی ذمہ داری۔ اس کا وظیفہ ان کا کام کیا ہے شریعت کا لانا اور پہنچانا مبلغ ہیں۔ نبی وہ شریعت اللہ کیطرف سے لی اور پہنچا دی تبلیغ شریعت ہر نبی کا کام ہے اور امام کا کام کیا ہے۔ امام کا

فریضہ کیا ہے۔ امام کا وظیفہ اس شریعت کی حفاظت ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں یعنی شریعت کا لانا یہ نبی کا وظیفہ ہے اور شریعت کی حفاظت یہ وظیفہ امام ہے۔ نکتے کی بات یاد رکھیئے گا کہ مرحلہ نبوت میں تقیہ نہیں ہے آپ سمجھ رہے ہیں۔ یعنی نبی چاہیے قتل کر دیا جائے وہ تقیہ کر کے اپنے کو بچا نہیں سکتا کہ میں بنی نہیں ہوں۔ اس لیئے کہ اس کا کام ہے شریعت کو پہنچا دینا۔ اگر وہ تقیہ کرے تو نقص غرض لازم آئے گا۔ نبی کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ تقیہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن امام کیلئے تقیہ ہے۔ کیوں اس کا وظیفہ' اس کا فریضہ' شریعت کی حفاظت ہے۔ تو جس طرح سے شریعت کی حفاظت ہو۔ اگر صلح کر کے حفاظت ہو۔ تو امام صلح کرے گا اور اگر حفاظت جنگ پر موقوف ہو تو امام جنگ کرے گا۔ درود پڑھیں۔

اس کے ذمہ تو شریعت کی حفاظت ہے۔ جس طرح سے ہو شریعت کو بچانا ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہے۔ امام دیکھئے گا کہ اگر میں تلوار اٹھاتا ہوں تو اصل شریعت کے فنا ہونے کا اندیشہ ہے۔ نبوت ختم ہو جائے گی تو امام تلوار نہیں اٹھائے گا۔ کیونکہ امام کا کام ہے شریعت کی حفاظت۔ درود پڑھیں۔

اپنے نبی کی تبلیغ کے سلسلے میں جو امور پیش آئیں۔ اس پر عمل کرے گا اگر ضرورت ہو قتل کی تو قتل بھی کرے گا۔ لازمہ نبوت ہے جہاد۔ نبوت کا یعنی لوازمہ نبوت میں ایک جہاد جنگ ہے۔ حضورؐ کے زمانے مین تقریبا اسی جنگیں ہیں۔ ادھر قرآن کیا کہتا ہے لا اکرہ فی الدین دین میں کوئی جبر نہیں ہے ادھر لازما" نبوت جہاد ہے۔ جنگ ہے۔ جہاد اور لا اکرہ فی الدین میں کوئی جبر نہیں یہ دونوں کیسے ہیں یہ جہاد اور یہ آیت۔ یہ دونوں بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اڑا دیا کہ یہ آیت ہی منسوخ ہے۔ ایسا نہیں ہے

اور اس اطاعت میں ہمارا اور آپ کا فائدہ ہے بہرحال اس سے زیادہ میں آپ کو زحمت نہیں دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں آپ کو ایک منزل پر لے جاؤں اطاعت خدا' اطاعت رسولؐ اور اطاعت امام کا ایک فائدہ یہ ہے۔ مثال سے سمجھ لیجئے لوہا جب آپ آگ میں ڈالتے ہیں۔ جتنا لوہا آگ کے قریب ہوتا جائے گا اتنا ہی آگ کی صفت اس لوہے میں آتی جائے گی۔ اور لوہا نکھر جائے گا۔ ایک وقت وہ آئے گا کہ وہی صفت جو آگ کی تھی لوہے میں آ جائے گی۔ آگ کی صفت جلانا' روشن کرنا یہ صفتیں ساری لوہے میں آ جائیں گی۔ ابوالفضل العباس علیہ السلام جو امام حسین کے جسمانی ہی بھائی نہیں تھے بلکہ روحانی بھائی بھی تھے۔ حضرت عباس اس قاعدہ سے جس قاعدہ سے علی ابن ابی طالب پیغمبر اسلام کے روحانی بھائی تھے۔ دیکھئے اس اخوۃ کا یہ لازمہ نہیں ہے' مطلب نہیں ہے کہ یہ تمام فضائل اور کمالات میں مساوی اور برابر ہیں یہ نہیں عباس امام کے بھائی ہیں' تابع امام ہیں' کیونکہ نص نہیں ہے نص چہاردہ معصومین کیلئے ہے۔ کہ یہ معصوم ہیں۔ عباس کیلئے کوئی نص نہیں ہے۔ عصمت کی اس لئے میں نہیں کہتا کہ عباس معصوم ہیں۔ کیونکہ نص نہیں ہے اگر کہتا ہوں آپ کہیں گے کیا دلیل دیں نص لایئے کوئی آیت یا حدیث کیونکہ نہیں ہے۔ اس لئے میں معصوم نہیں کہتا لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کوئی ڈر' نہیں کوئی خوف نہیں' دلیل رکھتا ہوں کہ منافیہ عصمت کوئی فعل جناب عباس سے سرزد نہیں ہوا۔

آپ ان کی ولادت سے لے کر وقت شہادت تک تمام حالات کا آپ جائزہ لیں کوئی بھی فعل ان کا عصمت کے خلاف نظر نہیں آئے گا۔ عصمت کے منافی نہیں ہے۔ لیکن نص نہیں ہے میں نہیں کہتا ہوں معصوم عدل کے خلاف 'عدل کے منافی کوئی فعل جناب

عباس سے سرزد نہیں ہوا۔ آپ ان کی ولادت سے لے کر وقت شہادت تک تمام حالات کا جائزہ لیں کوئی بھی فعل ان کا عصمت کے خلاف نظر نہیں آئے گا۔ عصمت کے منافی نہیں ہے لیکن نص نہیں ہے میں نہیں کہتا معصوم۔ عدل کے خلاف، عدل کے منافی کوئی فعل جناب عباس سے سرزد نہیں ہوا اور اتنی اطاعت کی اطاعت امام، اطاعت خدا اتنی اطاعت کی کہ خداوند زمین آسمان کی صفت قاضی الحاجات اسم گرامی کا مظہر بن کر باب الحوائج کا لقب لے لیا۔ بتایئے کوئی ایسا ہے جو حاجت مند نہیں۔ ہے کوئی ایسا آپ کو نہیں ملے جو حاجت مند نہ ہو آج میں آپ کو باب الحوائج کے دروازے پر لے جا رہا ہوں۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں ان لعمی العباس درجنه یهبطها جمیع الشهداء میرے چچا عباس کا ایک ایسا درجہ ہے ایک ایسے درجہ پر فائز ہیں۔ کہ تمام شہدا قیامت کی دن اس درجے پر رشک کریں گے۔ ظاہر ہے درجہ تقویٰ کے اعتبار سے ہے، علم کے اعتبار سے ہے، عبادت کے اعتبار سے ہے خداوند عالم نے میں نے دیکھا کہ جس طرح جعفر طیار کو دو پر دیئے گئے ہیں اسی طرح حضرت عباس کو بھی دیئے گئے ہیں۔ عباس اور زینب ان کو عمل کے لحاظ سے علم اور عمل کے اعتبار سے یہ درجہ ہے۔ ایمان کا اندازہ عباس کا اس سے لگایئے بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا کہ معارض امتحان میں قدم رکھتے ہی قدم ڈگ مگا گئے لیکن بڑے بڑے میدان امتحان میں عباس نے قدم رکھا مگر قدم کبھی ڈگ مگائے نہیں۔ جب مدینے سے نکلنے لگے بہت سے لوگ نہیں آئے حسین کے ساتھ۔ موقع تھا عباس نہ آتے۔ جس طرح بہت سے لوگ نہیں آئے محمد ابن حنیفہ نہیں آئے۔ عباس نہ آتے مگر عباس نے امام حسین کا ساتھ نہیں چھوڑا وہ آئے بہت بڑا امتحان تھا۔ ایسے مواقع آئے کہ بہت لوگ چلے گئے راستے سے عباس بھی جاسکتے تھے مگر عباس نہیں گئے ثابت قدم رہے۔ امام حسین کا

ساتھ نہیں چھوڑا دیکھئے مدینے سے اکثر و بیشتر اصحاب امام حسین اپنی اولاد کو ساتھ لائے اہل وعیال کو ساتھ لائے مگر جناب عباس دیکھئے میں نے بہت کوشش کی تمام مقاتل کتب میں دیکھا مگر یہ مراثی وغیرہ میں ہو اس کا ذمہ دار نہیں ہوں مگر کوئی حدیث کوئی مقتل ان میں کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ بہت زیادہ مطالعہ کیا تمام کتابیں سامنے ہیں۔ عباس حسین کے ساتھ آئے اپنی اہل عیال کو ساتھ نہیں لائے اولاد کو نہیں لائے۔ اس میں راز کیا تھا دیکھئے عرب کی عجیب یہ رسم تھی۔ عربوں میں یہ مشہور تھا ہر عرب کی نوک زبان پر یہ ہوتا تھا جو میدان سے بھاگنا نہیں چاہتا' چاہتا ہے کہ میدان میں اس کے قدم ثابت رہیں۔ وہ نہ بھاگے تو جنگ میں اہل وعیال کو لے جائے پھر وہ ثابت قدم رہنے پر مجبور ہے اپنے اہل و عیال کی وجہ سے یہ عربوں کے ہر ایک کی نوک زبان پر تھا کہ وہ اہل و عیال کو لے جائے ان کے خیال میں پھر وہ بھاگے گا نہیں۔ مستقل مزاج رہے گا۔ عباس اہل و عیال کو لے کر نہیں آئے یہ بتلانے کیلئے کہ میں کربلا میں ثابت قدم رہا صرف حسین کی خاطر۔۔ اہل و عیال کی وجہ سے نہیں صرف امام حسین کی خاطر میں ثابت قدم رہا اگر لے کر آتے اہل و عیال کو تو عباس کیلئے ضروری تھا کہ کچھ تو دیکھتے کچھ وقت صرف کرتے ان کی خدمت کیلئے اگر اہل و عیال کو لے کر آتے اور دیکھ بھال نہ کرتے تو یہ بھی اچھا نہیں تھا۔ دیکھنا ضروری تھا۔ عباس عمدا" جان بوجھ کر نہیں لائے یہ بتلانا تھا کہ کربلا میں میرا سارا وقت حسین اور اطفال حسین کی خدمت میں گزرا۔ میرا سارا وقت ان کی خدمت میں گزرے شیخ مفید کی روایت کے مطابق جب بھی عباس نے اجازت مانگی جنگ کی حسین نے اجازت نہیں دی اور عاشورہ کے دن عباس نے خیمے میں جانا بند کر دیا تھا۔ کیوں بند کر دیا تھا پیاس کی شدت گرمی چھوٹے چھوٹے ننھے ننھے بچے خیمے میں اپنے ناخونوں سے زمین کو کھودتے تھے کہ کوئی حصہ زمین کا خنک نکل آئے تو

بچے مٹی ہٹا کر اپنا شکم اس زمین پر رکھتے تھے اس قدر پیاس کی شدت تھی - ایک مرتبہ زینب نے عباس کو بلایا اور یہ دیکھایا کہ یہ بچے کیا کر رہے ہیں- ایک مرتبہ عباس نے دیکھا اپنی آنکھوں سے اس منظر کو اس کے بعد سے پھر خیمے میں جانا بند کر دیا کسی نے پوچھا کہ آپ خیمے میں تشریف نہیں لے جاتے کیا وجہ ہے- تو آپ فرماتے تھے کہ مجھے بچوں سے حیاء آتی ہے- مجھے بچوں سے شرم آتی ہے اور بچوں کی ایک صفت جس سے چیز ملنے کی امید ہوتی ہے بچے اس کے پاس جاتے ہیں- یہ حسین کی کم سن بچے سکینہ خالی کوزہ لیئے ہوئے جب بھی عباس آتے تب خشک سوکھی ہوئی مشک اٹھا کر سامنے رکھ دی خالی کوزہ لے چلی آئی اور پانی کیلئے کہا الحاصل تو خیمے میں جانا بند کر دیا تھا عباس نے بار بار آپ اجازت مانگتے تھے مگر حسین اجازت نہیں دیتے تھے طے یہ ہوا کہ ایک ساتھ میدان میں جایا جائے تو حسین اور عباس ایک ساتھ جانے سے پہلے عجیب درد ناک منظر ہے کہ حسین عباس سے رخصت ہو رہے ہیں- عباس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور رونا شروع کیا عباس حسین سے رخصت ہو رہے ہیں- اہل حرم کی نظر پڑ گئی زینب اور ام کلثوم نے دیکھا کہ دونوں بھائی ایک دوسرے کو رخصت کر رہے ہیں- تو یہ منظر دیکھ کر شیخ مفید نے لکھا کہ اب زینب اور ام کلثوم بھی آپس میں ایک دوسرے کو رخصت کرنے لگے- آپ نے غور نہیں کیا کہ میں نے کیا کہا کہ اہل حرم میں ایک قیامت برپا ہو گئی جب دیکھا کہ بھائی دونوں ایک دوسرے کو رخصت کر رہے ہیں اور رخصت کے وقت عجیب درد ناک کلمے زبان کے اوپر ہیں دونوں بھائی میدان میں آئے اور لڑتے لڑتے متفرق ہو گئے جدا ہو گئے ایک میمنے ایک میسرے کے اوپر تھا- لیکن جب بھی حملہ کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے انا ابن رسول اللہ میں رسول اللہ کا بیٹا ہوں اور جب عباس حملہ کرتے تھے تو فرماتے تھے انا ابن امیر

المومنین میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے۔ اس کے بعد عباس عباس کی عظمت و جلالت کو آپ اچھی طرح سمجھ لیجئے گا عباس خیمے نصب ہو رہے تھے تو عباس نے یہ درخواست کی کہ میرا خیمہ سب سے آگے ہو کیوں اس لیئے کہ جب مخالف کی طرف سے حملہ ہو تو سب سے پہلے میرے اوپر حملہ ہو پر جب علم کا وقت آیا تو عباس نے بڑھ کر علم ہاتھ میں لیا کیوں اس لیئے کہ اگر کسی دوسرے کے ہاتھ میں علم پہنچ گیا اور کہیں کوئی ایسا واقع ہوا تو میرے بھائی کا دل دکھے گا لیکن جب علم میرے پاس ہو گا تو یہ سرنگوں نہیں ہو گا اور واقعی ایسا ہی ہوا دیکھیے دو علم تھے حسین کے پاس۔ ایک علم تو خیمے کے سامنے آپ نے نصب کر دیا تھا کیوں اس لیئے کہ برابر فوجیں ادھر سے ادھر گزرتی تھیں تو گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں ان سے بچے خیمے میں ڈرتے تھے تو عورتوں اور بچوں کو بتلا دیا تھا کہ سامنے یہ علم نصب کر دیا گیا۔ کہ دیکھو در خیمہ سے دیکھ لینا جب تک یہ علم یہاں نصب ہے یہ علامت ہے کہ اشقیاء کے لشکر سے فوج حسینی میں امن و امان ہے کوئی خطرہ نہیں جب تک یہ علم سامنے ہے اور ایک علم عباس کو دیا تھا۔ عباس لڑتے لڑتے ایک وقت وہ آیا کہ عباس گھوڑے سے گرے اور بھائی کو آواز دی یا اخاہ ادرکنی آپ میری خبر لیجئے شیخ مفید نے اس کو لکھا کہ جب یہ عباس نے آواز دی یا اخاہ ادرکنی تو حسین چاہتے تھے کہ گھوڑے پر سوار ہوں مگر ایسا لگتا تھا کہ کوشش کر رہے ہیں مگر سوار نہیں ہو رہے۔ پریشان ہیں ایسی کیفیت ایسی حالت حسین کی ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہونے سے معزور معلوم ہوتے تھے ایک مرتبہ زینب نے خیمے سے دیکھا در خیمہ پر آکر پوچھا بھیا یہ سبب کیا ہے کیا واقعہ ہو گیا آپ کیوں سوار نہیں ہو رہے تو آپ نے فرمایا بہن کمر ٹوٹ گئی میرا بھائی مار ڈالا گیا اجرکم علی اللہ اب

حسین کسی طرح سوار ہو کر گئے۔ آپ پہنچے قریب پہنچے کسی شہید کیلئے ایسا نہیں کیا حسین جب قریب پہنچے تو آپ نے اپنا سر عباس کے بدن پر رکھا اور غش آگیا حسین کو کربلا میں تین موقعوں پر غش آیا ہے ایک تو اس وقت جب قاسم رخصت ہونے آیا تھا۔ چچا اور بھتیجا گلے مل کر اتنا روئے اتنا روئے اتنا روئے کہ چچا اور بھتیجا دونوں غش کھا کر زمین پر گر پڑے ایک تو یہ موقع تھا دوسرا جب عباس کے بدن پر سر رکھا تھا تو غش آگیا تھا اور تیسرے اس وقت حسین کو غش آیا تھا کہ جب حسین گھوڑے سے زمین پر آئے تھے مقاتل میں ہے کہ تین گھنٹے تک حسین کو غش رہا۔ اجرکم علی اللہ جب غش سے افاقہ ہوا اب حسین چاہتے تھے کہ عباس کو خیمے کی طرف لے جائیں کچھ رمق جان باقی تھی عباس نے پوچھا ارادہ کیا ہے کہا چاہتا ہوں تمہیں خیمے میں لے جاؤں تو عباس نے منع کیا کہ مجھے نہ لے جایئے انی مستحی من ابنتک سکینہ مجھ کو آپ کی بیٹی سکینہ سے شرم آتی ہے۔ حیاء آتی ہے میں نے پانی کا وعدہ کیا تھا میں اپنے وعدے کو پورا نہیں کر سکا۔۔ اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے یہ بھی کتب مقاتل میں دیکھا کہ عباس نے یہ بھی کہا کہ آپ نہ لیجئے اس لیئے کہ جب آپ مجھے لے جائیں گے تو اہل حرم ہو سکتا ہے کہ صبر ان کے ہاتھ سے نکل جائے واقعاً" جب حسین جیسا صابر امام حسین کہ وقت شہادت امام حسن کے یہ نہیں فرمایا کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی لیکن عباس کے مرنے پر کہا الان انکسر ظھری کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی یہ کمر حسین کی کمر ہے۔ زینب کی کمر ہے۔ سکینہ کی کمر ٹوٹ گئی ارباب عزا عباس نے بہت حفاظت کی علم کی آپ سے ایک وصیت ہے ایک سفارش ہے کہ اس وقت علم آپ کے پاس ہے آپ کو میں متوجہ کر دوں۔ انصاف سے فرمایئے کہ اگر علی اکبر زندہ ہوتے اصحاب

و انصار حبیب ابن مظاہر، مسلم ابن عوسجہ اور یہ علم آتا تو یہ لوگ کس طرح اس کا استقبال کرتے۔ بہر حال اس طرح آپ اس کا استقبال کریں کہ جیسے لانے والا علم کو عباس کے پاس سے کون لایا حسین لائے تھے جیسے حسین تو سب سے پہلے علم کو حسین نے اٹھایا لے کر آئے اور تیزی کے ساتھ آئے بجائے خیمے کی طرف جانے کے حسین کا رخ اس علم کی طرف ہے کہ جو خیمے کے سامنے بچوں کی تسلی تشفی کیلئے نصب کیا گیا تھا۔ حسین اس علم کے قریب آئے اور پہلے اس علم کو آپ نے اکھاڑ کر زمین پر لٹا دیا۔ ارباب عزا انصاف سے فرمایئے جب در خیمہ سے عورتوں نے دیکھا ہو گا بچوں نے دیکھا ہو گا تو دل پر کیا گزری ہو گی سکینہ کم سن تھی خیمہ سے باہر نکل آئی اور دوڑ کر اپنے باپ کا دامن پکڑ لیا اور کہا هل لک خبر عن عمی الابو الفضل العباس میرے چچا عباس کی بھی کوئی خبر ہے۔ حسین نے صاف صاف فرما دیا قد قتل عمک العباس بیٹی تمہارے چچا عباس مار ڈالے گئے مگر زینب بے چین ہے در خیمہ پر کبھی اندر جاتی ہیں کبھی در خیمہ پر آجاتی ہیں حسین چلے قریب خیمہ پہنچے ایک قدم خیمے کے اندر رکھا زینب کی نظر بھائی پر پڑی سر جھکا لیا بھائی نے زینب کو دیکھا سر جھکا دیا در خیمہ پر بھائی اور بہن دونوں آمنے سامنے کھڑے ہیں نہ بہن بھائی کی طرف دیکھتی ہے نہ بھائی بہن کی طرف دیکھتا ہے۔ آمنے سامنے کھڑے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی اور بہن دونوں کے بدن سے روح نکل گئی ہے۔ سکتے کا عالم ہے۔ احتضار کی حالت طاری ہے کچھ دیر تک بھائی اور بہن کا یہ عالم رہا دیر کے بعد زینب نے سر اٹھایا اور ایک کلمہ فرمایا کہ صدق ابی امیر المومنین میرے باپ امیر المومنین نے سچ کہا تھا کیا کہا تھا بیسویں ماہ رمضان مبارک کی رات کہ زینب تم رسن بستہ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام پھرائی جاؤ گی۔ زینب کا یہ خیال تھا کہ کس کی مجال ہے عباس کی زندگی میں

کوئی زینب کے بازوں کو ہاتھ لگا دے صدق امیر المومنین امیرالمومنین سچ کہا ہے کہ اب زینب رسن بستہ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام پھرائی جائے گی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ہشتم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الخ

خداوند عالم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا جس کی روح ہے معرفت۔ عبادت کی جان اور روح معرفت ہے۔ اور انسان کو اس نے جلال اور جمال کا مظہر بنایا ہے۔ شکر منعم واجب ہے اس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی معرفت نہ ہو یہ شکر کا ادا کرنا واجب ہے۔ ضروری ہے، لازمی ہے، لیکن معرفت ہو تو۔ دیکھئے اس کی کلہ حقیقت کی معرفت ممکن نہیں۔ ذات احادیت کی معرفت ممکن نہیں۔ کسی کیلئے یہ راستہ کھولا نہیں ہے ان اللہ احتجاب عن العقول کما احتجاب عن الابصار حقیقت اس کلہ ذات کی معرفت کس کیلئے نہیں ہے۔ لیکن اس کے وجود کا یقین ضروری ہے۔ صانع عالم کے وجود کا یقین ضروری ہے یہ بھی لازمی ہے اس کو پہچانا جائے۔ اس کی صفات سے کہ اس کے صفات عین ذات ہیں۔ ظاہر بر ذات نہیں ہیں۔ عین ذات ہیں۔ یعنی خود اس کی ذات آثار صفات کا مظہر ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ ذات اور ہے صفات اور ہیں جیسے کہ ممکن الوجود کی ذات اور ہے اور اس کے صفات اور ہیں جبکہ واجب الوجود اس کی ذات اور اس کی صفات الگ نہیں ہے بلکہ اس کی ذات ہی اس کی صفات ہیں۔ آثار اس کی صفات کا مظہر ہیں یعنی آثار صفت علم خود ذات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ آثار صفت قدرت خود ذات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ممکن الوجود کی ذات سے آثار صفت علم کبھی ظاہر نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ ممکن کی ذات اس سے متصف نہ ہو لیکن وہ ذات احدیت تمام آثار علم اس

سے ظاہر ہیں۔ آثار صفت علم نے کہا کہ وہ عالم ہے۔ آثار صفت خلق نے کہا کہ وہ خالق ہے۔ آثار صفت قدرت نے کہا کہ وہ قادر ہے۔ ذات ایک ہی ہے الحاصل جو صفات کے ذریعے سے مصنوع سے صانع کا وجود معلول سے علت کا وجود۔ مخلوق سے خالق کا وجود۔ یہ امر فطری ہے طبعی ہے۔ اثر سے موثر کے وجود کا پتہ لگانا۔ یہ سامنے کی بات ہے اب شان انبیاء' شان آئمہ' شان اولیاء اور شان علماء۔ یہ ظاہر آثار کتب اور کلام سے ظاہر ہیں۔ جیسا کہ سر اللہ فی العالمین امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے المرو محجوب تحت لسان انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے تکلموا تعرفوا کلام کرو پہچان لیئے جاؤ گے کیا اچھی بات کہی شیخ سعدی نے تا مرد سخن گفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہ گفتہ باشد خود متکلم کی عظمت کلام سے معلوم ہو جاتی ہے۔ دعا کا فقرہ ہے یا من تجلی لعباد فی کتابہ اے وہ ذات کہ جو جلوہ گر ہوا ظاہر ہوا اپنی کتاب میں بندوں کے سامنے۔ یہ کلام خدا یہ خود بتلانے کیلئے کہ آثار سے پہچانو۔ ایک فطری چیز ہے اثر سے موثر کو پہچانو کوئی اثر بغیر موثر کے وجود میں نہیں آ سکتا۔ کوئی مخلوق بغیر خالق کے وجود میں نہیں آ سکتی۔ کوئی معلول بغیر علت کے وجود میں نہیں آ سکتا۔ آپ کمرے میں داخل ہوئے دیکھا آپ نے کہ بہترین قالین بچھا ہوا ہے۔ تو اس کی عمدہ بناوٹ سے آپ کو اس امر کا یقین ہو جائے گا کہ اس قالین کا بننے والا بڑا ماہر ہے۔ آپ نے اس کو دیکھا نہیں ہے مگر اس قالین سے ظاہر ہوا۔ سکول میں آپ داخل ہوئے دیکھا کہ طالب علم اچھی طرح امتحان دے رہے ہیں۔ سوالات ہو رہے ہیں جوابات دے رہے ہیں۔ تو آپ کو اس امر کا علم ہو جاتا ہے۔ آپ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ تعلیم دینے والا ان کا معلم استاد

ٹھیک ٹھاک ہے۔ ماہر ہے۔ آپ نے کس سے پہچانا یہ طالب علموں سے آپ نے معلم کو پہچان لیا۔۔ درود پڑھیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے خداوند عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے۔ یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کس لیئے آئے تھے وہ صرف اس لیئے آئے تھے کہ اس نوع انسان کو اس بشر کو اللہ سے آشنا کرائیں اس کی عبادت کا راستہ ان کو بتائیں اس کی توحید سے آشنا کرنے کیلئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے اور ان سب نے آ کر وہی راستہ بتایا۔ وہ ایک راستہ تھا کہ رب کی عبادت' راہ توحید اور ان سب نے آ کر اخلاق کا درس دیا۔۔ درود پڑھیں۔

ان میں سب سے افضل اور اکمل خاتم النبین ہیں۔ جیسے خود وہ اشرف' ویسے ہی یہ ہیں میں نے دیکھا کہ خاتمیت یہ درجہ ہے۔ درجات میں نبوت ہے اس کے مافوق رسالت ہے اور رسالت کے مافوق اولوالعظم اور اس کے بعد خاتمیت ہے۔ خاتمیت قوس صعود کا نکتہ آخر ہے۔ جس طرح سے ایک وقت میں دو خدا نہیں ہو سکتے اس طرح سے ایک وقت میں دو خاتم النبین نہیں ہو سکتے۔ خاتم النبی آئے اور کہا قولوا لا الہ الا اللہ تو یہ حقیقت ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے تقریر کا خلاصہ اس کو میں ایک حدیث میں بیان کر دوں۔۔ درود پڑھیں

کہ یہ کل کے کل ڈرتے ہیں کشور سے نہیں ڈرتے ملک سے نہیں ڈرتے' ڈرتے کس سے ہیں اسلام سے ڈرتے ہیں ہر ایک کا دم نکلتا ہے یاد رکھیئے میں اس کو ایک حدیث میں بیان کر دوں پوری تقریر کا خلاصہ یہ حدیث ہے کہ جس کو شیعہ سنی

دونوں نے لکھا ہے اگر اہل سنت کی کتاب میں دیکھیے تو ترمزی وغیرہ میں موجود ہے سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے یوشق ان یتداع الیکم الامم من کل افق تدع الاکلت علی کسعتها دیکھو قریب ہے میرے بعد تمام یعنی ہر طرف سے تم پر حملہ ہو گا۔ سب مل کر ایک مرتبہ تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ جیسے کھانے والے کھانے پر کیسے ٹوٹتے ہیں کہ جلدی سے اسے ختم کر دیا جائے۔ تو اس طرح سے ہر طرف سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہ سب چاہیں گے کہ تم کو ختم کر دیں۔ نیست و نابود کر دیں تو ایک شخص کھڑا ہو گیا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ بقلته کیا ہم اقلیت میں ہوں گے۔ قلت میں ہوں گے کہ سب مل کر چاہیں گے ہمیں نیست و نابود کر دیں۔ حضرت نے فرمایا لانہیں انکم لکثیر تم بہت ہو گے ولکن کم غوصع کخو صع السیل تمہاری کوئی حقیقت نہیں ہو گی جیسے خش و خاشاک نہیں ہیں۔ سیلاب اسے کیسے بہا لے جاتا ہے یجعل وھن فی قلوبکم تمہارے دلوں میں وھن کمزوری ڈال دی جائے گی اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے رعب نکال دیا جائے گا۔ لحبکم الدنیا وکراھتکم الموت تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے کراہت کرنے لگو گے۔ یہاں دیکھئے گا کہ جو موت سے کراہت نہ کرے گا اس سے سب ڈریں گے۔۔ درود پڑھیں۔

بہر حال نکتے کی طرف متوجہ کر دوں واقع یہی ہے کہ آج دنیا میں جہاں جہاں یہ فساد ہوتا تھا وہ سب وہیں سے ہوتا تھا اب الحمد للہ وہ سامنے آگیا لیکن دنیا کے سارے مسلمانوں کو چاہیے کہ مل جل کر رہیں۔۔ نبی ایسا ہونا چاہئے کہ دشمن فائدہ نہ اٹھائے الحاصل دیکھئے قران سے بھی یہ سب معلوم ہوتا ہے الذین قال لهم الناس

ابوسفیان نے نعیم ابن مسعود اشجعی کو وہاں مدینہ میں بھیج دیا کہ وہاں جا کر یہ افواہ پھیلاؤ کہ بڑی طاقت ہے کفار کی الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم وخشو ھم ان سے ڈرو بڑی طاقت دیکھیے افواہوں کا اثر ان پر ہوتا ہے جہاں ایمان نہیں ہے۔ لیکن جہاں ایمان ہوتا ہے چنانچہ نادت لھم الایمان ان کے ایمان میں اضافہ ہوا قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہا اللہ ہمارے لیئے کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے دیکھئے کتنی کامیابی ہوئی۔ درود پڑھیں۔

دیکھئے ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے متوجہ رہنا چاہئے دیکھئے یہ صرف مادیت سے ڈرانا اسلحے سے لیکن جن کے دل میں ایمان ہے۔ ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ کسی طاقت سے نہیں ڈرتے۔ طاقت نہیں وہ ایک ہیں۔ جب تک شیطان زندہ ہے اس کے شر سے ضرور بچنا چاہئے یا موسی معکم مالا تراء شیطان میتہ اے موسیٰ جب تک تم کو یقین نہ ہو جائے کہ شیطان مرگیا ہے اس کے مکر سے کبھی بے خوف نہ ہونا۔ یاد رکھیئے گا خداوند عالم کتنا مہربان ہے قرآن آپ پڑھیں قدم قدم پر یہ بتلایا ہے کہ دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے ان شیطان للانسان قد علو شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بھیجا یہ سب آ کر بتلاتے تھے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ شیطان سے بچو اور ان کے اوصیاء جتنے ہیں وہ سب کہتے رہے دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے۔ قرآن پڑھیں آپ لا تتبعوا خطوات الشیطان شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ شیطان شیطان اس قدر ڈرایا کہ یہ دیکھو تمہارا دشمن ہے۔ قرآن دوسری آسمانی کتابیں' انبیاء سب کہہ رہے ہیں شیطان۔ تو معلوم ہوا کہ اصل ہی شیطان ہے تو اب شیطان اس سے صرف وہی شیطان

نہ سمجھ لیجئے بلکہ و جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین من الجن والانس جنوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی شیطان ہیں۔ شیطان انسی بڑا خطرناک شیطان ہے۔ اس سے بہر حال بچنے کی اشد ضرورت ہے۔ یاد رکھیئے گا آپ ایک بات کہہ دوں۔ دیکھئے یہ لوگ متوجہ نہیں ہیں یہ دیکھا ہے۔ مسلمانوں میں دو بڑے بڑے فرقے ہمیشہ سے یہ شیعہ سنی، شیعہ سنی اس طرح سے یہ کہاں سے وباء آئی حالانکہ ہمارے پیغمبر نے تو یہ درس دیا ہے کہ مسلمان کی تعریف ہے المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ حقیقی مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو نقصان نہ ہو دیکھئے اتحاد و اتفاق پر کتنا زور دیا ہے۔ نکتے کی بات یاد رکھیئے یعنی ہر اس شے کو سختی کے ساتھ منع کیا ہے کہ جس سے آپس میں اختلاف کے پیدا ہونے کا ذرا سا بھی خطرہ ہو۔ عیب کیوں حرام ہے کیوں چغل خوری حرام ہے۔ یہ تمام چیزوں کو حرام کیا اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ یہ اتحاد اور اتفاق المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ دیکھئے اصل میں لوگ سمجھ نہیں پا رہے ہیں یہ دیکھا کہ دو بڑے بڑے فرقے ہیں شیعہ سنی، شیعہ سنی ایک کا مرکز ایران ہے اور ایک کا باقی مسلمانوں کا مرکز سعودیہ مکہ ہے تو اب ان دونوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے۔ یہ دونوں یوں سمجھ لیجئے امریکہ کے یہ دونوں بال و پر تھے ان ہی سے اڑتا تھا اب ایک پر تو کٹ گیا آپ سمجھ رہے ہیں ایک پر تو کٹ گیا اب وہ کسی طرح سے چاہتا ہے واپس آئے۔ واپس تو آ نہیں سکتا تو ایک پر سے اڑنا چاہتا ہے اڑ نہیں سکتا اڑتا ہے گر جاتا ہے اور ساری تدبیریں وہ مختلف شکلوں میں ظاہر کر رہا ہے۔ درود پڑھیں۔

الحاصل میں نے تو ایک بات سامنے کی تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کر دی مختصر یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا خداوند عالم نے بھیجے اور قرآن نے یہ بتلایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس سے بچو قرآن آپ پڑھئے قدم قدم پر شیطان سے ڈرایا ہے۔ یہ شیطان اس سے بچو۔ موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ شیطان مار ڈالا گیا کبھی اس کے شر سے بے خوف نہ ہونا بہر حال شیطان ختم ہو گا اس کے آثار پائے جا رہے ہیں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے ان سب نے اخلاقی درس دیا۔ اخلاق' اخلاق' اخلاق اور ان میں سے سب سے اعلیٰ اور اکمل اور افضل خاتم النبین ہیں۔ دلیل اکملیت کے اوپر یہ قرآن ہے کہ سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے آخر وقت میں جب دنیا سے جا رہے ہیں آپ نے اپنی وصیت میں جہاں اور چیزوں کے متعلق فرمایا وہاں قرآن کیلئے کہا اللہ اللہ بالقرآن لا یسبقکم بالعمل به غیر کم دیکھو قرآن کے بارے میں ڈرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے اغیار قرآن کی باتوں پر قرآن کی تعلیمات پر عمل کر کے تم سے آگے نکل جائیں۔ خدا محافظ ہے قران کا لیکن مسلمانوں کا بھی یہ فریضہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کریں۔ نہ یہ کہ قرآن زبان پر فقط رہے۔ قرآن کی حفاظت عمل ہے۔ لیکن یہ بھی سر اللہ فی العالمین امیر المومنین نے نہج البلاغہ میں فرمایا کہ یاتی علی الناس زمان ایک زمانہ آئے گا کہ لایبقی فیهم من القرآن الا رسم قران کی رسم باقی رہ جائے گی۔ کیا مطلب یعنی صرف تلاوت تو ہو گی باقی عمل

دمل نہیں ہو گا۔ یہ قرآن پر عمل نہیں ہو گا قرآن کے بارے میں خطبے ہیں پیغمبرؐ کے بھی اور امیرالمومنین کے بھی یایھا الناس انکم فی دار ھدن و انتم علی ظھر سفر وسیربکم سریح وقد رائیتھم اللیل والنھار یبلیان کل جدید یقربان کل بعید وقام علیہ مقداد ابن اسود وقال یا رسوال ما رار الھدن قال رار البلاء و انقطاع اور بہت ہی مشہور حدیث ہے اور آپ کے نوک زبان پر ہے کہ رب تالٰی القر آن والقر آن یلعنہ بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ قرآن تلاوت کرنے والے پر لعنت کرتا ہے رب تالٰی کا کیا مطلب ہوا یعنی جس آیت پر تلاوت کرنے والا عمل نہیں کرتا جب وہ آیت پڑھتا ہے۔ تو آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ مثلا نماز نہیں پڑھتا آیت اقیموالصلوۃ پڑھتا ہے۔ تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ زکواۃ واجب ہے اتوا الزکوۃ پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ روزہ نہیں رکھتا تو یایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ حج واجب ہے للہ علی الناس حج البیت یہ پڑھتا ہے۔ آیت اس پر لعنت کرتی ہے اور اجر رسالت ادا نہیں کرتا تو جب یہ ۔ قل لااسلکم علیہ اجرا" الا المودۃ فی القربی پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ جس آیت پر عمل نہیں ہوتا ومن دخلہ کان امنا جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔ یہ دعا ابراہیم کا نتیجہ تھا واذ قال ابراھیم ربی اجعل ھذا البلد امنا جناب ابراہیم کی دعا ہے اس شہر مکہ کو امن کی جگہ قرار دے ۔ اگر کوئی ایسا کام کرے جو خلاف امن ہو وہاں پر تو یہ آیت خود اس پر لعنت کرتی ہے۔

درود پڑھیں۔

آیت ہے من دخلہ کان امنا جس آیت پر عمل نہیں ہو گا تو میں یہ عرض کر رہا تھا آپ کی زحمت کو کم کرنا چاہئے۔ زیادہ طول نہ ہو۔ میں آ جاؤں اپنے مطلب کے اوپر کہ سب سے اکمل اور افضل خاتم النبین ہیں۔ ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے زمانے میں ایک مدرسہ کھولا اخلاق کا درس اخلاق کا۔ ہر نبی نے لیکن سب سے بڑا مدرسہ یہ وہ کس کا تھا وہ خاتم النبین کا تھا بلکہ پیغمبرؐ نے اپنے بعثت کی یگانہ غرض اپنے اخلاق کو بتلایا بعثت لا تمم مکارم الاخلاق حضرت عیسیٰ نے بھی کھولا مگر ہمارے نبی کریم نے جو اخلاق کا مدرسہ کھولا اس سے بڑا کوئی مدرسہ نہیں اور ایسا درس اخلاق آپ کو کہیں نہیں ملے گا جیسے اس میں ہے چنانچہ آپ دیکھئے اس مدرسے محمدیہ سے جو فارغ ہو کر نکلے ہیں۔ دنیا آج تک ان کا مثل پیش نہیں کر سکتی میں چیلنج کرتا ہوں آپ اس کا مثل پیش کر دیجئے۔ مدرسہ محمدیہ سے نکلنے والے ایک علی ہیں۔ اس مدرسے سے نکلنے والے مردوں میں ایک علی کی ذات ہے۔ کوئی ہے جو علی کا مثل لے آئے آپ یہ بتلایئے۔ ہے کوئی جو علی کا مثل لے آئے میں کہتا ہوں وہ جو خدا نے کہا ہے قرآن صامت کیلئے میں کہتا ہوں لے آؤ علی کا مثل علی کا کوئی مثل نہیں لا سکتا۔ اس مدرسے سے عورتوں میں ایک معصومہ عالم جناب فاطمہ ہیں۔ اس میں ان کی عظمت اور جلالت اللہ اکبر فاطمہ یہ یاد رکھیئے گا ایک بات جلدی سے کہہ کر آگے بڑھ جاؤں آپ سب حضرات کیلئے یہ جناب فاطمہ کہ جن کا مہر اللہ نے نمک کو قرار دیا۔ آپ سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔ یہ نمک کیوں ایک بات سمجھ میں آئی دیکھئے جب آپ کسی کے ساتھ احسان کرتے ہیں جب احسان کا بدلہ وہ برائی کے ساتھ دیتا ہے تو

آپ کہتے ہیں بڑا نمک حرام ہے۔ کہتے ہیں کہ نہیں۔ حالانکہ اس نے پلاؤ بھی کھایا، حلوہ بھی کھایا ہے، لیکن کوئی نہیں کہتا حلوہ حرام پلاؤ کھایا ہے پلاؤ حرام نہیں کہتا، کتنے مصالحے کھائے لونگ کھایا لونگ حرام نہیں کہتا کیا کہتا ہے نمک حرام سب کھایا حلوہ حرام نہیں کہا لونگ حرام نہیں کہتا یہ نمک حرام کیوں کہتا ہے یہ انتخاب تمام اجزاء میں نمک کا کیوں ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی چیز فاطمہ کا مہر نہیں ہے۔ نمک فاطمہ کا مہر قرار دیا۔ یہ بتلانے کیلئے کہ چاہے کیسی ہی عبادت ہو کسی عبادت میں کسی معرفت میں کسی اطاعت میں کبھی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس میں فاطمہ کی محبت کا نمک نہ ہو۔ اس مدرسے سے۔ فاطمہ نکلی ہیں۔ امام حسن ہزاروں مرتبہ پیغمبر کی خدمت میں آئے اور بے دھڑک کبھی دوش پر کبھی پشت پر وہ سوار ہو جاتے علی نہ جانے کتنی مرتبہ آئے اور آتے رہے لیکن میں نے کہیں نہیں دیکھا بہت مطالعہ کیا اور نہ سنا کہ کبھی پیغمبرؐ تعظیم کیلئے حسنین کے کھڑے ہو گئے ہوں علی کیلئے کھڑے ہو گئے ہوں لیکن فاطمہ جب آتی تھیں تو پیغمبرؐ تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ فاطمہ جب آئیں پیغمبر تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ سمجھ میں آیا تو فاطمہ اس مدرسے سے اور نام لوں میں اس مدرسے سے فارغ ہو کر زینب نکلی ہے۔ آپ دیکھئے کلیسا میں جانے والے یا عیسیٰ کی تعریف اور مریم کی تعریف سے متاثر ہو کر آنے والے کتنے ہیں۔ جتنے آئے ان کا مقابلہ کر لیجئے زینب سے۔ جیسے دریا اور قطرہ وہ زہد یہاں مل نہیں سکتا جو زینب کے پاس ہے کہ نہ صرف والدین کیلئے علی کیلئے فاطمہ کیلئے حسن کیلئے حسین کیلئے قابل فخر ہیں جناب زینب۔ یعنی تمام انسانوں کیلئے سارے جہاں کیلئے فخر ہے۔ باپ کیلئے زینب یعنی زین ابیہا اپنے باپ کی زینت سر اللہ فی العالمین امیرالمومنین علی ابن ابی

طالب علیہ السلام یہ تمام انبیاء پر فخر کریں گے زینب کے ذریعے سے۔ زینب اپنے دور میں اپنے زمانے میں مجاھدہ فی سبیل اللہ تھیں۔ اگر پیغمبر نے عورتوں سے جہاد کو نہ ہٹایا ہوتا اگر ساقط نہ ہوتا عورتوں سے جہاد تو میدان میں پہلے زینب ہوتی۔ لیکن جہاد ایک بات عرض کروں آپ سے ہم نے اور آپ نے واقع کربلا نہیں سمجھا۔ یہ دیکھئے ہم نے اور آپ نے نہیں سمجھا واقع کربلا یہ حسین کے اصحاب انصار ارشادات امام زین العابدین اور زینب ان کے اقوال اور خطبات ان تمام مجموعوں کا نام ہے کربلا اگر پیغمبر قرآن نہ لاتے امیر المومنین نے نہج البلاغہ میں نہ دیا ہوتا۔ امام زین العابدین نے اگر یہ صحفہ سجادیہ مکارم الاخلاق دعا ابوحمزہ ثمالی یہ نہ ہوتا آپ یقین مانیئے۔ یاد رکھیئے گا کہ بشر کی سعادت اور عظمت اور جلالت اور ان کی نجات اور حیات اور زندگی کی بقاء سب کیلئے یہ واقع کربلا ہدایت کیلئے۔ واقع کربلا کافی ہے۔ واقع کربلا میں زینب کا جہاد توجہ ہم نے واقع کربلا کو ذریعہ معاش بنا لیا۔ اس لیئے سارے نکات اس پر پردہ پڑ گیا اگر آپ صرف واقع کربلا سمجھ لیں تو یہ انسانیت کی ہدایت کیلئے کافی ہے۔ مگر یہ ہے کہ ہم نے اس کو ذریعہ رزق بنا لیا۔ معاش بنا لیا للہذا اس پر پردہ پڑ رہا ہے واقع کربلا میں ہر درس موجود ہے۔ یہ واقع کربلا درس گاہ ہے۔ وہاں سے درس لینا چاہیے وہاں سے ہر چیز کا آپ کو درس ملے گا۔ دیکھئے زینب کا جہاد وہی اسیری زینب کا جہاد ہے اور بتاؤں آپ کو یہ راہ کوفہ اور شام اور قید خانے میں حسین کے بچوں کی دیکھ بھال یہی زینب کا جہاد ہے۔ اگر تمام عورتیں مل کے مردوں کے مقابلے میں آ کر فخر کریں کہ ہماری صنف میں اللہ نے فاطمہ زہراء اور زینب کو پیدا کیا تو یہ حق ہے عورتوں کو یہ فخر کرنے کا کہ ہماری صنف میں اللہ نے فاطمہ زہراء کو پیدا کیا۔ ہماری صنف میں اللہ نے زینب کو

پیدا کیا۔ یہ حق ہے عورتوں کو فخر کرنے کا اور یہ حقیقت ہے۔ دیکھئے زینب نے پیغمبر اسلام سے درس لیا۔ اس کے بعد اپنی ماں فاطمہ زہراء کی آغوش میں درس لیا پھر علی سے درس لیا سبق لیا پھر اپنے بھائی حسن سے اور اس کے بعد یہ حسین کے دوش بدوش رہیں۔ آپ سمجھے نہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ حسین کے دوش بدوش زینب ہے تمام ہر چیز میں یہ بتلاؤں آپ کو شہادت کی تکمیل زینب سے۔ شہادت کی تکمیل کس سے ہے زینب سے ہے۔ یاد رکھیئے گا آپ واقع کربلا کی بقاء۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں یاد رکھیئے گا کہ واقع کربلا کی علت مبقیہ زینب ہے۔ آج واقع کربلا مٹ گیا ہوتا اگر زینب نہ ہوتی۔ احسان ہے زینب کا کہ واقع کربلا ہم تک پہنچا۔ سن رہے ہیں آپ اور یہ سند لی اپنے بھتیجے زین العابدین سے کوفہ میں کہ امام زین العابدین اپنی پھوپھی سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انت عالمہ غیر معلمہ آپ عالمہ غیر معلمہ ہیں آپ عالمہ ہیں آپ کو تعلیم نہیں دی گئی۔ یہ سند کس سے لی امام زین العابدین سے خدا اور اس کے رسول اور امام کی طرف سے جو حکم تھا زینب کیلئے زینب نے اس پر من وعن عمل کیا کہیں سے اس میں کمی اور زیادتی نہیں جو حکم تھا پیغمبرؐ کا اس پر عمل کیا اور جو امام کا حکم تھا عمل کیا محدث استر آبادی نے لکھا کہ معصومہ عالمہ سیدہ زہراء کا جنازہ رات میں جا رہا تھا کیونکہ فاطمہ کی وصیت تھی میرے جنازے میں سلمان ابوذر اور حسنین ہوں ان دنوں میں زینب کم سن تھیں۔ رات کا وقت ہے۔ پردہ شب میں جنازہ جا رہا تھا ایک مرتبہ امیرالمومنین کے کان میں کسی آنے والے کی چاپ سنائی دی کوئی آ رہا ہے امیرالمومنین کھڑے ہو گئے۔ امام حسن سے فرمایا بیٹا دیکھو کون آ رہا ہے۔ تو امام حسن نے فرمایا بابا کوئی اور نہیں ہے زینب آ رہی ہے اللہ اکبر

آپ نے فوراً" فرمایا ارجعی زینب فوراً" واپس ہو جاؤ ابھی تمہارے نکلنے کا وقت نہیں آیا۔ زینب عالمہ غیر معلمہ انہوں نے سمجھ لیا کہ میرے باپ کی جانب سے میرا وظیفہ یہ ہے کہ مجھ کو کسی حالت میں نکلنا نہیں چاہیئے۔ اور واقعاً" سخت سے سخت وقت آیا مگر زینب کبھی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی انیسویں ماہ رمضان مبارک میں جب فضاء میں آواز گونجی قتل علی۔ علی مار ڈالے گئے با خدا کوفے میں کوئی عورت ایسی نہیں جو گھر سے باہر نہ نکل آئی ہو۔ اس آواز کو سن کر مگر علی کی بیٹی۔ کبھی دروازے پر آتی ہے اور صحن خانہ میں چلی جاتی ہے۔ بے چین ہے اس سے بھی زیادہ سخت مواقع آئے خیمہ میں۔ آپ تشریف فرما ہیں کس نے آکر خبر دی کہ آپ کے دونوں فرزند عون و محمد مار ڈالے گئے لاش در خیمہ پر ہے با خدا زینب خیمے سے باہر نہیں آئیں پھر کسی نے کہا کہ آپ کا بھتیجا قاسم مار ڈالا گیا لاش در خیمہ پر ہے پامال بھی ہو گئے مگر زینب باہر نہیں آئیں۔ سخت سے سخت موقع آیا عباس کی شہادت یعنی سکینہ کم سن تھی خیمہ سے نکل آئی مگر زینب نہیں نکلی مگر ایک وقت آیا ہے ارباب عزا ایک وقت آتا ہے وہ کونسا وقت بتلاؤں دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے جب حسین کا جوان بیٹا علی اکبر گھوڑے سے گرا ہے اور اس نے الوداعی سلام کیا تو کیا ہوا معلوم ہے آپ کو۔ جب یہ آواز آئی اس وقت آپ کو رونا نہ آئے نہ روئیے گا مگر جب گھر جا کر بستر پر لیٹے گا تو سوچئے گا اس وقت جی بھر کر رو لیجئے گا اگر آپ سوچیں گے زینب نے حسین سے پہلے بھائی سے پہلے اپنے آپ کو پہنچا دیا۔ سب سے زیادہ محبت اولاد سے ماں کو ہوتی ہے۔ اتنی محبت کسی کو نہیں ہوتی بہر حال زینب پھوپھی ہیں اور لیلیٰ ماں ہیں سوال یہ ہے کی لیلیٰ کو پہلے آنا چاہیئے تھا نکلنا چاہیئے تھا۔ زینب تو پھوپھی ہیں یہ کیوں نکل کے گئی ہیں۔

بہت پریشان تھا مطالعہ کر رہا تھا مقتل دیکھ رہا تھا کہ جب علی اکبر گھوڑے سے گرے اور آواز دی تو خیمے میں لیلیٰ نے بھی اس آواز کو سنا۔ اس آواز کو سنتے ہی غش کھا کر گری جب غش سے افاقہ ہوا چاہتی تھی کھڑی ہو کمر نے جواب دے دیا۔ مقتل کی طرف منہ کر کے کہا بیٹا سب سے پہلے میں آتی مگر تیرے مرنے سے میری کمر نے جواب دے دیا۔ اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے جعل کم اللہ من الباکین رونے اور رولانے والوں میں قرار دے زینب دیکھئے کوفے میں بھائی کو کہا گیا خارجی وہاں جہاد کیا۔ بتلایا ایک ایک تک پہنچایا کہ یہ فرزند رسول ہے۔ یہ فاطمہ کا بیٹا ہے۔ زینب نے پہچنوایا اپنے بھائی کو اور خطبوں کے ذریعے سے جو انقلاب لائیں۔ زینب نے بازاروں میں ایسا خطبہ دیا آپ نے یقین مانئے کہ نظروں کے سامنے یا دیواروں کے پیچھے یا چھتوں پر سے جس کسی نے سنا تو ایک مرتبہ سب کہنے لگے کہ علی کہاں سے آ گئے۔ ایسا لہجہ تھا زینب نے کچھ خطابات کیئے ہیں زینب کے کچھ خطابات ہیں پہلا خطاب یہ قتل گاہ میں آنے کے بعد زینب کا پہلا خطاب اللہ کی طرف منہ کیا ہاتھ اٹھائے خدایا آل محمد کی اس حقیر قربانی کو قبول فرما لے۔ اللہ اکبر آل محمد کی قربانی قبول فرما اور دوسرا خطاب اپنے نانا سے کیا شیخ جعفر شتری لکھتے ہیں کہ اس وقت حالت زینب کی ایسی تھی کہ قریب تھا کہ روح زینب کے بدن سے نکل جائے۔ پیغمبر آئے نانا کو دیکھ کر زینب سنبھل گئی نانا سے خطاب کیا یاجلہ نانا صلی علیک ملائکتہ السماء نانا آپ پر آسمان کے فرشتوں نے نماز پڑھی وھذا حسین مرمل بالدمہ نانا یہ آپ کا حسین اجرکم علی اللہ مزبوح الراس من القفا مسلوب العمامہ والردہ۔ اجرکم علی اللہ

تیسرا خطاب زینب نے اپنے باپ امیرالمومنین سے کیا ہے کہ بابا آپ نے اس کو گوارہ نہیں کیا کہ میرے قدو قامت پر کسی نا محرم کی نظر پڑے۔ ماں کے جنازے میں آپ نے شریک ہونے نہیں دیا۔ بابا آپکی بیٹی زینب اسیر ہے۔ اجرکم علی اللہ ایک خطاب ماں سے کیا ماں سے ایک کلمہ کہا کہ میں تمام معنی میں نیابت کر رہی ہوں واقعاً فاطمہ کی جگہ کے اوپر زینب خدمت انجام دے رہی تھی اجرکم علی اللہ لیکن ایک خطاب ارباب عزا دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے گا چند خطابات اپنے بھائی سے کیے ہیں ایک تو جب مقتل پہنچی زینب نے دیکھا ایک جسم تیروں سے چھلنی ہے منہ کے بل لاش پڑی ہوئی ہے متوجہ کیسے ہوئی دیکھا نظر جمی ہوئی تھی کہ قتل گاہ میں کس کی لاش ہے سمجھ میں نہیں آ رہا ایک مرتبہ دیکھا کہ فرات کی طرف سے دو کبوتر آ گئے ان کی منقاروں میں پانی تھا کٹی ہوئی گردن پر ان کبوتروں نے پانی بہایا اور چلے گئے۔ اب زینب کی توجہ ہوئی اللہ اکبر اب پہچانا کہا انت اخی الحسین تو ہی میرا بھائی ہے اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے انت اخی کیا تو ہی میرا بھائی ۔ زینب کا ایک اور خطاب چلتے ہوئے کہا چند خطابات ہیں ایک تو اس وقت بھی ہے جب نوک نیزہ پر پہلی مرتبہ زینب نے سر دیکھا ایک بار کہا تھا کہ بھیا جب تک تیرے سر پر عمامہ تھا زینب کے سر پر چادر تھی تیرے سر سے عمامہ اترا زینب کے سر سے چادر اتر گئی۔ اجرکم علی اللہ ارباب عزا ایک خطاب سنئے آپ۔ زینب نے اپنے بھائی سے خطاب کیا کہا بھیا شقیا نے قتل کیا جو مصیبت پہنچائی وہ تو پہنچائی۔ ہو سکتا ہے کہ میں ساری مصیبت تیری بھول جاؤں زینب بھول جائے مگر ایک مصیبت تیری زینب کبھی نہیں بھول سکتی وہ یا فرات کے کنارے پیاسا ذبح ہونا وہ زینب کبھی نہیں بھول سکتی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس نہم

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ الخ

یہ آیت یہ مجلس حسین ہے۔ یہ روزہ خانی ہے۔ یہ آیت اور خداوند عالم ہے قاری پڑھنے والا ان اللہ اشتری من المومنین یقیناً" اللہ نے خریدا۔ اشتری کے معنی خریدنے کے ہیں اشتری کے دو معنی ہیں عربی لغت میں۔ اشتری کے معنی بیچنے کے بھی ہیں۔ خریدنے کے ہیں۔ یہاں خریدنے کے ہیں۔ یقیناً اللہ نے خریدا من المومنین مومنین سے انفسھم ان کے نفسوں کو۔ ان کی جانوں کو۔ واموالھم اور ان کے مالوں کو خریدا بان لھم الجنہ اس امر کے بدلے میں ان کیلئے جنت ہے۔ یعنی جنت کے عوض میں خریدا۔ جان لی اور جنت دی۔ وہ مومنین کون سے ہیں کہ جن سے خریدا ان کے علائم بتلائے ہیں یقاتلون فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ اللہ کی راہ میں قتال کریں گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے فیقتلون اور اللہ کی راہ مین کفار اور مشرکین اور منافقین کو قتل کریں گے ویقتلون اور آخر میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جائیں۔ قتل کر دیئے جائیں گے ۔ درود پڑھیں

یقتلون آخر میں وہ قتل کر دیئے جائیں گئے دیکھئے خداوند عالم نے اپنے حبیب ہی سے یہ واقع بیان نہیں کیا۔ میں ہر مجلس میں یہ بتلاتا چلا آ رہا ہوں تقریبا یہ اوصاف یہ صفات جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ علائم جو اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ صرف امام حسین پر منتبق ہوئے ہیں اس لئے کہ حسین نے بیچا۔ عالم زر میں اور صرف حسین ہیں جنہوں نے اپنی جان اپنے اموال کوئی چیز حسین نے نہیں رکھی۔ اپنے لئے سب بیچ دیا اور

اس طرح کسی نے بھی نہیں۔ آپ دیکھئے جائزہ لیجئے انبیاء اوصیاء آئمہ میں کسی نے سوائے حسین کے سارے اموال کو نہیں بیچا۔ حسین نے اپنے لیئے کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ جان کے ساتھ ساتھ مال اور جو کچھ حسین کے پاس تھا سب بیچ دیا۔ اللہ کی راہ میں اور جنت لے لی۔ یہ جنت حسین کی ہے۔ خداوند عالم نے اس واقع کو صرف اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر نہیں کیا۔ توریت میں زبور میں انجیل میں قران میں ساری آسمانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حسین یہ قطب ہے عالمین کا۔ جملہ انبیاء' اوصیاء' اولیاء اور مومنین کے قلوب حسین کے پاس ہیں۔ سر اللہ فی العالمین امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ اسلام کا ارشاد گرامی ہے ان الحسین محبتہ مکتونتہ فی قلوب المومنین یقیناً حسین کی ایک خاص محبت ہے۔ مخصوص ہے مومنین کے دلوں میں جو کسی اور کی نہیں ہے۔ ایک خاص محبت ان الحسین محبہ مکتونہ ایک چھپی ہوئی محبت ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ خاص محبت ہے۔ مومنین کے دلوں میں جو اور کسی معصوم کی کسی امام کی وہ نہیں ہے۔ حسین کی زیارت میں ایک فقرہ ہے اس سے بھی استفادہ ہوتا ہے کہ خاص محبت قلوب من والاہ قبرہ ان لوگوں کے دل جو حسین سے محبت رکھتے ہیں حسین کی قبر ہے۔ قلوب من والاہ قبرہ ان لوگوں کے دل حسین کی قبر ہیں جو حسین سے محبت رکھتے ہیں۔ حسین سے مودت رکھتے ہیں۔ جو حسین کو چاہتے ہیں حسین کی قبر ہے۔ یہ لفظ قبر سے کیوں تعبیر کیا۔ قبر کیوں فرمایا ایک قبر میں دو شخص دفن نہیں ہو سکتے۔ ایک قبر میں ایک ہی ہونا چاہئے تو اس قبر سے تعبیر فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو خاص محبت حسین کی دلوں میں ہے اس میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ درود پڑھیں

ایک خاص محبت ہے حسین سے اس میں کوئی شریک نہیں ہے اور یہ منافات نہیں۔

ہے ان کی محبت ہے اور خود اللہ نے بھی حکم دیا ہے۔ پیغمبر اسلام نے بھی حسین سے اس خاص محبت کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے تمام آئمہ طاہرین نے بھی اس محبت کا حکم دیا ہے۔ زیارت کا۔ حسین پر رونے کا گریہ کرنے کا۔ ایک خاص حکم۔ وہ آئمہ طاہرین بھی حسین کے بارے میں بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ یہ صادق آل محمد نے کہا حسین برگزیدہ خدا ہیں فرزند محمد مصطفیٰ ﷺ فرزند علی مرتضیٰ نور چشم فاطمہ زہراء حسین از خود کچھ نہیں رکھتے۔ جو کچھ حسین کے پاس ہے یا جو کچھ حسین کا ہے وہ سب اللہ کا ہے - ہر وہ شے جو حسین کی طرف منسوب ہے۔ وہ اللہ کی طرف ہے۔ حسین کی معرفت اللہ کی معرفت ہے۔ حسین سے محبت اللہ سے محبت ہے۔ حسین کی دوستی۔ اچھا اور حسین کا نہ پہچاننا ۔اللہ کا نہ پہچاننا ہے اور حسین کو اذیت اللہ کو اذیت دینا ہے۔ مختصر یہ کہ ہر چیز حسین کی اللہ کی ہے - حسین کا خون اللہ کا خون ہے۔ آپ زیارت میں نہیں پڑھتے اسلام علیک یا ثار اللہ وابن ثارہ والوترالموتر۔ صلوات

حسین بے مثل اور عجیب ہیں۔ حسین کا کوئی مثل نہیں ہے۔ حسین پر گریہ میں چاہتا ہوں کہ با معرفت ہو۔ با بصیرت ہو۔ آج یہ واضح کر دوں مقدمہ ہے۔ تمہید ہے۔ حسین کی مصیبت ایک ایسی مصیبت ہے۔ کہ جس کے سامنے بھی یہ مصیبت بیان ہو وہ گریہ کو ضبط نہیں کر سکتا۔ چاہے کسی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ جو بھی ہو۔ حسین کی مصیبت ہی ایسی ہے۔ طبعاً" از حیث طبعیت۔ وہ متاثر ہو گا اور روئے گا۔ یہ دیکھے اس طرح کا رونا کہ وہ کونسا رونا ہے کہ جو حسین کو مطلوب ہے اور حسین کو پسند ہے اور حسین کی مادر گرامی کے جو صاحب عزا ہیں۔ حقیقت میں مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ اور وہ دیکھ رہی ہیں۔ آپ کو دیکھ رہی ہیں۔ آپ کے رونے کو بھی دیکھ رہی ہیں۔ آئمہ طاہرین یہ مجالس میں موجود

ہوتے ہیں۔ یہ ایک خصوصیت مجلس عزا حسین کی یہ ہے۔ کہ مجلس عزا حسین میں معصوم شریک ہوتے ہیں۔ معصومہ عالم شریک ہوتی ہیں۔ یہ سب شریک ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک دو نہیں سینکڑوں حدیثیں ہیں۔ اس وقت شریک ہوتے ہیں اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ معصومین مجلسوں میں آتے ہیں دیکھتے ہیں۔ اور اس کے بعد ظاہر ہے وہ آپ کیساتھ۔ سامنے کی بات ہے۔ اگر کسی کا کوئی بیٹا مرجاتا ہے اور آپ کسی مجلس میں وارد ہوتے ہیں اور اس مجلس میں آپ کے بیٹے کی تعزیت کے سلسلے میں مثلاً وہ مجلس ہے۔ تو آپ اہل مجلس کے شریک ہو جائیں۔ تعزیت ہے آپ بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔ کہ معصومین مجلس میں آتے ہیں اس سلسلے میں ایک دو نہیں سینکڑوں حدیثیں ہیں اس وقت شریک ہوتے ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا معصومین مجلسوں میں آتے ہیں دیکھتے ہیں آپ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے تو معصومین مجلس میں آتے ہیں اور رونے میں آپ کے شریک ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور استغفار کرتے ہیں۔ آپ مصیبت سے متاثر ہو کر روتے ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کی دعا اور ان کا استغفار خالص ہو گا۔ وہاں تو کوئی نہ ریاء کا شائبہ ہے اور نہ کوئی اور چیز۔ ان کی دعا بھی خالص۔ اور ان کا استغفار بھی خالص۔ اور ان کی دعا رد نہیں ہوتی۔ صلوات۔

معصومین دعا کرتے ہیں بالخصوص جناب سیدہ —— عزاداری۔ بہت زیادہ احادیث میں چھان بین کیا تلاش کیا۔ عزاداری سید شہداء میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی عبادت۔ اجر و ثواب کے لحاظ سے نظر نہیں آتی۔ سب اجر کے اعتبار سے۔ ثواب کے لحاظ سے اہمیت کے اعتبار سے یہ عزاداری سب نے اس کو اہمیت دی ہے۔ یہ امام حسین کا واقعہ کوئی عام نہیں ہے۔ سب نے اس کو اہمیت دی ہے لیکن بہر حال یہ با معرفت ہونا

چاہئے۔ گریہ با معرفت حسین یہ چند دن آپ کے ہیں یہ مقدمہ ہے کہ آپ با معرفت با بصیرت متوجہ ہوں۔ میں نے بتلایا آپ کو کہ حسین کی مصیبت کوئی نہیں روک سکتا۔ کتنا ہی سنگ دل کیوں نہ ہو ۔ مختصر یہ کہ اگر غیروں کے سامنے ہندوؤں کے سامنے بھی اگر یہ مصائب بیان ہوں تو وہ بھی اپنے گریۓ کو ضبط نہیں کر سکتے۔ جیسے جب اہل بیت مجلس یزید میں وارد ہوئے وہاں جتنے بھی غیر مسلم تھے ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو ان کی مصیبت سے متاثر ہو کر رویا نہ ہو۔ دربار میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے گریہ نہ کیا۔ خود یزید باوجود اتنا سنگ دل ہونے کے وہ یزید بھی رویا۔ اٹھا کر دیکھیے تاریخ ۔ سنگ دل ہونے کے باوجود یزید بھی رویا۔ جناب سکینہ کا بیان ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے یزید سے زیادہ سنگ دل نہیں دیکھا وہ بھی رویا اور کہنے لگا ایک امر تھا ایک واقع تھا ہو گیا۔ وہ بھی رویا دیکھئے مصیبت ایسی ہے کہ کوئی بھی سنے گا۔ اس کے سامنے مصیبت حسین بیان ہو گی وہ متاثر ہو گا۔ یہ رونا حسین کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ با بصیرت با معرفت رونا قیمت رکھتا ہے۔ دیکھئے یہ سمجھ کر کہ حسین کیا ہیں۔ حسین کی کوئی چیز از خود نہیں ہے یہ حسین کا خون رسول کا ہے۔ حسین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے حسین یہ سمجھئے ۔ متوجہ رہنا چاہئے کہ حسین کون ہیں یہ حسین واقعاً" یہ عالم امکان کا جوہر اور خلاصہ ہے اور انتخاب ہیں۔ عالم امکان میں حسین کا کوئی مثل نہیں ہے حسین جو ہر عالم امکان کا قطب۔ حسین کو سمجھ لیجئے کہ خاتم النبین جیسا شخص حسین کا نانا ہے اور علی مرتضٰی جیسا شخص حسین کا باپ ہے اور فاطمہ زہراء جیسی ماں ہیں۔ کسی کا نسب کسی کا حسب حسین کی مانند نہیں ہے۔ توجہ اگر آپ غور کریں فکر کریں حسین بے مثل ہیں حسین حسب و نسب میں کوئی حسین کا شریک نہیں ہے۔ بتایا میں نے خاتم النبین جیسا حسین کا نانا علی مرتضٰی جیسا باپ اور فاطمہ

زھراء یہ حسین کی ماں ہے ہمارے نبی کریم کا نسب بھی وہ نہیں ہے جو حسین کا ہے۔۔ پیغمبر کا بھی نسب نہیں ہے جیسے نانا حسین کے ویسے پیغمبر کے بھی نہیں ہیں جیسے باپ حسین کے ویسے رسول اللہ کے باپ نہیں ہیں جیسی ماں حسین کی ویسی پیغمبر کی ماں نہیں ہے۔ صلوات۔

سمجھ لیجئے آپ ویسی ماں پیغمبر کی بھی نہیں ہے ۔بتلائیے آپ ہمارے نبی کریم کے پدر بزرگوار عبداللہ ہیں یہ عبد اللہ باپ ہیں۔ کیا یہ امیرالمومنین کے مقابل میں ہیں۔ نہیں ہیں۔ الحاصل امیر المومنین کی نسل میں امام حسین جیسے امیرالمومنین کے بیٹے حسین کے نانا ویسے نانا امیر المومنین کے نہیں ہیں۔ امیرالمومنین کی ماں فاطمہ بنت اسد ہیں۔ لیکن فاطمہ بنت اسد کہاں اور فاطمہ زھرا کہاں۔ صلوات۔

جیسا بھائی حسین کا بتایئے۔ حسن مجتبیٰ یہ کہے آپ حسن کے نانا بھی ویسے۔ حسن کے باپ بھی ویسے۔ فرق ایک چیز میں الگ ہی ہے حسین حسین بے مثل ہیں۔ کیوں دیکھئے جیسی اولاد حسین کی ویسی حسن کی نہیں ہے۔ حسین کی اولاد کا جائزہ لیجئے آپ حسین کی اولاد میں ایک علی ابن الحسین۔ یہ حسین کی اولاد ہیں کون پیش کر سکتا ہے۔ کون ہے علی ابن الحسین کا مثل۔ لایئے آپ مختصر سے خلاصہ کے ساتھ علی ابن الحسین ایک جماعت اچھی خاصی داخل ہو گئی خانہ کعبہ میں اور سخت گرمی تھی بارش نہیں ہو رہی تھی یہ پیاس کا ہر شخص پر غلبہ تھا۔ پیاس نے پریشان کر رکھا تھا یہ ساری جماعت مل کر دعا کر رہی ہے مگر کسی کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ ان میں ایک مالک نام کا شخص بھی ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک جوان آیا اور اس نے ہم میں سے ہر ایک کا نام لے لے کر پکارنا شروع کیا کہا۔ اے فلاں کیا تم میں

کوئی اس قابل نہیں ہے کہ جس کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ تم میں کوئی نہیں ایسا دیکھئے حضرت نے بتلایا نکتے کی بات یاد رکھئے گا۔ حضرت نے بتلایا کہ اللہ جس کو دوست رکھتا ہے اس کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ صلوات۔

جیسے اللہ دوست رکھے گا اس کی دعا کبھی رد نہیں ہو گی۔ تو کیا تم میں کوئی ایسا نہیں کہ جیسے اللہ دوست رکھتا ہو۔ پھر آپ خود آئے دو رکعت نماز پڑھی اور جانب آسمان ہاتھ بلند کئے خدایا تجھ کو اس محبت کا واسطہ جو تجھ کو مجھ سے ہے۔ ان لوگوں کو پانی سے سیراب فرما۔ ادھر دعا کے الفاظ تمام ہوئے ادھر ابر آیا اور برسا۔ صلوات

یہ ہے حسین کا بیٹا۔ دعا کی پانی برسا ایک شخص آگے بڑھا اس نے کہا قسم ہے خدا کی آپ کو۔ آپ کون ہیں۔ پہلے یہ پوچھا کہ آپکو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ آپ کو دوست رکھتا ہے کہا کہ اللہ اگر مجھے دوست نہ رکھتا تو میں یہاں کبھی بھی نہیں آتا۔ میں آیا ہوں تو محبت اس کی مجھے کھینچ کر یہاں لائی ہے۔ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اس کی محبت مجھے کھینچ کر لائی کہا آپ بتلا دیجئے آپ کو اس کی قسم آپ کون ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ علی ابن الحسین ہیں صلوات۔

آپ ان کی شخصیت دیکھیں یہ حسین کا بیٹا ہے۔ سب پہچانتے ہیں۔ فرزدق نے کیا کہا تھا ہشام کے سامنے هذا الذی تعرفه بطحا والبیت یعرفه والحل والحرم خانہ کعبہ پہچانتا ہے۔ حل و حرم پہچانتے ہیں۔ ان کی تعریف توصیف میں اس نے دریا بہا دیا۔ الحاصل یہ علی ابن الحسین حسین کی اولاد ہیں۔ بتائیے امام حسن کی اولاد میں ایسا نہیں ملے گا اور حسین کی اولاد میں امام محمد باقر کہ پیغمبر نے۔ سرکار دو عالم نے جابر ابن عبداللہ انصاری

کے ذریعے سے خصوصی سلام کہلوایا تھا۔ جابر نے آکر سلام امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں نقل کیا۔ اس کے بعد جب جابر بیمار ہو گئے۔ حضرت بات چیت کیلئے تیمارداری کیلئے گئے۔ جابر ابن عبد اللہ کی۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا۔ اس سے آپ کی عظمت اور جلالت کا اندازہ ہو گا کہ حسین ابن علی کی اولاد میں کیسے کیسے بچے تھے۔ امام محمد باقر نے جابر سے پوچھا جابر کیا حال ہے۔ تو جابر نے کہا مولیٰ اب تو میں اپنے کو اس منزل پر پا رہا ہوں کہ میں موت کو حیات پر ترجیح دیتا ہوں ۔ مرض کو میں صحت پر ترجیح دیتا ہوں اور فقر و فاقہ کو تونگری پر مال داری پر ترجیح دیتا ہوں۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ۔ جابر دیکھو۔ تم میں اور ہم میں فرق یہ ہے۔ یعنی حضرت نے فرمایا آل میں اور اصحاب میں فرق یہ ہے کہ تم موت کو حیات پر ترجیح دیتے ہو مرض کو صحت پر ترجیح دیتے ہو فقروفاقہ کو مال داری پر ترجیح دیتے ہو لیکن ہم اس حالت کو ترجیح دیتے ہیں کہ جس حالت میں اللہ ہم کو رکھے۔ اگر وہ مرض کی حالت میں رکھے تو مرض کو۔ اگر وہ صحت میں رکھے تو ہم صحت کو ترجیح دیتے ہیں۔ صلوات

ہم تو اللہ کے تابع ہیں۔ اللہ ہم کو جس حالت میں رکھے۔ دیکھا آپ نے حسین کا ایک بیٹا یہ امام ہے اور حسین کا ایک بیٹا صادق آل محمد ہے۔ جن کے بارے میں امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مارائت افقہ من جعفر ابن محمد میں نے جعفر ابن محمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ نہیں پایا۔ اور ایک دفعہ جب امام جعفر صادق پر نظر پڑی تو اس نے کہا تھا ماھذابشر یہ تو بشر نہیں ہیں۔ صادق آل محمد کی شان میں کہا تھا کہ یہ بشر نہیں ہیں۔ صادق آل محمد ان کی کنیت ابو عبداللہ حسین کا ایک بیٹا باب الحوائج امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ ان کا یہ بیٹا منیٰ میں سے گزر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک عورت عجوزہ بوڑھیا۔ وہ رو

رہی ہے اور اس کے ارد گرد اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ بھی رو رہے ہیں اور سامنے ایک گائے مری ہوئی پڑی ہے۔ امام کی کیا صفت ہے کہ ایک تو اس کو ہر گھر کی خبر ہو اور حکم خدا سے مردے جلائے۔ حضرت نے فرمایا انا افعل ذالک میں تو ایسا کرتا ہوں اما عندک فخمسه دنانیر تمہارے پاس پانچ دینار ہیں یہ سمجھ لیجئے کہ جب امام کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس پانچ دینار ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ کیسے ہیں۔ حلال طریقے سے اس نے حاصل کیا ہے یا حرام طریقے سے اس نے حاصل کیئے۔ ہیں کس قسم کا ہے۔ یہ بھی امام کو معلوم ہو گا۔ کہا تمہارے پاس پانچ دینار ہیں یہ بھی معلوم ہو گا امام کو اس میں سے حق نکلا ہے خمس نکلا ہے یا نہیں نکلا۔ سب امام کو معلوم ہو گا اور جلانے کا مسئلہ یہ ہے تیری زوجہ تیری بیوی ایک سال پہلے مری ہے قد احییتها الساعه میں نے ابھی اس کو زندہ کیا ہے اور زندہ کر کے تیرے گھر بھیج دیا ہے۔ صلوات ۔

وہ گھر آیا دیکھا کہ اس کی بیوی گھر میں موجود ہے۔ اس سے پوچھا اس نے بیان کیا کہ اس طرح سے میں زندہ ہوئی۔ تو امام رضا علیہ السلام کا حلیہ بیان کیا کہ کس طرح کا ہے۔ ان کے حکم سے میں زندہ ہوئی ایک سال تک وہ وہاں رہی تو حسین کا ایک بیٹا یہ بھی ہے۔ دیکھئے آپ کہ اللہ نے جو حسین کو اولاد دی ہے اس کا کوئی مثل پیش نہیں کر سکتا اور حسین کا ایک بیٹا امام محمد تقی علیہ السلام ہیں۔ حسین کا فرزند محمد تقی محمد جواد لقب ہے اور جواد معلوم ہے امام جواد یہ لقب کہاں سے کب اور کس وقت ـــــ ویسے تو تمام القابات من جانب اللہ ہیں جواد کے لقب سے آپ بہت زیادہ مشہور ہوئے۔ یہ نفائس الاخبار میں دیکھا کہ ام الفضل کو تکلیف تھی اس امر سے کہ میرے باپ مامون نے میرا عقد کیوں امام محمد تقی سے کر دیا۔ کسی مال دار سے کیا ہوتا دین کے لحاظ سے صحیح ہے مگر دنیا ان کے پاس نہیں

ہے یعنی ہماری اور آپ کی زبان میں اس کو یہ کیا خبر ہے کہ کائنات ان کی ٹھوکروں پر ہے۔ وہ یہ سمجھ رہی ہے کہ میرے باپ نے میری شادی ایک غریب سے کر دی ہے۔ بہر حال میں ماموں کی بیٹی ہوں کسی ایسے شخص سے میرا عقد ہونا چاہئے تھا کہ جو میرے باپ کے ٹکر کا ہو۔ مالدار ہو یہ عورتوں میں خبر گشت کرنے لگی کہ ام الفضل ناراحت ہے۔ پریشان ہے اس عقد سے اس کو دنیا چاہئے کوئی مال دار ہونا چاہئے۔ دنیا دار ہونا چاہئے کوئی ظاہری مال دار ہو وہ ناراحت ہے پریشان ہے۔ اسے دنیا چاہئے یہاں دنیا نہیں ہے۔ ظاہری اسے وہ آزادی نہیں ہے وہ ماموں کی بیٹی ہے۔ کچھ تقاضے ہیں اس کو آزاد ہونا چاہیے جو باتیں باپ کے گھر ہیں وہ باتیں امام محمد تقی کے گھر تو نہیں ہیں۔ یہ بات جب عورتوں میں مشہور ہوئی تو عورتوں سے مردوں میں آئی۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ عورتوں کی صفت ہے کہ وہ ہضم ہی نہیں کر سکتیں کسی بات کو بھی۔ جب تک کہ وہ بیان نہ کر لیں۔ آپ چاہئے کسی مرتبے پر عہدے پر فائز ہوں۔ عورتوں میں یہ خاص بات ہے کہ وہ ہضم نہیں کر سکتیں۔ ہر طرف چرچا ماموں تک بات پہنچی ماموں نے دیکھا کہ میری بیٹی پریشان ہے تو وہ پریشان ہوا۔ تو امام محمد تقی علیہ اسلام نے ماموں کو پیغام دیا کہ ماموں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تمام فقراء پر ایک ایسا احسان کروں کہ آج تک کسی نے فقراء پر ایسا احسان نہ کیا ہو۔ بہت بڑا دعویٰ ہے کہ کسی نے ایسا احسان نہ کیا ہو مگر اس شرط کے ساتھ کہ اعلان تمہاری طرف سے ہو گا۔ شاہی اعلان ہو۔ تمام فقراء جو ملک میں ہیں ان سب کو یہ اطلاع دی جائے خبر دی جائے۔ کہ فلاں تاریخ کو سب مسجد میں جمع ہو جائیں اور حسین کا بیٹا یہ احسان کرنا چاہا رہا ہے۔ اعلان ہو جائے سب کو بتلا دیا جائے وہ آ جائیں میں احسان کروں اولین و آخرین میں ایسا کسی نے احسان نہیں کیا۔ جیسا میں کرنا چاہ رہا ہوں اعلان ہوا ماموں کی طرف سے فرمان جاری ہو گیا۔

مقررہ تاریخ پر تمام فقراء مسجد میں جمع ہو گئے۔ تل رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ تمام لوگوں کا مجمع ہے کہ امام محمد تقی اتنا بڑا دعویٰ۔ کیا احسان فرما رہے ہیں مگر ہر شخص کو اس امر کا یقین ہے کہ امام محمد تقی علیہ اسلام کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ان کے ہاں جھوٹ نہیں ہے جھوٹ تو اللہ نے ان سے دور رکھا ہے۔ کبھی بھی جھوٹ ان کے پاس نہیں آیا تمام امراء رؤساء علماء جوھلا تمام عورتیں مرد ایک مجمع ہے۔ یہ دیکھنے آ رہے ہیں کہ امام کیونکر اور کیسے احسان فرما رہے ہیں۔ مسجد میں مخلوط مجمع ہے۔ فقراء ہیں ایک فقیر یہاں ہے اس کے ارد گرد دوسرے لوگ بھی ہیں۔ اس طرح کا مجمع ہے۔ حضرت منبر پر تشریف لے آئے۔ سامنے یہاں ماموں وزراء سب بیٹھے ہیں۔ امام منبر پر آتے ہیں آپ نے حمد و ثناء کے دریا بہا دیئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب ایسا دور آگیا ہے۔ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ آل محمدؐ سے رشتے کو لوگ عیب سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس دنیا نہیں ہے۔ تو میں آج یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ دنیا ہماری ٹھوکروں پر ہے۔ ہم نے جان بوجھ کر دنیا کو منہ نہیں لگایا ہے اس وجہ سے بھی ہم نے دنیا کو منہ نہیں لگایا۔ فقہی مسئلہ ہے کہ باپ جسے طلاق دے دے وہ اولاد پر حرام ہو جاتی ہے۔ تو علی تو دنیا کو طلاق دے چکے تھے پھر کیسے منہ لگاتے۔ یہ تو حرام تھی ان کے اوپر۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ خطبہ ختم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا هذا احساننا علی الفقراء یہ ہمارا احسان ہے تمام فقیروں پر۔ ادھر یہ فرمایا ادھر آپ کی آستین مبارک سے جواہرات کی تھیلیاں نکلنا شروع ہوئیں۔ اور ہر فقیر کی آغوش میں آ کر گری جیسے آپ کا ہاتھ غلطی نہیں کرتا۔ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے ہاتھ سے غلطی ہو گئی ہو لقمہ ادھر ادھر چلا گیا ہو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تو جیسے آپ کا ہاتھ کھانے کے مسئلے پر غلطی نہیں کرتا یا شہد کی مکھی۔ ایک جیسے گھر ہیں سب کے۔ مگر کبھی کوئی مکھی دوسرے کے

گمر میں نہیں جائے گی۔ غلطی نہیں کرتی یہ دنیا میں آپ نے ایک نمونہ دیکھلایا امام نے۔ قیامت کے دن بھی تو ہر شخص کے نامہ اعمال یہ سب کے نامہ اعمال یہ فائلیں تیار ہو رہی ہیں وہ دو ہیں فرشتے جو لکھ رہے ہیں اور تیار کر رہے ہیں۔ دو رات میں رہتے ہیں دو دن میں رہتے ہیں ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید اور اس نامہ اعمال کو امام نے طائر کہا ہے وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقھم و نخرج لہ یوم القیامہ کتابا یلقاء منشورا تو قیامت کے دن اولین و آخرین کا مجمع ہو گا۔ یہ نامہ اعمال ایسے نہیں کہ بلا بلا کر دیا جائے گا۔ یہ سب کچھ نہیں۔ جیسے ایک مرتبہ آپ کبوتروں کو اڑا دیتے ہیں اسی طرح نامہ اعمال میدان حشر میں ایک دفعہ اڑا دیئے جائیں گے۔ جس کا نامہ اعمال ہو گا اگر دائیں ہاتھ میں آیا تو اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ خیریت ہے۔ اگر بائیں ہاتھ میں۔ بہر حال ہر ایک کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ تلقین میں آپ اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں آپ تلقین میں نہیں پڑھتے الجنت حق و النار حق وتطائر الکتب حق اور نامہ اعمال کا قیامت کے دن اڑیا جانا حق ہے۔ صلوات۔

کل انسان الزمنہ طاہرہ فی عنقہ و نخرج لہ یوم القیامتہ کتابا یلقاہ منشورا ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس نامہ اعمال کے حساب سے اسے حساب دیا جائے گا۔ سوالات ہوں گے یہ تم نے کیوں کیا۔ الحاصل تو حضرت نے فرمایا ھذا احساننا علی الفقراء یہ ہمارا احسان ہے فقیروں کے اوپر۔ تو جواہرات کی تھیلیاں نکلتیں اور ہر فقیر کی گود میں آ کر گرتی تھیں۔ یہ مال ایک ایسی چیز ہے اس میں ایک ایسی کھناس ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ اب اغنیاء مال داروں نے دیکھا کہ فقراء تو ہم سے آگے نکل گئے بیٹھے بیٹھے آگے ہو گئے۔ یہ آدمی انسان ایسا ہے کہ

دیکھا کہ کسی کے پاس موٹر سائیکل گزر گئی تو پریشان ہو جاتا ہے کہ میرے پاس نہیں ہے۔ اب وہاں یہ اغنیاء گھبرا گئے۔ کہ فقراء ہم سے آگے ہو گئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہ سب خواہش مند ہیں تو حضرت نے فقراء کے بعد کہا کہ تم بھی لے لو ھذا احساننا علی الاغنیاء یہ ہمارا احسان ہے مال داروں پر اور تھیلیاں جواہرات کی نکلنے لگیں۔ اب کسی فقیر کی آغوش میں نہیں جا رہی ہیں۔ صرف مال داروں کے آغوش میں تھیلی گر گئی۔ اب وزراء کے منہ میں پانی آگیا کہ بادشاہ کی خدمت کا کیا صلہ ملا۔ یہ تو لوگ ہم سے آگے بڑھ گئے۔ دیکھا یہ خواہش مند ہیں تو آپ نے فرمایا ھذا احساننا علی الوزراء یہ ہمارا احسان ہے وزیروں پر۔ تھیلیاں آ رہی ہیں اور وزیروں کی آغوش میں آ رہی ہیں۔ اب ماموں کے منہ میں پانی آیا کہ وزراء تو آگے نکل گئے تو آپ نے فرمایا ھذا احساننا علی المامون یہ ہمارا احسان ہے ماموں پر۔ تھیلی ماموں کی آغوش میں گری۔ آستین سے نکل کر۔ تو اس دن سے آپ کو جواد کے نام سے پکارا جانے لگا۔ صلوات

یہ ہے حسین کی اولاد۔ ایک امام علی نقی ایک امام حسن عسکری اور ایک بیٹا حسین محمد مہدی آخر الزمان کہ جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ حسین کا جب وہی بیٹا آئے گا تو یملاء الارض قسطا وعدلا جو پیغمبر چاہتے تھے نظام عدل کو نافذ کرنا چاہ رہے تھے نہیں ہوا ان اللہ یامرو بالعدل والاحسان نہیں ہو سکا تو خدا نے ان کو باقی رکھا ہے۔ تو یہ آئیں گے اور امیر المومنین کی دلی خواہش یہ تھی ۔ امیر المومنین کا نظریہ یہ تھا کہ روح زمین پر کسی غیر عادل کو رہنے کا حق نہیں ہے ۔ تو امام عصر جب آئیں گے تو زمین پر کوئی غیر عادل نہیں ہو گا سب زمین پر عادل ہوں گے یملاء الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما وجورا کہ امام کا ظہور ہو گا جمعہ کے دن۔ اس سال عاشورہ بھی

جمعہ کے دن ہو گا۔ یاد رکھیئے تاکہ آپ نہ بھولیں۔ جمعہ اور عاشورہ جب ایک دن آئے تو امام کو یاد رکھیئے۔ امام آئیں گے تو خود بخود علم کا پھریرا کھل جائے گا۔ ذوالفقار خود بخود نیام سے نکل آئے گی۔ اخرج یا ولی اللہ اے ولی اللہ اٹھئے۔ الحاصل یہ ہے کہ ایسی اولاد کسی کو حاصل نہیں جیسی حسین کو ملی۔ حسین کا واقع ایسا ویسا واقع نہیں ہے یہ حسین بے مثل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حسین کے گہوارے سے مس ہونے کے بعد ملک اپنے کو بے مثل سمجھنے لگا۔ کیا فطرس نہیں آیا تھا۔ فطرس آیا تھا۔ گہوارے سے مس کیا بال و پر اس کے واپس آ گئے اور یہ تمام آسمانوں پر ہر طرف یہ جاتا تھا اور یہ اعلان کرتا تھا من مثلی میرا مثل کون ہو گا انا عتیق الحسین میں حسین کا آزاد کردہ ہوں۔ میرا مثل کون ہو گا بتایئے آپ صرف گہوارے سے مس ہونے کے بعد۔۔ یہ آدم کا سجدہ فرشتوں نے کیا مگر میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی فرشتے نے کہیں فخر کیا ہو کہ میں نے آدم کو سجدہ کیا ہے۔ لیکن اللہ رے یہ آل محمد کو کیا عظمت حاصل تھی کہ اگر کسی نے ولادت کی مبارک باد دی تو وہ جا کر کہہ رہا ہے کہ میں حسین کی ولادت کی مبارک باد دے کر آ رہا ہوں۔ دائی کہتی ہے میں حسین کی قابلہ ہوں۔ ہر شخص جو درد رکھتا ہے وہ حسین کی بارگاہ میں آ رہا ہے۔ حسین کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اس کو اللہ نے تمام انبیاء سے بیان کیا۔ یہی وجہ تھی جناب آدم کے سامنے بیان کیا اور آدم کے سامنے جب اسماء آئے تو لفظ حسین کے نام پر بے چین ہو گئے۔ تڑپ کر سوال کرتے ہیں۔ خدایا اس نام میں بڑا درد ہے۔ کیا بات ہے کہ جب میں اس نام کو دیکھتا ہوں یہ حقیقت ہے۔ کہ کچھ اسماء ہیں جو رقت خیز ہیں جن میں درد ہے ان سے دل پر چوٹ پڑتی ہے ایک تو حسین ہیں۔ ایک کربلا۔ ایک زینب۔ یہ کیسا واقع ہے کہ ابھی واقع ہوا نہیں اور حسین کی مجلس شروع ہو گئی۔ آدم سے کہا۔ آدم

یہ ایسا ہے تمہاری اولاد میں ایک شخص ہو گا پیغمبر آخر زمان کا بیٹا۔ حسین نواسہ رسول امت ان کی اس کو قتل کرے گی اور ایک کلمہ کہا کہ لوتر آہ اے آدم اگر تم اس کو دیکھتے اس کی مصیبت کے سامنے تمام مصائب ہیچ ہیں۔ اگر تم اسے دیکھتے کہ کس طرح سے وہ پیاسہ ہو گا۔ تو پیاس حسین جناب آدم کے سامنے بیان ہوئی۔ خداوند عالم جبرائیل کے ذریعے سے حسین کی پیاس کا ذکر کر رہا ہے کہ وہ ایسی پیاس ہو گی کہ سارا عالم پیاس سے دھواں نظر آئے گا۔ یہ حسین کی پیاس کا ذکر جبرائیل جناب آدم سے کر رہے ہیں۔ آدم بے چین ہو گئے سن کر اور واقعا" ایسا ہے کہ عجیب پیاس تھی دیکھئے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس پر حسین کی پیاس کا اثر نہ ہو۔ امام عصر بھی جب آئیں گے تو تمام مصیبتوں میں امام حسین کی پیاس کا انتخاب فرمائیں گے اور تمام اھل عالم سے یہ فرمائیں گے یا اھل العالم ان الحسین قتلوہ عطشانا اے اہل عالم میرے جد امجد حسین کو پیاسا مار ڈالا گیا۔ اجرکم علی اللہ کیسی پیاس تھی یلوق لسانا من شدہ العطش جتنے اسباب پیاس لگنے کے ہوتے ہیں وہ سب جمع ہو گئے تھے۔ حسین میں دیکھیے پیاس ایک تو چلنے پھرنے سے پیاس لگتی ہے۔ کیا حسین یہ جو آنے والا دن ہے کل کا معلوم ہے آپ کو کہ حسین دن بھر حسین کا کام کیا تھا۔ دن بھر حسین وقت شہادت تک لاشوں کے اٹھانے میں دن گزرا۔ ابھی ایک لاش لا کر رکھی دوسری آواز آگئی یا اخاہ ادرکنی یا عمہ ادرکنی یا مولی آپ میری خبر لیجئے یہ دن بھر ہوا۔ اس سے پیاس تھی۔ گرمی کی وجہ سے بھی پیاس زیادہ لگتی ہے اور کربلا کی گرمی جب فلسفہ شہادت پر سے پردہ ہٹایا گیا۔ حسین کو کیوں اتنا بڑا درجہ ملا کہا صبر کی وجہ سے تو ابلیس کہتا ہے حسین اگر یہ گرمی اور زیادہ ہو جائے تو حسین صبر نہیں کر سکتے تو فورا" فرشتوں کو حکم ہوا کہ آفتاب کی ساری شعاعوں کو ہر طرف سے سمیٹ کر زمین کربلا پر ڈال

دو۔ اللہ اکبر میں نے کتب مقاتل میں دیکھا کہ حسین کا سارا بدن زخمی تھا تو ان زخموں میں خون کھولنے لگا ۔ اتنی شدید گرمی تھی اور زخموں پر زخم جتنے تیر لگتے تھے۔ حسین کا چہرہ اتنا ہی دھکتا جاتا تھا اور مناجات کرتے تھے ترکت الخلق طرا فی هراک خدایا میں نے تیری محبت میں ساری کائنات کو چھوڑ دیا وایتمتم العیال کی لراک تیری محبت میں۔ میں نے اپنے بچوں کو یتیم کیا۔ سکینہ کو تیری محبت میں میں نے یتیم کیا فلو قطعتنی بالحب اربا۔ لما جن الفواد الی سواک یہ زخم کیا ہیں یہ تیروں کے زخم پر نیزوں کے زخم کیا ہیں۔ اگر حسین تیری محبت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو حسین کا دل تیری طرف سے کبھی مڑ نہیں سکتا۔ یہ حقیقت ہے پیاس کے لگنے کا ایک سبب آپ دوڑایئے گھوڑے کو اسپ روانی ہے۔ ہوا جب آتی ہے تو منہ خشک ہو جاتا ہے پیاس بڑھ جاتی ہے حسین گھوڑے پر سوار ہو کر برابر مقتل میں آ رہے تھے جا رہے تھے اور ایک وجہ پیاس کے لگنے کی کیا ہے۔ بیداری جاگنا آپ جاگئے پیاس لگے گی۔ حسین شب عاشور ایک منٹ کیلئے بھی نہیں سوئے۔ ساری رات حسین اور حسین کے ساتھ جتنے بھی خیمے میں تھے کسی نے رات کو آرام نہیں کیا۔ کوئی نہیں سویا۔ عورتوں کا یہ عالم تھا کربلا میں سات مائیں تھیں۔ کل سات مائیں ان کا کام کیا تھا کہ رات بھر اپنے بچوں کو یہ سمجھاتی رہیں کہ بچو یہ دیکھو کل فاطمہ کے سامنے ہمیں شرمندگی نہ ہو۔ کل قربانی آل محمد کا دن ہے زینب اپنے بچوں کو سمجھا رہی ہیں۔ عون و محمد کو صبح کو یہ ساری گودیاں خالی ہو گئیں۔ پیاس کی وجہ ایک سبب یہ بھی ہے۔ جب غش سے افاقہ ہو ۔۔ غش سے افاقہ ہونے کے بعد پیاس شدید ہو جاتی ہے۔ تیز ہو جاتی ہے حسین کو تین مرتبہ غش آیا ہے عاشور کے دن ایک تو اس وقت جب آپ کا بھتیجا قاسم رخصت آخر کیلئے آیا اور حسین کے قدموں پر اپنے منہ کو

ملنا شروع کیا۔ کہا چچا جان جنگ کیلئے جانے کی مجھے اجازت دیجئے اس وقت حسین فرماتے ہیں اتمشی بر جلک الی الموت کیا تم اپنے قدموں سے موت کی طرف جا رہے ہو۔ کیا کہتا ہے چچا جان آپ تو دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں اجرکم علی اللہ۔ اجازت دی سینے سے لگایا۔ خوب روئے حسین بھتیجے کے ساتھ مل کر اتنا روئے کہ چچا اور بھتیجا دونوں غش کھا کر زمین پر گرے۔ اس کے بعد جب غش سے افاقہ ہوا تو قاسم کو اجازت دی۔ وہ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ایک مرتبہ آواز دی یا عمی اور کہی چچا جان میری مدد کیجئے حسین گئے اشقیا چاہتے تھے کہ قاسم کو قتل کریں اس نے مدد مانگ لی۔ فوج آگئی۔ حسین دفاع کر رہے تھے۔ اس دفاع کی حالت میں قاسم کی لاش گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آگئی۔ لیکن رمق جان باقی تھی۔ حسین دفاع کرتے جاتے تھے ایک مرتبہ ایک نحیف آواز حسین کے کان میں آئی چچا جان جنگ روک دیجئے سینے کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔۔ اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا اتصال کس رات سے ہے۔ یہ قیامت کی رات ہے قیامت کی رات شب عاشور۔ آپ کو معلوم ہے ذرا آپ اپنے دلوں کی سوئی کربلا کی طرف موڑیں۔ دیکھئے حسین کے خیمے میں کیا عالم ہے۔ آج کی رات مہلت کی رات ہے۔ یہ مہلت لی ہے حسین نے۔ عبادت کیلئے دوسرے حسین کب بے ہوش ہوئے۔ حسین اس وقت بے ہوش ہوئے جب عباس نے آواز دی یا اخاہ اور کہی جب حسین کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔ عباس کے بدن پر سر رکھا حسین کو غش آگیا اور تیسرے کب غش آیا جب حسین ذوالجناح گھوڑے سے زمین پر آئے تو اس وقت آپ کو غش آیا ثلاثہ ساعت تین ساعت ابومخنف نے لکھا کہ تین گھنٹے حسین بے ہوش رہے۔ جب ہوش آیا تو حسین نے دیکھا میرے سینے پر کوئی موجود ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا اتعرفنی

مجھے پہچانتا ہے۔ کس کے سینے پر تو سوار ہے۔ تو کہتا ہے شمر کہ ہاں میں پہچانتا ہوں۔ آپ محمد مصطفیٰ کے بیٹے ہیں میں جانتا ہوں۔ آپ ساقی کوثر کے بیٹے ہیں میں جانتا ہوں۔ پہچانتا ہوں کہ آپ فاطمہ کے لال ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں شمر اگر تو مجھے قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو مجھے ایک گھونٹ پانی کا پیلا دے۔۔ اجر کم علی اللہ ایک ایسا کلمہ اس ملعون نے کہا پانی تمہارا تو خیال ہے کہ تمہارے باپ ساقی کوثر ہیں وہ تمہیں سیراب کریں گے۔ دیکھئے ایک بہت بڑی جسارت فوج اشقیاء کی کہ وہ حسین سے طنزاً" کہنے لگی۔ یہ بہت زیادہ شہرت دے دی تھی بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی جب ملتے تھے کہ خارجی نے خروج کیا ہے۔ عورتیں ایک دوسرے سے کہتی تھیں حسین بار بار عاشور کے دن کیوں ردائے رسول اوڑھ کر آ رہے ہیں۔ کبھی آپ عمامہ رسول پہن کر آ رہے ہیں اور بار بار اپنا نسب نامہ جو بیان کر رہے ہیں انا ابن ثاقی کوثر میں ثاقی کوثر کا بیٹا ہوں۔ پیاسا ذبح کیا جا رہا ہوں۔ یہ بار بار بتلا رہے تھے کہ وہاں لڑنے کیلئے چاہنے والے بھی آ گئے تھے۔ بہت سے واپس آئے بھی ابھی ابھی میرے ذھن میں یہ بات آئی جیسے معلوم ہوا ہو کہ اسے بھی بیان کر دوں۔ ایک شخص شام سے حسین کا چاہنے والا وارد کوفہ ہوا۔ دوست سے ملاقات ہوئی پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ کربلا نہیں گئے۔ کہاں سے آ رہے ہو۔ پوچھا کربلا میں کیا ہے۔ کہا خارجی نے خروج کیا ہے۔ کہنے کا کوئی اثر نہیں ہو۔ گھر آیا۔ دق الباب کیا میری جوان بیٹی دروازے پر آئی کہتی ہے دیکھتے ہی۔ خریت ہے پوچھنے کے بعد کہتی ہے بابا کیا آپ کربلا نہیں گئے۔ بیٹی کربلا میں کیا ہے کہا آپ کو نہیں معلوم دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ خارجی نے خروج کیا ہے۔ کہتا ہے جب میری بیٹی نے مجھ سے کہا تو مجھے جلال آگیا۔ میں نے سامان رکھا اور سامان رکھ کر میں نکلنا چاہ رہا تھا کہ میری بچی مجھ سے کہتی ہے دعائیں دیں کہا بابا جب آپ کربلا سے واپس

آئیں تو میرے لئے کربلا سے ایک انگوٹھی لیتے آیئے گا۔ کہا میں نکلا۔ جب باہر آیا تو یہ حسین کا آخری حملہ تھا۔ فوج دار العمار سے ٹکرا رہی تھی تو میں جس سے پوچھتا ہوں ماالخبر واقع کیا ہے۔ تو کسی کے حواس قابو میں نہیں ہیں۔ سب بھاگ رہے ہیں۔ میں مجمع سے ہٹ کر ایک ٹیلے پر آگیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزگوار حملہ کر رہے ہیں کہ جن کے چہرے سے نور ساطع ہے ۔ ہاتھ میں ذوالفقار ہے یہ عالم دیکھ کر میں گھبرایا کہ لوگ ان کو خارجی کہتے ہیں۔ حق تو ان کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اتنے میں مجمع کائی کی طرح پھٹا اور وہ بزگوار میرے پاس آگئے اور قریب آکر اپنی انگشت مبارک سے انگوٹھی نکالی اور مجھ کو دی اور مجھ سے کہا کہ تم اپنی بچی کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ خارجی نے خروج نہیں کیا۔ ارے میں فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ اجر کم علی اللہ فاطمہ کا بیٹا حسین ہوں۔ یہ سنتا تھا وہ غش کھا کر زمین پر گرا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے کہا کہ اب امام سے اجازت لے کر مجھے لڑنا چاہئے کہا میں مقتل گاہ کی طرف چلا جب کچھ دور چلا تھا دیکھا۔ سیاہ آندھیاں چل رہی ہیں زمین میں زلزلہ اور فضاء میں آواز گونج رہی تھی الا قتل الحسین بکربلا ذبح الحسین بکربلا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون